☆...... حضرت علی مرتضیٰؓ کا حضرت عمر فاروقؓ کی بیعت کرنا

کوئی دوست یہ کہانی نہ گھڑے کہ حضرت عمر فاروق کی بیعت کے موقع پر حضرت علیؓ اپنے دو صاحبزادوں اور چند گنے چنے افراد کے ساتھ اکیلے اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے جو لوگ ایسا کہتے ہیں جھوٹ کہتے ہیں کیا یہ حقیقت نہیں کہ حضرت علیؓ پہلے شخص ہیں جنہوں نے حضرت عمر کی خلافتؓ کی کھلے عام تائید کی اور کہا ہم حضرت عمرؓ کے سوا کسی اور کو بطور خلیفہ قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں شیعہ کے شیخ الطائفہ علامہ محمد بن حسن طوسی (۴۶۰ھ) کی شہادت دیکھئے

فقال علی لا ترضی الا ان یکون عمر بن الخطاب (الامالی جلد ۲ ص ۱۲۱)

اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ آپ نے نہ صرف یہ کہ حضرت عمر فاروق کی بیعت فرمائی تھی بلکہ آپ اس کے داعی اور تائید کنندہ بھی تھے حضرت علیؓ کہتے ہیں

فأشأر لعمر ولم یأل فبایعه المسلمون وبایعته معهم فکنت أغزو اذا أغزانی وآخذ اذا أعطانی (کنز العمال ج ۶ ص ۸۲ کتاب الفتن)

حضرت ابو بکرؓ نے حضرت عمرؓ کے حق میں اشارہ کر دیا اور اس باب میں انہوں نے کوئی کوتاہی نہیں کی پس مسلمانوں نے حضرت عمرؓ سے بیعت کی میں نے بھی مسلمانوں کے ساتھ عمرؓ کی بیعت کی جب حضرت عمرؓ مجھے غزوات کے لئے بلاتے تو میں ان کے ساتھ ہوتا اور جب آپ عطیات وغیرہ عطا فرماتے تو میں ان کو قبول کرتا تھا

فلما قبض (أبابکر) ولا ها عمر فأخذ بسنة صاحبه وما یعرف من

Scanned with CamScanner

أمره فبايعناه عمر لم يختلف عليه منا اثنان ولم يشهد بعضنا على بعض ولم نقطع البراءة منه فاديت الى عمر حقه وعرفت طاعته وغزوت معه في جيوشه وكنت آخذ إذا أعطاني وأغزو إذا أغزاني وأضرب بين يديه الحدود بسوطي (سیر اعلام النبلاء ج ۲ ص ۶۳۰)

محدث امام ابو عوانہ نے حضرت عبد الرحمٰن بن ابی بکرۃ سے حضرت علی مرتضیٰ کی اپنی زبانی بھی یہ بات نقل کی ہے

فبايع الناس ابا بكر فبايعت ورضيت ثم توفى ابوبكر فاستخلف عمر فبايعت ورضيت...... (فضائل ابو بکر صدیق لابی طالب العشاری ص ۵)

لوگوں نے حضرت ابو بکر کی بیعت کی تو میں نے بھی خوشی ان کی بیعت کی پھر جب آپ انتقال کر گئے اور حضرت عمرؓ خلیفہ بنا گئے تو میں نے حضرت عمرؓ کی بیعت خوشی سے کی۔

شیخ ابو اللیث سمرقندی (۳۷۳ھ) نے تنبیہ الغافلین میں حضرت عبد اللہ بن عباس سے بھی یہ بات نقل کی ہے (دیکھئے ص ۴۰۸)

جو لوگ شیخ علی متقیؒ (۹۷۵ھ) اور شیخ محمد بن علی عشاریؒ (۴۴۶ھ) کی نقل کردہ روایت سے مطمئن نہ ہوں تو انہیں کم از کم اپنے شیخ الطائفہ محمد بن حسن طوسی (۴۶۰ھ) کے اس بیان سے تو مطمئن ہو جانا چاہئیے جو انہوں نے حضرت علی مرتضیٰ سے نقل کیا ہے

فبايعت ابابكر كما بايعتموه...... فبايعت عمر كما بايعتموه...... فوفيت له ببيعته حتى لما قتل جعلني سادس ستة (الامالی ج ۲ ص ۱۲۱)

تم لوگوں نے ابو بکر کی بیعت کی اسی طرح میں نے کی...... جس طرح تم سب

Scanned with CamScanner

نے عمر کی بیعت کی میں نے بھی اسی طرح ان بیعت کی اور اس بیعت کے حقوق پوری طرح ادا کیے حتی کہ جب حضرت عمرؓ پر قاتلانہ حملہ ہوا تو انہوں نے مجھے چھ آدمیوں کی مجلس شوری میں رکھا

اس سے واضح ہے کہ حضرت علی مرتضٰی نے بھی دوسرے صحابہ کرام کی طرح آپ کی بیعت کی اور اس میں آپ کو کسی طرح کا کوئی تردد نہ تھا آپ نے کبھی اس بیعت سے انکار کیا اور نہ کبھی اس بیعت سے انحراف کیا تھا سچ تو یہ ہے کہ حضرت عمرٗ فاروق کی بیعت میں اور ان کے امیر المؤمنین ہونے میں کسی کا اختلاف بھی نہیں تھا یہ ایک تاریخی بیعت تھی

حضرت عمر جب قاتلانہ حملہ میں زخمی ہو گئے تو حضرت عبداللہ بن عباس آپ کی عیادت کے لئے تشریف لائے آپ نے حضرت علیؓ کی موجودگی میں حضرت عمرؓ کو جنت کی بشارت دی اور آپ کی تعریف و توصیف فرماتے ہوئے کہا

لقد صحبت رسول الله حتى توفى وهو عنك راض ثم صحبت ابابكر فتوفى وهو عنك راض ولقد وليت فما اختلف فى ولايتك اثنان قال عمر اتشهد بذلك قال فكع ابن عباس فقال على نعم نشهد بذلك (تاریخ عمر ص ۱۹۳) ولم يختلف فى خلافتك رجلان (ایضا ص ۲۴۷)

آپ نے حضور ﷺ کی صحبت کا شرف پایا اور حضور جب دنیا سے تشریف لے گئے تو آپ سے راضی و خوش تھے پھر آپ نے حضرت ابوبکر صدیق کی صحبت پائی اور وہ بھی آپ سے راضی اور خوش ہو کر گئے آپ کی خلافت پر دو آدمیوں نے بھی اختلاف نہیں کیا تھا

Scanned with CamScanner

حضرت علی دوسرے مسلمانوں کی طرح حضرت عمرؓ کا بڑا احترام کرتے تھے اور آپ کو بھی نے امیر المؤمنین کہہ کر بلاتے تھے آپ کچھ لوگوں میں پائی جانے والی اس غلط فہمی کو بھی دور کرنا چاہتے تھے جو یہ سمجھتے تھے کہ حضرت علیؓ کے دل میں حضرت عمرؓ کے متعلق کوئی دوبھر ہے آپ نے ہر ممکن طریقے سے لوگوں پر واضح کر دیا کہ حضرت عمرؓ کی خلافت ہر شبہ سے پاک ہے شارح نہج البلاغۃ ابن ابی الحدید شیعی (۶۵۶ھ) لکھتے ہیں

(حضرت) علیؓ (حضرت) عمر کو اس وقت سے جب وہ خلیفہ ہوئے ان کی کنیت سے مخاطب نہیں کرتے تھے بلکہ امیر المؤمنین کہہ کر خطاب کرتے تھے اور یہ بات اسی طرح کتب حدیث اور کتب سیر و تاریخ میں بیان ہوئی ہے۔ (شرح نہج البلاغۃ جلد ۲ ص ۶۳۴)

ہم یہ بات کبھی تسلیم نہیں کرتے کہ حضرت علی مرتضیٰؓ نے آپ کی بیعت تقیۃ (اوپر اوپر سے) کی تھی یا آپ کو حضرت علیؓ تقیۃ امیر المؤمنین کہہ کر پکارتے رہے حضرت علیؓ اللہ کے شیر تھے آپ کو کسی سے ڈرنے کی ضرورت نہ تھی آپ نے حضرت عمر فاروقؓ کی بیعت دل کی پوری سچائی کے ساتھ کی تھی آپ سمجھتے تھے کہ خلیفۃ الرسول کا لفظ خلیفہ بلا فصل حضرت ابو بکر صدیقؓ کا ہی اعزاز تھا (ماخوذ از نور القمر بسیرۃ سیدنا عمر ج اول از مؤلف)

حضرت علی مرتضیٰؓ حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ خلافت میں پوری طرح آپ کے شریک کار رہے خلافت کے اہم معاملات اور مہمات کے بارے میں حضرت عمر فاروقؓ حضرت علیؓ سے بھی مشورہ فرماتے تھے اور ان کی رائے کو غور سے سنتے اور اسے بڑی اہمیت دیتے تھے آپ حضرت عمرؓ کی مجلس شوریٰ کے ایک اہم اور معزز رکن تھے

واما عمر فكان يشاور الصحابة ......فكان علي من أهل الشورى

Scanned with CamScanner

کعثمان و ابن مسعود وغیرهما (منہاج ج ۵ ص ۵۱۳)

حضرت عمر فاروق کے دور میں جن لوگوں کو فتویٰ دینے کی اجازت تھی ان میں حضرت علی مرتضیٰؓ بھی تھے جب آپ کے سامنے کوئی اہم دینی معاملہ پیش آتا تو آپ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ حضرت عبد الرحمنؓ حضرت معاذؓ حضرت ابی بن کعبؓ اور حضرت زید بن ثابتؓ کو بلاتے تھے

ثم ولی عمر فکان یدعو هؤلاء النفر (طبقات ج ۲ ص ۲۶۷)

حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت علی مرتضیٰؓ کو مدینہ کا قاضی متعین فرمایا تھا (البدایہ ج ۷ ص ۳۱) اور آپ کہا کرتے تھے کہ علیؓ تو ہمارے بہترین قاضی ہیں (صحیح بخاری ج ۲ ص ۶۴۴)

☆......ایک مرتبہ صدقہ کے بارے میں ایک مسئلہ پیش آگیا تھا آپ نے صحابہ کی مجلس بلائی اس میں حضرت علی مرتضیٰؓ بھی شریک تھے اور آپ نے اس مجلس میں اپنی رائے پیش فرمائی تھی

واستشار اصحاب محمد ﷺ وفیهم علی رضی الله عنه (مسند احمد ج ۱ ص ۲۶ طحاوی ج ۱ ص ۳۱۰)

☆......ایک مرتبہ مقتول کی دیت کا مقدمہ قاضی یعلی کی عدالت میں پیش ہوا اور آپ نے اس کا فیصلہ کیا مدعی نے حضرت عمرؓ کے پاس اس فیصلہ کے خلاف شکایت کی آپ نے حضرت علیؓ کو بلایا انہوں نے مقدمہ کی تفصیل سنی اور قاضی یعلی کی موافقت کی جس پر حضرت عمرؓ نے اس فیصلہ کو برقرار رکھا تھا (المصنف لعبد الرزاق ج ۹ ص ۴۳۲)

☆......شیعہ عالم ملا یعقوب کلینی (۳۲۹ھ) لکھتے ہیں ایک مرتبہ دو شخص انتہائی سنگین جرم کے مرتکب ہوئے ان میں سے ایک فرار ہو گیا جبکہ دوسرا گرفتار ہو گیا معاملہ بڑا

Scanned with CamScanner

سنگین تھا آپ نے حضرت علیؓ سے مشورہ فرمایا حضرت علیؓ نے کہا اس کی گردن اڑا دیں چنانچہ اسے سزا دی گئی جب لاش اٹھانے کا وقت آیا تو حضرت علی نے کہا کہ لکڑیاں جمع کر کے اسے جلا دیا جائے چنانچہ وہ شخص جلا دیا گیا (فروع کافی ج ۳ ص ۱۰۹)

☆......ایک مرتبہ شراب خور کی سزا کا معاملہ درپیش ہوا حضرت علی مرتضیٰؓ نے چالیس کے بجائے اسی کوڑے مارنے کی رائے دی حضرت عمرؓ نے شراب خور کے لئے یہی سزا ٹھہرائی تھی (مؤطا امام مالک ص ۶۰۷۔ المصنف ج ۷ ص ۳۷۸)

☆......آپ نے اسلامی وظیفہ کے تقرر کے متعلق حضرت علیؓ سے مشورہ چاہا تو انہوں نے آپ کو مشورہ دیا کہ آپ سب سے پہلے اپنے نام سے اس کی ابتداء کیجئے تاہم حضرت عمرؓ نے حضور ﷺ کے چچا حضرت عباسؓ کے نام سے اس کی ابتداء کی (تاریخ طبری ج ۲ ص ۸۱۴ اردو) اسی طرح حضرت عمرؓ نے اسلامی کیلنڈر کے بارے میں آپ کے مشورے کو قبول کیا (البدایہ ج ۷ ص ۷۴) عراق کی مفتوحہ زمین کے بارے میں انہوں نے آپ سے مشورہ کیا اور آپ کا مشورہ قبول فرمایا (سنن کبریٰ ج ۹ ص ۱۳۴ از امام بیہقی)

حضرت علی مرتضیٰؓ اکثر ان مشوروں کا ذکر کیا کرتے تھے

قال علی رضی الله عنه یشاورنی عمر فی کذا فرأیت کذا ورأی هو کذا فلم أر إلا متابعة عمر (الامارۃ والرد علی الرافضۃ للأصبهانی ص ۲۹۵)

☆......حضرت عمر فاروقؓ جب مدینہ سے باہر تشریف لے جاتے تو آپ حضرت علیؓ کو اپنا نائب بنا کر جاتے تھے آپ جب ازواج مطہرات کو اپنے ساتھ حج کے لئے لے کر گئے تو آپ نے حضرت علیؓ کو اپنا نائب بنایا جب آپ ماء صراء کی طرف گئے تو اس وقت بھی حضرت علی کو مدینہ میں اپنا نائب بنایا تھا آپ جب جابیہ گئے تو اس وقت بھی مدینہ میں حضرت علیؓ کو

Scanned with CamScanner

اپنا جانشین بنایا تھا جب اہل شام نے فلسطین والوں کے خلاف آپ سے مدد چاہی تو آپ بذات خود ان کی مدد کے لئے تیار ہوئے اور آپ نے اس وقت حضرت علی کو اپنا نائب بنایا تھا (تاریخ طبری ج ۲ ص ۸۰۷) استخلف علی المدینة علی بن ابی طالب (البدایہ ج ۷ ص ۳۵) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر فاروق حضرت علیؓ پر بڑا اعتماد کرتے تھے اور کھلے دل کے ساتھ آپ کو اہم ذمہ داری دے کر باہر جایا کرتے تھے

اس قسم کے کئی معاملات مہمات اور واقعات ہیں جن میں حضرت عمر فاروق آپ سے مشورہ کرتے اور حضرت علی مرتضیٰؓ بھی پوری خیر خواہی کے ساتھ اپنی رائے پیش کرتے تھے نیز حضرت عمرؓ کے ساتھ آپ کے بڑے گہرے اور دوستانہ تعلقات تھے اور ان کی آپس میں رشتہ داری بھی تھی حضرت علیؓ نے اپنی صاحبزادی حضرت ام کلثومؓ حضرت عمرؓ کے نکاح میں دی تھی اور ان سے آپ کے دو بچے بھی ہوئے تھے

حضرت عمرؓ جب فتح بیت المقدس کے لئے گئے تو آپ کے ساتھ حضرت علی مرتضیٰ بھی تھے فتح بیت المقدس کے موقع پر جب وہاں کے عیسائیوں نے ان کے لئے دعوت کا اہتمام کیا تو حضرت عمرؓ نے گرجے میں لگی ہوئی مورتیوں کی خاطر جانا گوارانہ کیا تاہم حضرت علی مرتضیٰؓ اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں گئے بھی تھے (المغنی ج ۷ ص ۸)

☆......حضرت عمر فاروقؓ حضرت علی مرتضیٰؓ کی نظر میں

حضرت علی مرتضیٰؓ حضرت عمر فاروقؓ کو بہت عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھتے تھے آپ کے دل میں ان کی بڑی قدر تھی حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں آپ ان کے وزیر ومشیر

Scanned with CamScanner

رہے اور آپ جب سفر پر جاتے تو حضرت علی کو اپنا نائب بنا کر جاتے اور حضرت علیؓ آپ کے بنائے خطوط کے مطابق خلافت کی ذمہ داریاں نبھاتے تھے حضرت عمرؓ اور حضرت علی مرتضیٰؓ کے تعلقات بہت دوستانہ اور خیر خواہانہ تھے حضرت علی مرتضیٰؓ کے عقیدت سے بھرے یہ بیانات ملاحظہ کیجئے اس سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ حضرت علیؓ کے دل میں آپ کی کتنی عزت و عظمت تھی۔ آپ کے حضرت عمرؓ کے متعلق بیانات دیکھئے

☆......رجل مبارک (حضرت عمر بابرکت شخص ہیں) (طبری ج ۵ ص ۱۵۶)

☆...... نجیب امت (آپ شریف و مخلص ہیں) (مسند احمد ج ۱ ص ۱۴۱ ۵ حلیہ ج ۱)

☆...... فاروق آپ حق و باطل میں فرق کرنے والے ہیں (ریاض ج ۱ ص ۲۴۶)

☆...... خلیل و صدیق آپ سچے اور پیارے دوست ہیں (المصنف لابن ابی شیبہ ج ۶ ص ۳۶۰)

☆......القوی الامین آپ زبردست اور امانتدار ہیں (تاریخ الامم طبری ج ۵ ص ۱۸)

☆......رشید الامر آپ صحیح الرائے تھے (مصنف لابن ابی شیبہ ج ۶ ص ۳۶۰)

☆......آپ امام ہدایت راشد مصلح اور مرشد ہیں (طبقات ج ۳ ص ۱۴۹)

ان القابات سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ حضرت عمرؓ حضرت علیؓ کی نظر میں گوناگوں فضائل و مناقب عظمتوں اور کمالات کے مالک اور بے شمار مدائح و محامد کے حامل شخص تھے

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت علیؓ اونٹوں کے ایک باڑے میں سرکاری اونٹوں کی گنتی کر رہے تھے اس وقت حضرت عثمان غنیؓ بھی وہاں موجود تھے حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ سے کہا کہ اللہ تعالی نے قرآن کریم میں حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادی کا یہ بیان نقل کیا ہے

Scanned with CamScanner

یا ابت استاجرہ إن خیر من استاجرت القوی الامین (پ ۲۰ القصص ۲۶)

اے ابا جان آپ انہیں (یعنی حضرت موسی علیہ السلام) مزدوری پر رکھ لیں کیونکہ جنہیں اجرت پر رکھیں ان سب میں بہتر وہ ہے جو مضبوط اور امین ہو

پھر آپ نے حضرت عمر فاروق کی طرف اشارہ کر کے فرمایا

هو القوی الامین (الکامل ج ۳ ص ۵۶ المرتضی ص ۱۷۶)

یہ (حضرت عمرؓ) وہ ہیں جن کو قوی اور امین کہا جائے

حضرت عمر فاروقؓ کے کامل الایمان اور مقبولان الٰہی اور آپ کے ظاہر و باطن کے پاک ہونے کی اس سے بڑی شہادت اور کیا ہو گی کہ آپ حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کے داماد تھے حضور ﷺ کی نواسی حضرت ام کلثومؓ حضرت عمرؓ کے عقد میں تھیں

☆...... ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق چادر اوڑھے ہوئے تشریف فرما تھے اتنے میں حضرت علی مرتضی آ گئے اور کہا اللہ آپ پر رحم کرے حضور ﷺ کی احادیث کے بعد اس چادر اوڑھنے والے کے اقوال مجھے سب سے زیادہ عزیز ہیں (تاریخ الخلفاء ص ۱۲۳)

حضرت عمر فاروق کے اقوال کی اہمیت اس لئے تھی کہ آپ صاحب الہام بزرگ تھے اللہ نے آپ کی زبان پر حق جاری کیا تھا اس کی شہادت لسان نبوت نے دی ہے

☆...... حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کے قاصد عبداللہ بن قرط جب مدینہ منورہ آئے اور حضرت عمر فاروقؓ سے ملاقات کر کے واپس جانے لگے تو حضرت علی مرتضیؓ سے ان کی ملاقات ہو گئی وہ کہتے ہیں کہ آپ نے مجھے آواز دی میں آپ کے پاس آیا انہوں نے پوچھا کہ تم جا رہے ہو؟ میں نے کہا کہ جی ہاں مگر مجھے خطرہ ہے کہ سفر لمبا ہے وقت پر میں پہنچ پاؤں

Scanned with CamScanner

گویا نہیں حضرت علیؓ نے اس کے جواب میں فرمایا

تجھے حضرت عمرؓ کی خدمت میں دعا کے لئے کہنے سے کس نے روک رکھا ہے تجھے ان سے گذارش کرنی چاہیئے تھی اے ابن قرط کیا تو نہیں جانتا کہ ان کی دعا باب اجابت سے کبھی رد نہیں ہوتی اور نہ ان کے اور در مستجاب کے درمیان کبھی پردہ حائل ہے حضور ﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا ہے ﴿لو کان بعدی نبی لکان عمر﴾ کیا عمر وہ شخص نہیں کہ ان کے حکم نے قرآن حکیم کے حکم کی موافقت کی نیز حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر آسمان سے عذاب اترتا تو اس سے سوائے عمر کے اور کوئی نہ بچ پاتا۔ اے ابن قرط کیا تجھے علم نہیں کہ اللہ نے ان کی شان میں آیات بینات نازل فرمائیں اور کیا تجھے علم نہیں کہ وہ نہایت عابد متقی اور زاہد شخص ہیں اور عدوی قبیلہ کے نہایت پرہیزگار ہستی ہیں۔ اور کیا وہ نوح علیہ السلام کے مشابہ نہیں؟ کیا وہ سلف صالحین کے متبع نہیں ہیں؟ کیا وہ مرتبہ قبولیت اور رضامندی تک نہیں پہنچے؟ کیا تو نے ان کی صاحبزادی حضرت حفصہ کا قصہ نہیں سنا کہ جب اس نے ان سے کہا تھا کہ ابا جان آپ اپنے اوپر ترس کھائیں اور اپنے اوپر رحم کریں کہ اللہ نے آپ کو کشائش اور مال و منال دیا ہے غذا میں اب گیہوں کی روٹی کھانے لگیں تو حضرت عمر نے فرمایا حفصہ اگر یہ بات تمہارے علاوہ کوئی اور کہتا تو میں اسے سخت غصہ اور ملامت کرتا پھر انہوں نے حضور ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ کا عسر و فقر بیان کر کے کہا کہ کیا یہ دونوں حضرات میرے ساتھی نہ تھے وہ ایک صاف اور سیدھے راستہ کو تشریف لے گئے میں بھی چاہتا ہوں کہ ان کے طریقہ کی موافقت کروں اور ان کا وہاں بھی رفیق رہوں اے ابن قرط اگر حضرت عمر نے تیرے لئے دعا کر دی ہے تو یاد رکھ انشاء اللہ وہ در اجابت تک ضرور پہنچے گی (فتوح الشام ص ۳۱۹)

Scanned with CamScanner

(نوٹ) اللہ تعالی نے حضرت عمر فاروقؓ کی اس تمنا کو (کہ میں حضور ﷺ اور حضرت ابوبکر کا رفیق بن جاؤں کو) شرف قبولیت دی اور آپ کی آخری آرامگاہ حجرہ مطہرہ میں بھی اور آپ کو حضور ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کی رفاقت ومعیت نصیب ہوئی یہ رتبہ بلند ملا جسے مل گیا۔ ذلك فضل الله يوتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم

حضرت علی مرتضیٰؓ نے اپنے دور خلافت میں بارہا برسر عام کہا کہ اس امت میں سب سے بہتر حضرت ابوبکرؓ ہیں پھر ان کے بعد حضرت عمرؓ ہیں آپ کے صاحبزادے حضرت محمد بن حنفیہؒ نے اپنے والد حضرت علی مرتضیٰؓ سے پوچھا کہ حضور ﷺ کے بعد تمام لوگوں میں کون سب سے بہتر ہے آپ نے فرمایا

أبوبكر قال ثم من قال عمر وخشيت ان يقول عثمان قلت ثم أنت قال مأأنا الا رجل من المسلمين (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۱۸)

فرمایا ابوبکر ان کے بعد عمرؓ سب سے بہتر ہیں مجھے خیال ہوا کہ عمرؓ کے بعد عثمانؓ کا نام لیں گے تو میں نے خود ہی کہہ دیا کہ پھر آپ سب سے بہترین ہیں فرمایا کہ میں تو مسلمانوں میں سے ایک مسلمان ہوں

ایک مرتبہ آپ نے برسر منبر بھی یہ بات بیان کی تھی (دیکھئے سنن ابن ماجہ ص ۱۱ مسند احمد ج ۱ ص ۱۱۵)

☆...... حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں ایک مرتبہ حضرت علیؓ نے مجھ سے کہا کہ میں تمہیں حضور ﷺ کے بعد بہترین آدمی بتاؤں حاضرین نے کہا کہ جی ہاں آپ نے فرمایا کہ وہ حضرت ابوبکرؓ ہیں پھر عمرؓ ہیں (الموافقہ ص ۵۴)

☆......ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ اس امت میں سب سے بہتر حضرت ابوبکرؓ ہیں ان کے

Scanned with CamScanner

بعد حضرت عمر ہیں پھر اللہ ہی جانتا ہے کہ تم سب میں کون بہتر ہے
خیر هذه الامة أبوبكر وعمر ثم الله أعلم بخيار كم (کنز العمال ج ۱۳ ص ۸)
حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (۱۱۷۶ھ) لکھتے ہیں
حضرت علی مرتضیٰؓ کا قول تین احتمال سے خالی نہیں (۱) یہ بات کہنے میں آپ کا دل اور آپ کی زبان ساتھ تھی اور یہی حق ہے اور اسی سے مطلوب ثابت ہے (۲) یا یہ بات صرف زبان سے تھی دل اندر سے اس کا قائل نہ تھا مگر وہ بلاضرورت بھی تقیہ سب کے سامنے یہ بات کہہ دیتے تھے اور دوسروں کے پاس جاتے تو اس کے خلاف کہتے گویا آپ مدلس خائن اور امعہ (دو طرح کے مزاج رکھنے والے) تھے اور جو اس قسم کا شخص ہو وہ لائق امامت نہیں ہوگا یا یہ کہ آپ تقیہ کر رہے تھے اور تقیہ زمانہ خلافت میں کوئی وجہ نہیں رکھتا اور اسکے باوجود اگر کوئی اکراہ تھا تو مقدار اکراہ پر اکتفا کرتے اور اتنا مبالغہ نہ کرتے (ازالۃ ج ۲ ص ۴۱۱)

☆......اوفی بن حکیم کہتے ہیں کہ جس دن حضرت عمر فاروق کی شہادت والے دن حضرت علی مرتضی بہت غمزدہ تھے آپ نے اس وقت کہا

لله در باكية عمر واعمراه قوم الاود وابرأ العمد واعمراه مات نقى الثوب قليل العيب واعمراه ذهب السنة وابقى الفتنة (معرفۃ الصحابۃ ج ۱ ص ۷۴)

رونے والیوں نے کتنی اچھی بات کہی ہے کہ آہ عمر تم نے ٹیڑھے کو سیدھا کر دیا اور بیمار کو تندرست کر دیا (یعنی بہت اچھی خلافت کی) آہ عمر تم پاک صاف کم

Scanned with CamScanner

گناہ کے ساتھ دنیا سے رخصت ہوئے آہ عمر اپنے ساتھ سنت لے گئے اور ہمیں آزمائشوں میں چھوڑ گئے

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ کی میت چارپائی پر رکھی ہوئی تھی اور آپ کے قریب لوگ کھڑے اظہار تاسف کر رہے تھے اس وقت میرے کندھے پر کسی نے ہاتھ رکھا (یہ حضرت علی مرتضیٰ تھے) اور آپ کہہ رہے تھے

يرحمك الله ان كنت لأرجو أن يجعلك مع صاحبيك لانى كثير ماكنت اسمع رسول الله ﷺ يقول كنت وابوبكر وعمروفعلت وابوبكر وعمروانطلقت وابوبكر وعمر ان كنت لارجو ان يجعلك الله معهما (صحیح بخاری ج ا ص ۵۱۹)

اللہ آپ کو اپنی رحمت میں لے۔ امید کرتا ہوں کہ اللہ آپ کو اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ کردے گا اور ان سے ملادے گا میں نے بارہا حضور ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے میں نے اور ابوبکر و عمر نے اس طرح کام کیا میں اور ابوبکر و عمر اس طرح گئے اور میں اور ابوبکر و عمر اس طرح آئے

حضرت محمد بن علیؒ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر فاروق کو کفن پہنا کر چارپائی پر رکھا گیا تو حضرت علی مرتضیٰ آپ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا

ماأحد أحب الى أن ألقى الله تعالى بمثل صحيفته من هذا المسجى (کتاب الآثار ص ۲۱۵ از امام ابو یوسف)

مجھے اس کفن پہنے ہوئے شخص سے زیادہ کوئی اور شخص عزیز نہیں کہ میں اللہ تعالیٰ کے حضور ان جیسا اعمال نامہ لے کر جاؤں

Scanned with CamScanner

یعنی جس طرح حضرت عمر فاروقؓ کا اعمال نامہ نیکیوں سے لبریز ہے میرا نامہ اعمال بھی اسی طرح نیکیوں سے لبریز ہو اس میں آپ نے حضرت عمر فاروق کے عمل کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا ہے حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (۸۵۲ھ) لکھتے ہیں کہ حضرت علی مرتضیٰ اس بات کا عقیدہ رکھتے تھے کہ اس زمانہ میں حضرت عمر فاروقؓ کے عمل سے بڑھ کر کسی کا عمل نہیں ہے

ان علیا کان لا یعتقد ان لاحد عملا فی ذلك الوقت افضل من عمل عمر (فتح الباری ج ۷ ص ۶۰)

(نوٹ) حضرت علی مرتضیٰ کا عقیدت بھرا یہ بیان شیعہ عالم شیخ صدوق ابن بابویہ قمی نے معانی الاخبار میں نقل کیا ہے (دیکھئے کتاب مذکور ص ۷ االباب ۲۴۵)

☆...... حضرت علی مرتضیٰؓ کہتے ہیں

حضرت عمرؓ نے ہر کام میں رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر کی اتباع کی اور ان کے آثار پر اس طرح چلے جیسے بچہ اپنی ماں کے نشانات قدم پر چلتا ہے...... اللہ تعالیٰ نے حضرت عمرؓ کے اسلام کی وجہ سے اسلام کو عزت عطا فرمائی اور ان کی ہجرت کو دین کی مضبوطی کا باعث بنایا اور مؤمنوں کے دلوں میں ان کی محبت اور کافروں اور منافقوں کے دلوں میں ان کی ہیبت پیدا کی (الموافقہ بین اھل البیت والصحابہ ص ۵۹)

☆...... حضرت علی مرتضیٰؓ فرماتے ہیں کہ

جب صالحین کا ذکر ہو تو عمر کو ہمیشہ یاد رکھنا (حلیہ ج ۴ ص ۱۵۲۔ صواعق محرقہ ص ۹۸)

☆...... زید بن وھب کہتے ہیں کہ ایک دن سوید بن غفلہ حضرت علی مرتضیٰؓ کے پاس ان

کے دور خلافت میں آئے اور کہا اے امیر المؤمنین میرا گذر ایک ایسے گروہ پر ہوا جو حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے بارے میں انتہائی غلط باتیں کہہ رہے تھے یہ سن کر حضرت علی مرتضیٰؓ منبر پر آئے آپ میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے آپ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ اللہ کی قسم ان دونوں سے سوائے مؤمن کے اور کوئی محبت نہیں رکھتا اور ان سے سوائے بدبخت اور دین سے نکل جانے والے کے اور کوئی بغض نہیں رکھتا ان دونوں کی محبت ثواب ہے اور ان کا بغض گمراہی ہے یہ دونوں حضور علیہ السلام کے بھائی آپ کے وزیر آپ کے دوست قریش کے سردار اور مسلمانوں کے مائی باپ ہیں میں اس شخص سے بری ہوں جو ان دونوں کو برا جانے اور ایسا آدمی قابل سزا ہے

أخوى رسول الله ووزيريه وصاحبيه وسيدى قريش وأبوى المسلمين فانا برى ء ممن يذكرهما بسوء وعليه معاقب (تاریخ عمر ص ۵۰ لابن جوزی)

☆..... امام زین العابدینؒ کہتے ہیں کہ جب حضرت علی مرتضیٰؓ صفین سے لوٹے تو ایک نوجوان آپ کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے آپ کو جمعہ کے خطبہ میں یہ دعا کرتے سنا ہے

أللهم أصلحنا بما أصلحت به الخلفاء الراشدين

آپ بتائیں یہ کون تھے؟ حضرت علیؓ یہ سن کر رو پڑے اور کہا

هماحبيباى وعماك أبوبكروعمر اماما الهدى وشيخاالاسلام ورجلا قريش والمقتدى بهما بعد رسول الله ﷺ من اقتدى بهما عصم ومن اتبع آثارهما هدى الى صراط مستقيم ومن تمسك بهما فهو من حزب الله وحزب الله هم المفلحون (تاریخ عمر ص ۴۹ کنز

Scanned with CamScanner

العمال ج ۱۱ ص ۱۱ بحوالہ فضائل الصدیق لأبی طالب العشاری)

ہم اس کا ترجمہ پہلے نقل کر آئے ہیں

☆......ایک مرتبہ ایک شخص نے آپ سے حضرات شیخین کریمین کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ دونوں امین ہادی مہدی مرشد فلاح یافتہ اور کامیاب ہونے والے لوگوں میں سے تھے دنیا سے سکڑے پیٹ رخصت ہوئے تھے (یعنی ان کو کوئی دنیوی لالچ وغیرہ نہ تھا)

كانا أمينين هاديين مهديين رشيدين مرشدين مفلحين منجحين خرجا من الدنيا خميصين (کنز العمال ج ۱۳ ص ۲۶)

☆......عبد خیر کہتے ہیں کہ حضرت علی مرتضیٰؓ نے فرمایا کہ قیامت تک جس قدر حکام وسلاطین آئیں گے اللہ تعالی نے حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کو ان سب کے لئے رہبر اور حجت بنا دیا ہے یہ حضرات بہت پہلے تشریف لے گئے اور انہوں نے اپنے پیچھے آنے والوں کو خوب تھکا دیا ہے (الموافقہ ص ۵۴)

☆......ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ حضرت ابو بکرؓ کے بعد حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے اور انہوں نے حضور علیہ السلام اور ابو بکر کی اتباع کی اور ان کی سنت پر چلے اور انہوں نے سب سے اچھے طریق پر وفات پائی حضرت عمرؓ اس امت میں حضور علیہ السلام اور حضرت ابو بکرؓ کے بعد سب سے افضل ہیں (الموافقہ ص ۴۵)

☆......شیعہ روایات کے مطابق صفین کے موقع پر کسی نے حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے ان کے والد حضرت عمر فاروقؓ کے بارے میں کچھ سخت کلمات کہے جو حضرت علیؓ نے سن لئے آپ نے اس سے کہا حضرت عمرؓ کے بارے میں برائی کے کوئی کلمات نہ کہو صرف اچھے

Scanned with CamScanner

کلمات سے انہیں یاد کرو اللہ ان پر رحمت نازل فرمائے

لا تذكر أباه ولا تقل فيه الا خيرا رحم الله أباه (شرح نہج البلاغۃ لابن ابی الحدید ج ا ص ۶۴۴)

حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت علیؓ کو ایک کپڑا دیا تھا جسے حضرت علیؓ پہنا کرتے تھے حضرت عمرؓ کے انتقال کے بعد آپ وہ کپڑا پہنے باہر آئے تو کہنے لگے کہ

كسانی هذا الثوب أخی وخليلی وصفيی وصديقی أمير المؤمنين عمر (الموافقہ ص ۶۴)

یہ میرے بھائی میرے دوست میرے ہمراز اور میرے مخلص امیر المؤمنین عمر نے مجھے پہنایا ہے

اور یہ کہہ کر آپ رو پڑے..... ثم بكى (المصنف لابن أبی شيبه ج ۱۲ ص ۲۹)

حضرات شیخین اور حضرت علی مرتضیٰؓ کے درمیان کس طرح کے دوستانہ اور بے تکلفانہ تعلقات تھے اسے بھی دیکھئے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں

ایک مرتبہ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ اکٹھے چل رہے تھے اور حضرت علیؓ درمیان میں تھے (حضرت علیؓ قد میں چھوٹے تھے جبکہ شیخین کریمین دراز قد تھے) حضرت عمرؓ نے فرمایا على بيننا كالنون فی لنا (حضرت علیؓ ہمارے درمیان میں اس طرح ہے جس طرح لنا میں ن ہے

حضرت علیؓ نے فی البدیہ جواب دیا ہے لولا كنت بينكما لكنتما لا اگر میں تمہارے درمیان نہ ہوتا تو آپ دونوں بھی لا ہوتے آپ بڑے ذی علم اور ذہین اور تیز طبع تھے (ملفوظات ص ۲۱۲)

Scanned with CamScanner

ان حقائق وواقعات سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت علیؓ بڑے خلوص دل سے حضرت عمرؓ کا ادب واحترام کرتے تھے اور ان کے دل میں حضرت عمرؓ کی بڑی عظمت و محبت موجود تھی یقین مانیے کہ حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت علی مرتضیٰؓ کے درمیان کسی قسم کی کوئی رنجش اور مخاصمت نہیں تھی یہ سب ایک گھرانے کے لوگ تھے اور آپس میں محبت ومؤدت سے رہتے تھے البتہ ابن سبا کی روحانی اولاد کو ان کی یہ دوستی ایک آنکھ نہیں بھاتی وہ صرف حضرت عمرؓ پر ہی نہیں برستے انہیں حضرت علی مرتضیٰ کی عزت ووقار کا بھی کوئی خیال ولحاظ نہیں اور یہ لوگ اس قسم کے فرضی واقعات کے بہانے حضرت علیؓ کے ایمان پر انگلی اٹھانے سے بھی نہیں شرماتے۔۔۔اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دے

☆......حضرت علی مرتضیٰؓ در عہد عثمانی

حضرت عمر فاروقؓ جب قاتلانہ حملہ میں شدید زخمی ہوگئے اور جب مرض نے شدت اختیار کرلی اور علاج معالجہ کے باوجود تکلیف اور بیماری میں کوئی فرق نہ ہوا اور محسوس ہونے لگا کہ آپ کی زندگی کا چراغ کسی وقت بھی گل ہوجائے گا تو لوگوں نے آپ سے گذارش کی کہ اب آپ اپنا جانشین مقرر فرمالیں تو آپ نے فرمایا کہ خلافت کے لئے وہ چھ آدمی زیادہ مستحق ہیں جن سے حضور ﷺ خوش رہے آپ کو حضور ﷺ کا یہ ارشاد گرامی بھی معلوم تھا

یا ایہا الناس انی عن ابی بکروعمر وعثمان وعلی وطلحة والزبیر وعبدالرحمن بن عوف والمهاجرین الاولین راض فاعرفوا ذلك

لہم (رواہ الطبرانی سیرت نبویہ ج ۴ ص ۴۲۶ لابن کثیر منہاج السنۃ ج ۸ ص ۴۱۷)

نے آپ نے جب حضرت علی مرتضیٰؓ سے کہا کہ اگر میں آپ کے بجائے کسی اور کو خلیفہ بناؤں تو وہ کون ہو؟ حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا اس کے مستحق حضرت عثمانؓ ہیں پھر آپ نے حضرت عثمانؓ سے تنہائی میں پوچھا کہ اگر میں آپ کی بجائے کسی دوسرے کو خلیفہ بناؤں تو وہ کون ہو؟ حضرت عثمانؓ نے حضرت علی مرتضیٰؓ کا نام پیش کیا۔

وکان عبدالرحمن بن عوف قبل ان یتخلی عنھا احد قد خلا بعثمان فقال له فان لم نبایعك فمن تشیر علی قال علی وقال لعلی ان لم نبایعك فمن تشیر علی قال عثمان ثم دع الزبیر فقال ان لم نبایعك فمن تشیر علی قال علی وعثمان (تاریخ ابن خلدون ج ۲ ص ۹۹۶۔ عقیدہ سفارینی ج ۲ ص ۳۱۷ البدایہ ج ۷ ۱۴۶)

بعد ازاں مجمع عام میں حضرت عثمان امیر المؤمنین چن لئے گئے اور حضرت عبدالرحمٰنؓ نے اللہ کے حضور دعا کرتے ہوئے فرمایا کہ اے اللہ آپ گواہ رہنا مجھ پر جو بڑی بھاری ذمہ داری تھی اب میں نے حضرت عثمانؓ کو اس کا ذمہ دار بنادیا ہے

اللھم اشھد اللھم انی قد جعلت ما فی رقبتی من ذلك فی رقبة عثمان (سیر اعلام النبلاء ج ۲ ص ۵۷۸)

☆......حضرت علی مرتضیٰؓ کا حضرت عثمان غنیؓ کی بیعت کرنا

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے جب یہ ذمہ داری حضرت عثمان غنی پر ڈال دی تو مسلمان

Scanned with CamScanner

حضرت عثمان کی بیعت پر ٹوٹ پڑے منبر رسول کے قریب بڑا مجمع اکٹھا ہو گیا حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ منبر رسول پر حضور کی نشست پر بیٹھ گئے اور حضرت عثمانؓ کو ایک زینہ نیچے بٹھایا سب سے پہلے حضرت عبدالرحمٰنؓ اور حضرت علیؓ نے بیعت فرمائی اور پھر مسلمانوں کے جم غفیر نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۰۷۰)

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں

وبايعه علی ابن ابی طالب اولا (البدایہ ج ۷ ص ۱۴۷)

حضرت علی مرتضیٰؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت عثمانؓ کی بیعت کی ان کے امیر المؤمنین ہونے کا جو حق ہم پر تھا ہم نے وہ ادا کیا آپ کا حکم مانا آپ کی فوج کا حصہ بنے جو کچھ آپ مجھے مال غنیمت اور ہدایا وغیرہ دیتے تھے میں لیتا تھا اور جس بات کا حکم فرماتے تھے میں وہ خدمت سرانجام دیتا تھا

فبايعنا عثمان فأديت له حقه وعرفت له طاعته وغزوت معه في جيوشه وكنت آخذ اذا اعطاني وأغزو إذا أغزاني وأضرب بين يديه الحدود بسوطي (سیر اعلام النبلاء ج ۲ ص ۶۳۰)

☆......ارفع يدك ياعثمان فبايعه فبايع له عليّ وولج اهل الدار فبايعوه (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۲۵ سنن کبری ج ۸ ص ۱۵۱ للبیہقی)

☆......انا رايت عليا بايع عثمان اول الناس ثم تتابع الناس فبايعوا (ایضا)

☆......ثم بايعه علی (المصنف لعبدالرزاق ج ۵ ص ۴۷۸)

☆......اول من بايع لعثمان عبدالرحمن بن عوف ثم علی بن ابی

Scanned with CamScanner

طالب (طبقات ج ۳ ص ۴۵) وبایعہ علی (صواعق ص ۱۰۶)

قال...... توفی رسول الله ﷺ فبایع الناس أبا بکر فبایعت ورضیت

ثم توفی أبوبکر فاستخلف عمر فبایعت ورضیت ثم توفی عمر

فجعلها شوری فبایعوا عثمان فبایعت ورضیت..... (فضائل ابوبکر

صدیق لابی طالب العشاری ص ۵)

امام ابن حجر ہیثمی مکیؒ (۹۷۳ھ) لکھتے ہیں

ان سب روایات سے حضرت عثمان کی بیعت کی صحت اور صحابہ کا اس پر اجماع

ثابت ہو گیا اور یہ بھی کہ اس بارے میں کوئی شبہ اور جھگڑا نہیں ہوا اور حضرت

علی بھی جملہ مبایعین میں شامل تھے اور آپ نے حضرت عثمان کی تعریف فرمائی

ہے۔(صواعق محرقہ ص ۱۰۶)

اگر کسی دوست کو علمائے اہل سنت کے ان بیانات سے اتفاق نہ ہو تو وہ کم از کم شیخ الطائفہ

ابو جعفر طوسی (۴۶۰ھ) کی بات تو مان لیں موصوف حضرت علیؓ سے نقل کرتے ہیں

لما قتل جعلنی سادس ستة فدخلت حیث ادخلنی وکرهت ان

افرق جماعة المسلمین واشق عصاهم فبایعتم عثمان فبایعته (امالی

الشیخ الطوسی ص ۱۲۱ طبع نجف)

جب حضرت عمر پر قاتلانہ حملہ ہوا تو انہوں نے مجھے مجلس شوری کے چھ

آدمیوں میں سے ایک بنایا تو میں ان میں شریک ہوا اور میں نے مسلمانوں کی

جماعت میں فرقہ بندی کو ناپسند کیا اور اتفاق کی لکڑی کو توڑنا اچھا نہیں سمجھا تم

سب نے حضرت عثمان کی بیعت کی میں نے بھی عثمان سے بیعت کرلی

Scanned with CamScanner

(نوٹ) شرح نہج البلاغۃ لابن ابی الحدید (۶۵۶ھ) ج ۲ ص ۹۷ و ص ۶۱۷۔ ناسخ التواریخ از مرزا تقی (ج ۲ ص ۴۴۹) پر بھی حضرت علیؓ کا حضرت عثمانؓ کے ہاتھ پر بیعت کرنا مذکور ہے۔

حضرت علی مرتضیٰؓ نے حضرت عثمان غنیؓ کو خلیفہ تسلیم کرنے میں کوئی تامل نہ فرمایا آپ کی بات سننے اور ماننے کا جو عہد کیا تھا آپ نے کبھی اس سے سر مو انحراف نہ کیا آپ صرف حضرت عثمانؓ کی رعایا نہ تھے بلکہ آپ کے سچے دوست مخلص ساتھی اور محب و خیر خواہ تھے آپ حضرت عثمانؓ کے وزیر و مشیر بھی تھے حضرت عثمانؓ امور خلافت کے متعلق آپ سے مشورہ کرتے اور آپ انہیں اپنی قیمتی رائے سے آگاہ کرتے آپ نے حضرت عثمانؓ کی زیر خلافت کئی مہمات میں حصہ لیا اور ان میں حضرت عثمانؓ کی معاونت فرمائی

☆...... حضرت عثمانؓ کے سامنے جب مقدمات آتے تو آپ کہتے کہ حضرت علیؓ کو بلاؤ وہ تشریف لاتے تو آپ فریقین سے کہتے کہ اپنا مقدمہ پیش کرو (سنن کبری ج ۱ ص ۱۱۲) شیعہ علماء تسلیم کرتے ہیں کہ صرف حضرت عثمانؓ ہی نہیں شیخینؓ کے دور میں بھی حدود کے معاملات حضرت علیؓ کے سپرد تھے (قرب الاسناد ص ۱۳۳) آپ حضرت عثمانؓ کے دور میں تراویح کی نماز کے امام تھے اور لوگوں کو بیس رکعت پڑھایا کرتے تھے حضرت قتادہ حضرت حسن سے نقل کرتے ہیں

أمنا علی ابن ابی طالب فی زمن عثمان ... الخ (مختصر قیام اللیل ص ۱۹۸ للمروزی) رواہ البیهقی باسناد صحیح عن السائب بن یزید قال کانوا یقومون علی عهد عمرؓ بعشرین رکعة وعثمانؓ وعلیؓ مثله وهذا کالاجماع (شرح نقایہ ج ۱ ص ۱۰۴ کبیری ص ۳۸۸) کتاب المغنی

Scanned with CamScanner

ہیں حضرت علیؓ کے متعلق روایت ہے کہ آپ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ رمضان میں لوگوں کو بیس رکعت پڑھائیں (معرفۃ السنۃ ج ا ص ۴۷۷ فتاوی رحیمیہ ج ۶ ص ۱۹۳)

حضرت عثمانؓ نے صرف حضرت علیؓ کو اپنے قریب نہیں رکھا بلکہ ہاشمی خاندان کے بہت سے دوسرے حضرات بھی حضرت عثمان کے بہت قریب رہے اور حضرت عثمان نے انہیں بھی مختلف عہدوں پر فائز کیا تھا آپ نے مغیرہ بن نوفل کو قاضی بنایا تھا (الاستیعاب ج ۳ ص ۳۶۶) عبداللہ بن حارث بن نوفل کو مکہ مکرمہ کا گورنر بنایا تھا (طبقات ج ۵ ص ۱۸) حضرت عثمانؓ نے ان کے والد حضرت حارث کو بھی بعض اہم ذمہ داریاں دیں تھیں (طبقات ج ۴ ص ۴۲)

حضرت عثمانؓ غنی کے دل میں حضرت علیؓ مرتضی کی بڑی قدر اور ان کا احترام تھا حضرت سیدہ فاطمہؓ سے شادی کے وقت آپ نے ہی ان سے ان کی زرہ خریدی تھی اور پھر انہیں واپس ہبۃ لوٹا دی تھی اور دونوں اس پر خوش بھی ہوئے تھے دور نبوی میں ہی ایک مرتبہ آپ نے حضرت علی مرتضیؓ کو ایک سواری دی تھی اور یہ بات حضرت علیؓ نے خود حضور ﷺ سے بھی کہی تھی آپ کو پتہ چلتا کہ فتوحات میں سے آیا ہوا مال حضرت علیؓ کو کچھ کم پہنچا ہے تو آپ ناراض ہوتے اور فرماتے کہ انہیں دوسروں سے زیادہ دیا کرو چنانچہ ایک مرتبہ انھوں نے آپ کی خدمت میں بیس ہزار درہم بھیجے (طبقات ج ۳ ص ۳۵) حضرت عثمانؓ نے کبھی آپ کے حق میں کوئی کوتاہی نہ فرمائی آپ دونوں ایک ہی گھرانے کے داماد تھے اور ابتدائے اسلام سے دونوں ساتھ ساتھ چلے ہیں اسی طرح حضرت علی مرتضیؓ نے بھی آپ کی خیر خواہی میں کوئی کمی نہ کی۔

☆..... حضرت عثمان غنیؓ حضرت علی مرتضیٰؓ کی نظر میں

حضرت علی مرتضیٰؓ حضرت عثمانؓ کو حضور علیہ ﷺ کا جلیل القدر صحابی داماد رسول اور اسلام کا محسن سمجھتے تھے آپ کو معلوم تھا کہ حضور علیہ ﷺ حضرت عثمانؓ کو محبت اور قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور ان کے بارے میں فرماتے تھے کہ عثمان سے آسمان کے فرشتے بھی حیاء کرتے ہیں آپ حضرت عثمانؓ کے انفاق فی سبیل اللہ سے بھی بے خبر نہ تھے آپ کو پتہ تھا کہ حضرت عثمانؓ کے مال سے مسلمانوں نے کس قدر نفع پایا تھا اور اب تک پارہے ہیں آپ نے یہ بھی دیکھا تھا کہ حضور علیہ ﷺ کے بعد حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کا ان کے ساتھ کیا معاملہ رہا اور شیخین کریمین نے آپ کی خدمات سے بھی کس طرح بھرپور فائدہ اٹھایا تھا حضرت عثمانؓ جب کبھی کوئی بڑا اقدام اٹھاتے تو حضرت علی مرتضیٰ کو ہمیشہ مشورہ میں شامل فرماتے تھے قرآن کریم کو ایک جگہ جمع کرنے کا معاملہ پیش آیا تو حضرت عثمان غنیؓ نے جن اجلہ صحابہ سے مشورہ کے بعد یہ قدم اٹھایا ان میں حضرت علی مرتضیٰؓ بھی تھے آپ نے اس معاملے میں حضرت عثمانؓ کی بھرپور تائید کی اور جو مصحف تیار ہوا آپ اس پر خوش ہوئے سوید بن غفلۃ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے فرمایا

لا تقولوا فی عثمان الا خیرا فواللہ مافعل الذی فعل فی المصاحف الا عن ملأ منا (فتح الباری ج ۹ ص ۲۲ عمدۃ ج ۲۰ ص ۱۸ الاتقان ج ا ص ۱۶۰)

عثمان کے متعلق سوائے کلمہ خیر کے اور کوئی بات نہ کہو خدا کی قسم انہوں نے مصاحف کے سلسلے میں جو کام کیا وہ ہمارے مشورہ اور ہمارے سامنے کیا ہے

آپ کا ارشاد ہے

لو ولیت لعملت بالمصاحف التی عمل بها عثمان (الاتقان ج ۱ ص ۶۲)
اگر میں حکمراں ہوتا تو میں بھی مصاحف کے متعلق وہی کچھ کرتا جو حضرت عثمانؓ نے کیا ہے۔

اگر حضرت عثمانؓ کا یہ عمل خیر کا پہلو نہ رکھتا تو آپ ہی بتائیں حضرت علیؓ کبھی اس کی تائید وحمایت میں اٹھتے اور یہ کہتے کہ ہم سب کی موجودگی میں اور ہمارے مشورہ سے انہوں نے یہ قدم اٹھایا ہے آپ خود کہتے ہیں

لما اختلف الناس فی القرآن وبلغ ذلك عثمان جمعنا اصحاب رسول الله واستشارنا فی جمع الناس علی قرأة فأجمع رأينا مع رأيه علی ذلك وقال بعد ذلك لووليت الذی ولی لصنعت مثل الذی صنع (کتاب المصاحف لابن ابی داؤد) لو لم يصنعه هو لصنعته رواه ابن ابی داؤد فی المصاحف والصابونی فی المأتين (موسوعۃ آثار الصحابۃ ج ۲ ص ۲۰۷)

جو لوگ حضرت عثمان غنیؓ کے اس عمل کو نشانہ طعن بناتے ہیں اور ان پر طرح طرح کی تہمتیں باندھتے ہیں وہ اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ اگر یہ حضرت عثمان غنیؓ کا ناقابل معافی جرم ہے تو حضرت علی مرتضیٰ بھی اس جرم میں برابر کے شریک ہیں۔ کاش کہ یہ لوگ اپنے اس ظالمانہ رویہ پر کچھ تو سوچیں

یہ بات کس سے مخفی ہوگی کہ حضرت عثمانؓ کے محصوری کے ایام میں حضرت علی مرتضیٰؓ نے اپنے دونوں بچوں کو آپ کے گھر پہرہ دینے کا حکم دیا تھا حضرت عثمانؓ کی شہادت کا واقعہ پیش آیا تو آپ وہاں موجود نہ تھے اپنے کسی کام سے دور گئے ہوئے تھے آپ کو جونہی اس کی

Scanned with CamScanner

خبر ملی تو آپ نہایت غمگین ہوئے اور سیدھے حضرت عثمانؓ کے گھر ہاں تشریف لائے حضرت عثمانؓ کو سینے سے لگالیا اور رونے لگے آپ کی اس کیفیت کو دیکھ یہ محسوس کیا گیا کہ کہیں آپ بھی شدت غم کی وجہ سے فوت نہ ہو جائیں ابو العالیہ کہتے ہیں

ان عليا دخل على عثمان فوقع عليه وجعل يبكى حتى ظنوا انه سيلحق به (البدایہ ج ۷ ص ۱۹۳)

پھر آپ نے ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی اور کہا

اللهم إني أبرأ اليك من دم عثمان وقد طا ش عقلي يوم قتل عثمان وانكرت نفسي (مستدرک ج ۳ ص ۱۰۱)

اے اللہ میں خون عثمان سے بری ہوں جس دن حضرت عثمان شہید ہوئے میرے ہوش وحواس ہی اڑ گئے تھے اور میں اپنے آپ سے ہی کھو گیا تھا

حضرت حسن کہتے ہیں کہ آپ نے فرمایا

أللهم إني لم أرض ولم أمالي (البدایہ ج ۷ ص ۱۹۳)

اے اللہ نہ میں آپ کے قتل پر خوش تھا اور نہ میں نے ان کے قتل میں کسی کی مدد کی ہے

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ فرماتے تھے کہ

اگر لوگ چاہیں تو میں مقام ابراہیم کے پاس کھڑے ہو کر قسم کھانے کو تیار ہوں کہ میں آپ کے قتل میں کسی طرح بھی شریک نہیں ہوں میں نے تو ان کو روکنے کی بہت کوشش کی مگر انہوں نے میری بات نہ مانی (ایضا)

ابو جعفر انصاری کہتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد میں حضرت علیؓ سے ملا آپ

Scanned with CamScanner

سیاہ عمامہ پہنے ہوئے مسجد میں تھے میں نے آپ سے اس حادثہ کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا

تبا لهم أخر الدهر (البدایہ ج ۷ ص ۱۹۳)

ان کے قاتلوں پر ہمیشہ ہمیش کی بربادی ہو

حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد ایک شخص نے جب حضرت علیؓ سے کہا کہ اب ہم اس شخص (یعنی حضرت عثمان) سے ہمیشہ کے لئے فارغ ہو گئے تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ تمہارے لئے اب ہمیشہ تک کی تباہی و بربادی ہے تبالکم الدهر (الاستیعاب ج ۲ ص ۱۷ در الصحابۃ ص ۱۹۶)

ایک مرتبہ کسی نے آپ سے پوچھا کہ حضرت عثمانؓ کے قتل پر ان لوگوں کو کس چیز نے ابھارا تھا حضرت علیؓ نے فرمایا ان کے دلوں میں حسد کی آگ جل رہی تھی اسی نے ان کو ابھارا ہے

قيل لعلى بن ابى طالب ماحملهم على قتل عثمان قال الحسد (کتاب السنۃ للامام احمد ص ۱۹۷)

حضرت عثمانؓ کے قاتلین چاہتے تھے کہ کسی نہ کسی طرح حضرت علی مرتضیٰؓ کو اپنے ساتھ خون عثمان کے جرم میں شامل کرلیں تاکہ لوگ ان کے نام پر خاموش ہو جائیں ان میں سے کچھ لوگ آپ کے پاس آئے کہ آپ ہماری بیعت لے لیں اور آپ امیر المؤمنین بن جائیں آپ نے ان سے کہا

خدا مجھے اللہ سے حیا آتی ہے کہ میں ایسے لوگوں کی بیعت لوں جنہوں نے ایسے شخص کو شہید کر دیا جن کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا ہے میں اس سے حیاء کیوں نہ کروں جس سے اللہ کے فرشتے بھی شرماتے ہیں (مستدرک

ج۱۰۱) مجھے اس بات سے بھی شرم آتی ہے کہ میں بیعت لوں اور حضرت عثمانؓ ابھی تک اپنے گھر میں شہید پڑے ہوں اور دفن کی نوبت تک نہ آئی ہو (البدایہ ج ۷ ص ۱۹۳)

ایک مرتبہ آپ سے حضرت عثمانؓ کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا

انی لأرجوا أن أكون أنا وعثمان ممن قال الله تعالى فيهم ونزعنا مافي صدورهم من غل إخوانا على سرر متقبلين (البدایہ ج ۷ ص ۱۹۳)

میں امید کرتا ہوں کہ میں اور عثمان ان لوگوں میں ہوں گے جن کے بارے میں اللہ نے فرمایا ہے کہ ہم نے ان کے دلوں سے کینہ کو کھینچ لیا ہے اور وہ بھائی بھائی بن کر جنت میں تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہیں۔۔

یہ بات آپ نے منبر پر خطبہ میں بھی ارشاد فرمائی تھی

يا أيها الناس يا أيها الناس انكم تكثرون فی عثمان وان مثلی ومثله كما قال الله تعالى ونزعنا مافی صدورهم من غل اخوانا على سرر متقبلين يا أيها الناس هذه لنا خاصة لعن الله قتلة عثمان (ریاض ج ۳ ص ۴۸)

آپ فرماتے ہیں

كان عثمان خيرنا وأوصلنا للرحم وأشدنا حياء وأحسننا طهورا وأتقانا للرب عزوجل (ریاض ج ۳ ص ۲۷ ایضا ص ۱۹۴)

حضرت عثمان ہمارے بہترین شخص تھے ہم سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے ہم سے زیادہ باحیاء اور ہم سے اچھے پاکیزہ اور ہم سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والے تھے

Scanned with CamScanner

آپ کو حضرت عثمانؓ کے ایمان پر فخر اور ناز تھا اور وہ آپ کو اس درجہ مؤمن کامل مانتے تھے
کہ ان سے برات کرنے والوں کو کھلے عام بے ایمان کہتے تھے آپ نے ببانگ دہل فرمایا

من تبرء من دين عثمان فقد تبرء من الايمان والله ما أعنت على
قتله ولا أمرت ولا رضيت (استیعاب ج ۲ ص ۱۵)

زال بن سبرة کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت علی مرتضیٰؓ سے حضرت عثمان غنیؓ کے بارے میں
پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ حضرت عثمانؓ ایسی شخصیت ہیں جنہیں ملاء اعلیٰ میں ذوالنورین
کہہ کر یاد کیا جاتا ہے

قلنا لعلى حدثنا عن عثمان قال ذاك امرء يدعى فى الملاء الأعلى
ذا النورين (ریاض ج ۳ ص ۱۶ اصابہ ج ۳ ص ۴۶۲) ختن رسول الله ﷺ
على ابنتيه ضمن له رسول الله ﷺ بيتا فى الجنة (معرفۃ الصحابہ ج ۱ ص
۸۳) ذلك إمرو يدعى فى السماء ذا النورين (فتح الباری ص ۶۷ ج ۷)

حضرت عثمانؓ نے جب مسجد نبوی کی زمین میں اضافہ کیا اور مسجد کی تعمیر جدید کی تو حضرت
علیؓ نے فرمایا کہ حضرت عثمانؓ نے کیا خوب کام کیا ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے
سنا ہے کہ جس نے اللہ کے لئے مسجد بنائی اللہ اس کے لئے جنت میں گھر بناتا ہے۔(ریاض
ج ۳ ص ۴۹)

ایک مرتبہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ
میری اور عثمان کی مثال تین بیلوں کی سی ہے جو سرخ سفید اور سیاہ رنگ کے تھے اس جنگل
میں ایک شیر بھی رہتا تھا شیر نے چاہا کہ ان میں سے ایک کو اپنا لقمہ بنالے مگر دوسرے دو
بیل اس کے آڑے آجاتے تھے اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو پاتا ایک دن اس نے سیاہ

Scanned with CamScanner

اور سرخ بیلوں سے کہا کہ سفید بیل نے تو ہمیں رسوا کر دیا ہے اور اس کی وجہ سے ہم اکثر مصیبت میں آجاتے ہیں اس لئے اگر تم دونوں اجازت دو تو میں اس کو راستے سے ہٹا دوں تاکہ ہم شکاری کے جال میں نہ آجائیں دونوں بیلوں نے سوچے سمجھے بغیر اس کی اجازت دے دی چنانچہ شیر نے حملہ کر کے سفید بیل کو کھالیا کچھ دنوں بعد اس نے سرخ بیل سے کہا کہ اس سیاہ بیل کی وجہ سے ہم اکثر مصیبت میں رہتے ہیں اور شکاری آسانی سے ہمیں پہچان لیتا ہے اگر تم اجازت دو تو میں اس کا کام بھی تمام کر دوں تاکہ ہم آرام سے رہ سکیں چنانچہ اس نے اجازت دے دی اور شیر نے اسے بھی کھالیا کچھ دنوں بعد اس نے سرخ بیل سے کہا کہ اب میں تجھے کھانے والا ہوں تو اس کے ہوش اڑ گئے کیونکہ اب وہ اکیلا تھا اور شیر کا تنہا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا اس نے کہا کہ بے شک تو مجھے کھالینا مگر مجھے تین مرتبہ فریاد کرنے کی اجازت تو دے دے شیر نے اس کی درخواست منظور کر لی سرخ بیل نے کہا کہ میں تو اسی دن شیر کے ہاتھوں کھایا گیا تھا جس دن شیر نے سفید بیل کو کھایا تھا اگر میں اس روز شیر کا مقابلہ کر لیتا اور اس کی بات نہ مانتا تو آج مجھے یہ دن دیکھنا نہ پڑتا

حضرت علی مرتضیٰؓ نے یہ مثال بیان کر کے تین مرتبہ فرمایا

انما أنا وهنت يوم قتل عثمان ولوأني نصرته لما وهنت (البدایہ ج ۷ ص ۱۹۴ ریاض ج ۳ ص ۱۹۴)

میں تو اسی روز کمزور پڑ گیا تھا جس روز حضرت عثمانؓ شہید کر دیئے گئے اگر میں اس وقت آپ کی مدد کو دوڑ پڑتا تو آج میں اس حال کو نہ پہنچتا اور کمزور نہ ہوتا

حضرت علی مرتضیٰؓ کے ان بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے دل میں حضرت عثمان کے لئے بڑی محبت عزت اور عقیدت تھی آپ ان کا بہت ادب واحترام کرتے تھے آپ

نے بھی ان کے بارے میں کوئی ایسا کلمہ نہیں کہا جس سے حضرت عثمانؓ کی عزت پر حرف آتا ہو حضرت عثمانؓ آپ سے خوش اور راضی رہے اور حضرت علی مرتضیٰؓ بھی آپ سے خوش اور راضی تھے یہ سب آپس میں ایک دوسرے کے سچے دوست اور خیر خواہ تھے۔ اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہوں آمین۔ یہ الگ بات ہے کہ ان کے درمیان تفرقہ دکھانے والے ابھی تک اپنی کوششوں میں لگے ہوئے ہیں یہ وہ کوششیں ہیں جو کبھی کامیابی سے ہمکنار نہ ہو پائیں گی انشاء اللہ۔ قرآن کریم نے اس قسم کی کوشش کرنے والوں کو یہ وعید سنائی ہے

قل هل ننبئكم بالاخسرين اعمالا الذين ضل سعيهم فى الحيوة الدنيا وهن يحسبون انهم يحسنون صنعا(پ۱٦ کہف ۱۰۳۔۱۰۴)

آپ کہہ دیجئے کہ کیا ہم تمہیں ان لوگوں کا پتہ بتائیں جو اعمال کے لحاظ سے بالکل ہی گھاٹے میں ہیں ؟ یہ وہ لوگ ہیں جن کی ساری کوشش دنیا ہی کی زندگی میں غارت ہو کر رہی اور وہ یہی سمجھتے رہے کہ وہ کوئی بڑے اچھے کام کر رہے ہیں

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی بتاتے ہیں کہ

ایک شیعہ کسی جگہ سے گزرا تو اس نے وہاں ایک دیوار قبلہ پر یہ لکھا ہوا دیکھا

چراغ و مسجد و محراب و منبر ابو بکر و عمر عثمان و حیدر

اس نے چھری سے حضرت علیؓ کا نام چھیل دیا اور کہا کہ ہم تو تمہارے پیچھے مرتے پھرتے ہیں مگر تم کو جب بھی دیکھا انہیں کے ساتھ بیٹھے دیکھا ہے (ملفوظات ص ۲۱۲) یعنی ہم نے تو ہمیشہ کوشش کی ہے کہ تمہیں ان تینوں سے علیحدہ کر کے دکھائیں مگر ہم شروع سے

Scanned with CamScanner

یہی دیکھتے آئے ہیں کہ آپ ان تینوں کے ساتھ ہی ہوتے ہیں اور کہیں جدا نظر نہیں آئے سو اس بات میں کوئی شک نہیں کہ حضرت علی مرتضیٰؓ کے خلفائے ثلاثہ کے ساتھ حضرت علی مرتضیٰؓ کے تعلقات بہت اچھے تھے اور یہ سب ایک دوسرے کے رفیق و مونس ہمدرد و خیر خواہ تھے۔ سیدنا حضرت عثمان ذی النورین کی مکمل سوانح کے سلسلے میں راقم الحروف کی کتاب ﴿ فتح الرحمان بسیرة سیدنا عثمان بن عفان ﴾ ملاحظہ کیجئے۔

نہایت افسوس کی بات ہے کہ شیعہ علماء حضرت علی مرتضیٰؓ اور ان تمام ائمہ اہل بیت کو مجرم قرار دیتے نہیں شرماتے جنہوں نے حضرات خلفائے ثلاثہ سے محبت و عقیدت رکھی اور ہمیشہ ان کا نام ادب و احترام سے لیا اور ان کے دشمنوں سے کھلے عام بیزاری کا اعلان کیا شیعہ علماء ان ائمہ کرام کو کیا کہتے ہیں جنہوں نے صدق دل سے خلفائے ثلاثہ سے محبت رکھی اسے ان کے مجتہد قاضی نور اللہ شوستری سے سنئے موصوف کہتے ہیں

اذ العلوی تابع ناصبیا بمذھبه فما ھو من ابیه

وکان الکلب خیرا منه لان الکلب طبع ابیه فیه

(مجالس المؤمنین ص ۳۴۶ طبع ایران)

یعنی جب حضرت علیؓ کی اولاد (امام حسن امام حسین امام زین العابدین امام محمد باقر امام جعفر صادقؒ وغیرہم جنہوں نے خلفائے ثلاثہ کے بارے میں کھلے عام اظہار محبت و عقیدت کیا ہے) اہل سنت کے طریقے پر چلے تو وہ اپنے باپ کا جنا ہوا نہیں ہے اور اس سے تو کم از کم اچھا خاندانی کتا ہے کیونکہ اس کتے میں اپنے باپ کی عادت تو موجود ہے۔

قبل اس کے کہ ہم حضرت علی مرتضیٰؓ کی خلافت باکرامت پر کچھ گذارش پیش کریں شیعہ کے اس دعوی پر بھی ایک نظر کرتے چلیں کہ خلفائے ثلاثہ نے پیغمبر کے نامزد کردہ

Scanned with CamScanner

دعی اور خلیفہ کا حق غصب کر لیا تھا اور ان کی خلافت پر جبراً قابض ہو گئے تھے (معاذ اللہ)

جواب..... غصب خلافت کا شیعی دعوی حضرت علی مرتضیٰؓ کی نظر میں

ہم پچھلے صفحات میں دلائل سے یہ بات بتا آئے ہیں کہ حضرت علی مرتضیٰؓ کے خلفاء ثلاثہ کے ساتھ تعلقات بہت اچھے اور قابل فخر تھے حضرت علی مرتضیٰؓ نے کبھی ان کے خلیفہ ہونے کا انکار کیا نہ ان کی خلافت کے باغی ہوئے جس طرح دیگر سب مسلمانوں نے خلفاء ثلاثہ کو اپنے اپنے وقتوں میں حضور ﷺ کی ہدایت کی رو سے خلیفہ راشد جانا اور ان کی بات مانی اور ان کی اطاعت میں کوئی کمی کوتاہی نہیں کی حضرت علی مرتضیٰؓ نے نہ صرف یہ کہ ایسا کیا بلکہ اپنے پیشرو خلفاء کے ساتھ تعلقات کی بہترین اور ناقابل فراموش مثال قائم کی تھی ان تینوں ادوار میں آپ کے کسی قول اور فعل سے ان کے خلاف بغاوت کا خیال تک دکھائی نہیں دیتا مگر افسوس کہ شیعہ علماء شدت کے ساتھ اس دعوی پر بضد ہیں کہ حضور ﷺ کے حقیقی نائب اور خلیفہ حضرت علیؓ تھے مگر خلفاء ثلاثہ نے اپنے اپنے وقتوں میں آپ کی خلافت پر جبراً قبضہ کیے رکھا سو ان حضرات کی خلافت غاصبانہ تھی اور اس وقت کے سب مسلمان اس کے ذمہ دار تھے (استغفر اللہ)

شیعہ علماء کا یہ دعوی بے بنیاد ہے اگر یہ بات درست ہوتی تو آپ ہی سوچیں کہ حضرت علی مرتضیٰؓ خلفاء ثلاثہ کے ساتھ تعلقات کی یہ بہترین مثال کبھی قائم کرتے؟ اور ان سب کی محبت ومودت اور عظمت و عقیدت اپنے دل میں رکھتے اور عملاً بتاتے کہ خلفاء ثلاثہ کی خلافت علی منہاج النبوۃ ہے؟ نہیں۔ حضرت علی مرتضیٰؓ کی قوت وشجاعت ایک مسلمہ

حقیقت ہے اور آپ خود فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے کسی بھی مرحلہ پر مجھے اپنا خلیفہ نامزد کردیا ہوتا اور خلافت کا معاملہ میرے متعلق طے کردیا ہوتا تو میں کسی کو خلیفہ تسلیم کرنا تو در کنار اسے منبر رسول پر چڑھنے بھی نہ دیتا۔ مگر دنیا گواہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ رسول ہونے کی حیثیت میں ڈھائی سال منبر نبوی پر خطبہ ارشاد فرماتے رہے حضرت عمر فاروقؓ دس سال منبر نبوی کی زینت بنے رہے حضرت عثمان غنیؓ بارہ سال مسجد نبوی میں خطبہ دیتے اور نماز پڑھاتے رہے اور حضرت علی مرتضٰی تقریباً ۲۴ سال تک منبر نبوی سے ان حضرات کا خطبہ سنتے اور ان کی اقتداء میں نماز ادا کرتے رہے اور آپ نے باوجود قوت وطاقت (شیعی عقیدہ میں مافوق الفطرت طاقتوں) کے کبھی انہیں منبر رسول سے نہیں اتارا اور نہ ان حضرات کی خلافت کو چیلنج کیا ۲۴ سال تک حضرت علی مرتضٰیؓ کا انہیں منبر رسول پر کھڑے خطبہ دیتے سننا اور ان کی اقتداء میں نمازیں ادا کرنا اس بات پر شاہد ہے کہ جن لوگوں نے حضرت علیؓ کو حضور ﷺ کا نامزد خلیفہ قرار دے کر غصب خلافت کا شور مچایا ہے وہ جھوٹ بولتے ہیں اور ان کے اس دعوی کے بے بنیاد ہونے کی سب سے بڑی گواہی خود حضرت علی مرتضٰی کی قولی اور عملی زندگی ہے اور ہم اس پر حضرت علیؓ کے کچھ بیانات پہلے نقل کر آئے ہیں

حضرت امام حسنؓ کہتے ہیں حضرت علی مرتضٰیؓ جب بصرہ تشریف لائے تو کسی نے آپ سے کہا کہ حضور ﷺ نے آپ کو اپنے بعد خلیفہ بنایا تھا کیونکہ آپ زیادہ قابل بھروسہ ہیں حضرت علیؓ نے فرمایا

اما أن یکون عندی عهد من النبی ﷺ فی ذلك فلا والله لئن كنت أول من صدق به فلا أكون أول من كذب عليه ولو كان عندي من

النبی ﷺ عهد فی ذلك ماترکت أخا بنی تیم بن مرة وعمر بن الخطاب یقومان علی منبره ولقاتلتهما بیدی ولو لم أجد إلا بردی هذا (تاریخ الخلفاء ص ۱۳۶)

حضور ﷺ نے اس طرح کوئی وعدہ مجھ سے نہیں فرمایا خدا کی قسم اگر ایسا کوئی وعدہ آپ نے فرمایا ہوتا تو میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمرؓ کو کبھی منبر نبوی پر کھڑا نہ ہونے دیتا دونوں کو اپنے ہاتھ سے قتل کر دیتا اگرچہ اس وقت اس بارے میں میرا کوئی ساتھی بھی نہ ہوتا (تاریخ الخلفاء)

امام شمس الدین ذہبیؒ (۷۴۸ھ) لکھتے ہیں کہ حضرت علی مرتضیٰؓ نے کہا

ولو کان عندی من النبی ﷺ عهد فی ذلك ماترکت اخا بنی تیم بن مرة (اشارة الی ابی بکرالصدیق) وعمر الخطاب یقومان علی منبره ولقاتلتهما بیدی ولو لم أجد الا بردی هذا ولکن رسول الله ﷺ لم یقتل قتلا ولم یمت فجأة مکث فی مرضه ایاما ولیالی یاتیه المؤذن فیؤذنه بالصلاة فیامر ابی بکر فیصلی بالناس وهو یری مکانی ثم یاتیه المؤذن فیؤذنه بالصلاة فیامر ابی بکر فیصلی بالناس وهو یری مکانی (سیر اعلام النبلاء ج ۲ ص ۶۲۹)

حضور ﷺ نہ تو شہید کیے گئے نہ ہی اچانک آپ کا انتقال ہوا تھا آپ کچھ عرصہ بیمار رہے اس دوران مؤذن آپ کو بلانے کے لئے آتا آپ ابوبکر کو حکم فرماتے کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں درآنحالیکہ آپ کو میرے بارے میں معلوم تھا پھر دوسری نماز میں مؤذن آتا تو آپ حکم فرماتے کہ حضرت ابوبکر لوگوں کو نماز

پڑھائیں

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور علیہ ﷺ نے کبھی حضرت علی مرتضیٰؓ کے خلافت بلا فصل پر نص تو کجا کوئی اشارہ تک نہ دیا تھا اگر ایسا ہوتا تو حضرت علی مرتضٰی اپنا یہ حق لینے میں کبھی پیچھے نہ ہٹتے خواہ اس کے لئے آپ کو سارے عرب سے بھی لڑنا پڑ جاتا ایک مرتبہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ

ألا وانی أقاتل رجلین رجلا ادعی مالیس له و آخر منع الذی علیه (

نہج البلاغۃ خ ن ۲ ۷ ا ص ۲۴۸)

خبر دار میں دو آدمیوں سے ضرور لڑوں گا ایک اس سے جو ایسی چیز کا مدعی ہو جو اس کی نہیں اور دوسرا وہ جو اس چیز کو روک دے جس کا دینا اس پر ضروری ہے

اگر حضرت ابو بکر صدیق خلافت کے اہل نہ ہوتے یا حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ نے حضرت علی مرتضیٰؓ کا یہ حق خلافت غصب کیا ہوتا تو آپ ہی بتائیں کہ حضرت علی مرتضیٰؓ کبھی خاموش بیٹھ جاتے ؟ آپ کھل کر کہتے ہیں کہ میں ان لوگوں سے ضرور قتال کرتا اور اپنا یہ حق لیتا یا پھر اپنی جان سے چلا جاتا آپ کی قوت و شجاعت اور حرب و ضرب کے واقعات سے شیعی کتابیں بھری پڑی ہیں جن میں بتایا گیا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ حضرت عمرؓ اور دیگر صحابہؓ کس طرح آپ کے نام سے کانپتے تھے اور آپ کے ذکر سے تھراتے تھے آپ کی قوت اور مافوق الاسباب طاقت کے جو واقعات شیعہ کتابوں میں منقول ہیں ان میں سے کچھ راقم الحروف نے ﴿سیرت سیدنا عمرؓ﴾ کی دوسری جلد میں نقل کئے ہیں شیعہ علماء نے حضرت علی مرتضیٰؓ کا اپنا قول اس طرح نقل کیا ہے

اگر سارا عرب بھی میرے مقابلہ پر آجائے تو میں ان کی گردنیں اتارنے میں

Scanned with CamScanner

جلدی کرتا رہوں گا (نہج البلاغۃ خطبہ نمبر ۴۵)

شیعہ عالم محمد بن علی بن شہر آشوب ماژندرانی (۵۸۸) لکھتا ہے۔

واللہ لو تظاہرت العرب علی قتالی لما ولیت عنہا ولو امکنت

الفرص من رقابہا لسارعت الیہا (مناقب لاابن شہر آشوب ج ۲ ص ۸۴)

بخدا اگر تمام عرب میرے ساتھ مقابلہ پر آجائیں تو میں کبھی اپنی پیٹھ نہ

دکھاؤں گا جب تک میرے لئے یہ ممکن رہا کہ میں ان کی گردنیں اڑادوں میں

اس وقت تک ان پر برابر حملے کرتا رہوں گا

شیعہ علماء بتاتے ہیں کہ حضور ﷺ نے حضرت عباسؓ کے گھر کا پرنالہ اپنے دست مبارک سے لگایا تھا جسے حضرت عمرؓ نے توڑ دیا اور دھمکی دی کہ اگر کسی نے اسے دوبارہ جوڑا تو میں اسے سخت سزا دوں گا حضرت عباسؓ انتہائی کمزوری کے عالم میں اپنے بچوں کے ساتھ حضرت علی مرتضیٰؓ کے پاس یہ شکایت لے کر آئے تو حضرت علیؓ اپنے جلال میں آگئے اور قنبر سے کہا کہ ذوالفقار تلوار نکالو پھر آپ مسجد نبوی میں آئے اور قنبر سے کہا میں حکم دیتا ہوں کہ اسے دوبارہ جوڑو کس کی مجال ہے کہ کوئی مجھے روک سکے پھر آپ نے اعلان کیا

حق صاحب ہذا القبر والمنبر لئن قلعہ قالع لاضربن عنقہ وعنق

الآمر لہ بذلک ولا فی الشمس حتی ینفذوا

قسم کھاتا ہوں صاحب قبر و منبر یعنی رسول خدا کی کہ اگر کسی نے اس پرنالے کو

پھر اپنی جگہ سے نکالا تو میں اس کی اور نیز حکم دینے والے کی گردن اڑا دوں گا

اور جلتی ہوئی دھوپ میں اسے صلیب پر چڑھا دوں گا

جب حضرت عمرؓ کو اس بات کا پتہ چلا تو وہ ڈر گئے اور کچھ نہ کر سکے بعد ازاں دوسرے دن

Scanned with CamScanner

حضرت علیؓ نے حضرت عباسؓ سے کہا

یا عم طب نفسك وقر عينا فوالله لو خاصمني اهل الارض في الميزاب لخصمتم ثم لقتلتهم بحول الله وقوته

اے چچا قسم خدا کی اگر تمام اہل زمین اس میزاب کے معاملے میں مجھ سے جھگڑا کریں تو میں سب کا مقابلہ کروں گا اور سب کو قتل کردوں گا (آیات بینات ج ۲ ص ۳۳ بحوالہ عماد الاسلام)

شیعہ روایات بتاتی ہیں کہ جب حضرت علیؓ نے کسی کو بتائے بغیر حضرت فاطمہؓ کا جنازہ پڑھ کر انہیں دفن کر دیا تو مہاجرین وانصار کی ایک جماعت قبرستان گئی تو وہاں چالیس قبریں ایک طرح کی پائیں تو انہوں نے ارادہ کیا کہ ان سب کو کھود کر اس میں سے حضرت فاطمہؓ کی میت نکالیں اور نماز جنازہ ادا کریں جب اس بات کا پتہ حضرت علیؓ کو ہوا تو وہ غصے میں بھرے ہوئے قبرستان آئے اور حال یہ تھا کہ ان کی آنکھیں سرخ تھیں اور گردن کی رگیں خون کے جوش سے بھری ہوئی تھیں اور آپ نے میدان جنگ کا خاص لباس پہنا ہوا تھا اور انہوں نے وہاں پہنچ کر آپ نے حضرت عمر کو اس زور سے ہلایا کہ وہ بے چارے زمین پر گر پڑے اور پھر عمر کو سب کے سامنے ذلیل کیا اور سب لوگوں کو مخاطب کر کے کہا کہ

اگر تم نے فاطمہؓ کی قبر کھودنے کا ارادہ بھی کیا تو زمین کو تم لوگوں کے خون سے بھر دوں گا اگر تم میں سے کسی میں ذرا بھی ہمت ہے تو آگے بڑھ کر دکھاؤ اس وقت حضرت ابو بکر نے ان سے معافی چاہی تو پھر آپ نے حضرت عمر کو چھوڑا (آیات بینات ج ۲ ص ۳۷)

اس قوت وطاقت اور جوش وخروش کے باوجود حضرت علیؓ کا اپنی خلافت کو نہایت آسانی

ے جاتے ہوئے دیکھنا اور پھر ان تینوں بزرگوں کے دور خلافت میں نہ صرف یہ کہ خاموش رہنا بلکہ ان بزرگوں کے ساتھ محبت و عقیدت رکھنا اور ان کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے ان کے خلافتی امور میں بطور مشیر وزیر معاونت کرنا بتاتا ہے کہ شیعہ علماء جس بات کا دن رات دعوی اور پراپیگنڈہ کرتے ہیں اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے وہ سب بے اصل بات ہے حضرت علی مرتضیٰؓ کا ایک اور بیان دیکھئے آپ نے ایک مرتبہ فرمایا

. حضور ﷺ کی رحلت پر ہم نے ملت کے مصالح پر غور کیا اور انہیں اپنا خلیفہ بنایا جنہیں رسول اللہ ﷺ نے ہمارے دینی امور کے لئے امام بنایا تھا اور نماز ہی اسلام کا اصل اصول اور رکن اعظم ہے حضرت ابو بکرؓ ہمارے دینی سردار اور مذہب کو مستحکم کرنے والے تھے ﴿وهي أمير الدين وقوام الدين﴾ ہم نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی اور آپ اس کے اہل بھی تھے ﴿ فبايعنا ابابكر وكان ذلك اهلا﴾ ان کو خلیفہ بنانے میں کسی نے اختلاف نہ کیا اور کوئی کسی دوسرے کو نقصان پہنچانے کا درپے نہ ہوا تھا اور یقین ہے کہ کوئی ان سے بیزار بھی نہ ہوا میں نے حضرت ابو بکرؓ کے حقوق ادا کئے اور ان کی تابعداری کی میں نے ان کی فوج میں رہ کر دشمنوں سے جنگ کی انہوں نے مجھے جو کچھ دیا وہ میں نے لیا مجھے جب فوج کشی کا حکم دیا تو میں نے دشمنوں سے اچھی طرح جنگ کی میں نے ان کے عہد میں ان کے احکام پر مجرموں کو کوڑے مارے انہوں نے اپنی زندگی میں حضرت عمرؓ کو خلیفہ بنایا۔ ان کے انتقال کے بعد حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے اور ہم نے ان کی بیعت کی ان کی خلافت پر بھی کبھی اختلاف نہ تھا اور نہ کسی نے دوسرے کو کوئی نقصان پہنچایا اور نہ ان سے کوئی بیزار ہوا میں نے

Scanned with CamScanner

ان کے حقوق ادا کیے ان کی اطاعت کی ان کی فوج میں شامل ہوا اور دشمنوں سے لڑا انہوں نے مجھے جو کچھ دیا وہ میں نے لیا ان کے دور میں بھی مجرموں کو سزائیں دیں ان کے انتقال کے قریب مجھے خیال آیا کہ میں نے اسلام میں سبقت کی ہے اور میں نے اسلام کے ابتدائی زمانہ میں وہ کام کئے ہیں جو اللہ کو پسند ہیں اور مجھے اپنی برتری کا خیال آیا اس سے مجھے محسوس ہوا کہ اب حضرت عمرؓ مجھے خلیفہ بنالیں گے لیکن انہیں خوف دامن گیر ہوا کہ کہیں وہ ایسا خلیفہ نہ منتخب کرلیں جس کے اعمال کا انہیں قبر میں جواب دینا پڑے اس خیال کے پیش نظر انہوں نے اپنی اولاد کو بھی خلافت سے باہر رکھا اور انہیں نامزد نہیں کیا اگر وہ کسی کو خلیفہ بناتے تو شاید اپنے بیٹے کو بناتے لیکن انہوں نے اس کے لئے چھ آدمیوں کے نام تجویز کئے جن میں سے ایک میں تھا جب ان کا اجلاس منعقد ہوا تو مجھے خیال آیا کہ شاید مجھے منتخب کیا جائے گا عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے ہم سب سے وعدہ لیا کہ وہ جس کو بھی خلیفہ بنائیں گے ہم سب اس کی تابعداری کریں گے چنانچہ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے خلافت کا بار حضرت عثمانؓ پر ڈالا اور ان کی بیعت کی اس وقت میں نے غور کیا میری اطاعت یہی ہے کہ میں ان کے ہاتھ پر بیعت کرلوں اور ان کی بات سنوں اور مانوں میں نے حضرت عثمانؓ کی بیعت کی اور پہلے خلفاء کی طرح ان کی بھی فرمانبرداری کی ان کی ماتحتی میں جنگ کی ان کے عطیہ جات کو قبول کیا جنگوں میں گیا اور سزائیں نافذ کیں

حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد مجھے خیال آیا کہ پہلے اور دوسرے خلیفہ

جنہیں رسول اللہ ﷺ نے ہمارا امام بنایا تھا وہ رخصت ہو گئے اور تیسرے خلیفہ حضرت عثمانؓ جن کی خلافت کے لئے میں نے سننے اور ماننے کا عہد کیا تھا وہ شہید کر دئے گئے تو آخر کار خلافت کا بار میں نے اپنے کندھوں پر لیا اور حرمین شریفین کے باشندوں بصرہ اور کوفہ کے رہنے والوں نے پھر میرے ہاتھ پر بیعت کی۔ (تاریخ الخلفاء ص ۱۳۷)

حضرات خلفاء ثلاثہ کی محبت و عظمت پر حضرت علی مرتضیٰؓ کا بیان دیکھیں اور غور کریں کہ جن لوگوں کے دل حضرات خلفائے راشدین کی محبت سے خالی ہیں کیا انہیں دنیا و آخرت میں کبھی سکون مل سکے گا؟ نہیں ہرگز نہیں حضرت علی مرتضیٰؓ فرماتے ہیں

من أحب أبابكر فإنه يوم القيامة مع أبي بكر وصار معه حيث يصير ومن أحب عمر كان مع عمر حيث يصير ومن أحب عثمان كان مع عثمان ومن أحبني كان معي ومن أحب هؤلاء الاربعة كان قائده هؤلاء الاربعة إلى الجنة (رواه ابن عساکر موسوعۃ ج ۲ ص ۲۲۸)

جس نے حضرت ابوبکرؓ سے محبت رکھی وہ قیامت کے دن آپ کے ساتھ ہوگا اور آپ جہاں جائیں گے یہ بھی آپ کے ساتھ ساتھ ہوگا اور جس نے حضرت عمر سے محبت رکھی وہ حضرت عمر کے ساتھ ہوگا اور انہی کے ساتھ ساتھ رہے گا اور جس نے حضرت عثمان سے محبت رکھی وہ حضرت عثمان کے ساتھ ہوگا اور جس نے مجھ سے محبت رکھی وہ میرے ساتھ ہوگا اور جس نے ان چاروں سے محبت رکھی ہے تو قیامت کے روز ان کی قیادت میں وہ جنت میں جائے گا

Scanned with CamScanner

☆......ایک سوال اور اس کا جواب

شیعہ عقیدے کے مطابق حضور ﷺ نے حضرت علی مرتضیٰ کو جب خلیفہ بلا فصل بنانے کا اعلان کر دیا تھا تو گنتی کے چند افراد نے آپ کو خلیفہ مانا جبکہ لاکھ سے زائد مہاجرین وانصار نے آپ کا ساتھ نہ دیا شیعہ کے نزدیک اس کا سبب کیا تھا؟

☆......الجواب

سابق شیعہ عالم جناب سید محمد مہدی علی مرحوم اس کے وجوہ اسباب یہ بتاتے ہیں شیعہ علماء کہتے ہیں کہ مہاجرین نے آپ کا ساتھ اس لئے نہ دیا کہ انہیں حضرت علیؓ سے عداوت تھی اور اس عداوت کا سبب یہ تھا کہ ان مہاجرین کے بہت سے عزیز و قریبی رشتہ دار مختلف جہاد میں حضرت علیؓ کے ہاتھ سے مارے گئے تھے جس کا رنج اور غم و غصہ ان کے دلوں میں تھا اس لئے انہوں نے آپ کے بجائے حضرت ابو بکرؓ پھر عمرؓ پھر عثمانؓ کا ساتھ دیا

شیعہ علماء کی یہ بات انتہائی مضحکہ خیز ہے غور کیجئے کہ کیا حضرت علی مرتضیٰؓ تنہا جہاد کرنے والوں میں سے تھے اور پھر کیا انہوں نے اکیلے ہی سب کو قتل کر دیا تھا حالانکہ (یہ بات سب جانتے ہیں کہ) مہاجرین نے اپنے عزیز و قریب کو چھوڑ کر حضور ﷺ کا ساتھ دیا تھا اور اپنے ہاتھوں اپنے عزیزوں کو قتل کرنے سے بھی دریغ نہ کیا پھر حضرت علیؓ نے جو کچھ کیا اور آپ کے ہاتھ سے جہاد میں جو لوگ مارے گئے تو یہ سب انہوں نے حضور ﷺ کے حکم سے کیا تھا اس لئے چاہئے تھا کہ مہاجرین سب سے زیادہ حضور ﷺ سے عداوت رکھتے اور آپ کی رسالت کے منکر ہو جاتے نہ یہ کہ وہ پیغمبر گرامی قدر پر اپنی جانیں نچھاور کرتے

Scanned with CamScanner

اور شمع نبوت پر پروانہ وار قربان ہوتے اور حضرت علیؓ سے جنہوں نے صرف حضور ﷺ کے حکم سے آپ کی مدد کے لئے مہاجرین کے عزیز و اقارب کو قتل کیا دشمنی رکھتے پھر یہ بھی سوچئے کہ حضرت علیؓ نے اگر انہیں قتل کیا ہے تو وہ مہاجرین کے عزیز و اقارب تھے انصار کے گروہ میں سے تو کوئی ایسا نہ تھا جس کے عزیز و اقارب کو حضرت علیؓ نے قتل کیا ہو پھر انہیں آپ کے ساتھ دشمنی رکھنے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے کیونکہ جو عداوت کی وجہ بیان کی جاتی ہے وہ انصار میں موجود ہی نہ تھی بلکہ انصار تو وہ معزز جماعت ہے کہ جس کو حضور ﷺ اپنی وفات تک چاہتے رہے ہیں اور ان کی نصرت و مدد کا شکریہ ادا کرتے رہے یہاں تک کہ آپ نے انصار کی شان میں فرمایا کہ یہ میرے عیال و فرزند کے مانند ہیں اور ان کے ساتھ نیکی کرنے اور اچھی طرح سے پیش آنے کی آخر دم تک آپ نے وصیت فرمائی ایسے حضرات کو حضرت علیؓ کے ساتھ خاص محبت اور خصوصیت ہونی چاہیئے تھی نہ کہ دشمنی اور عداوت (آیات بینات ج ۲ ص ٦٢)

شیعہ علماء غصب خلافت کے سلسلے میں جو دلائل پیش کرتے ہیں یقین کیجئے کہ وہ سب بے بنیاد ہیں اگر ان دلائل میں ذرا سا بھی وزن ہوتا تو ہم کبھی حضرت علی مرتضیٰؓ کو خلفائے ثلاثہ کے اتنے قریب نہ دیکھتے ان بزرگوں کے ساتھ آپ کے اس قدر قریبی تعلقات بتاتے ہیں کہ شیعہ علماء نے ان بزرگوں کے درمیان نفرت و عداوت کے جو قصے لکھے ہیں وہ سب من گھڑت ہیں اور ان کے جھوٹ ہونے پر خود حضرت علی مرتضیٰ کا قول و فعل شاہد ہے

☆......سیدنا حضرت علی مرتضیٰؓ کی خلافت باسعادت......☆

الحمد لله وسلام علی عبادہ الذین اصطفی ...... اما بعد

سیدنا حضرت عثمان غنیؓ کے شہادت کے بعد دو چار دنوں تک کسی کو ہوش نہ تھا کہ اتنا بڑا حادثہ کس طرح پیش آگیا ہے قاتلین عثمان اور باغی گروپ کا مدینہ منورہ پر قبضہ تھا اور وہ سوچ رہے تھے کہ کیا وہ پوری بساط اسلامی الٹ سکتے ہیں بصورت دیگر وہ دیکھ رہے تھے کہ حالات کیا رخ اختیار کرتے ہیں اور حضور ﷺ کے صحابہ کرام حضرت عثمان غنیؓ کی جگہ کسے سامنے لاتے ہیں؟

مصر سے آئے ہوئے لوگوں کی پہلے دن سے کوشش رہی کہ کسی طرح وہ حضرت علی مرتضیٰؓ کو متاثر کرلیں یہ لوگ حضرت عثمانؓ کو شہید کرنے سے قبل بھی آپ کے پاس آچکے تھے مگر آپ نے انہیں نکال باہر کیا تھا دوسری طرف کوفہ سے آنے والے حضرت زبیر بن عوامؓ کی تلاش میں تھے جبکہ اہل بصرہ حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ کو خلیفہ بنانا چاہتے تھے حضرت علی مرتضیٰؓ ان سے چھپ چھپا کر ایک باغ میں روپوش ہو گئے کچھ لوگوں نے آپس میں مشورہ کے بعد حضرت سعد بن وقاصؓ کو خلیفہ بنانے کا فیصلہ کیا اور وہ ان کے پاس آئے مگر آپ نے بھی ان کی بات نہ مانی پھر وہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پاس گئے مگر انہوں نے بھی انکار کر دیا ان میں سے کوئی بھی بار خلافت اٹھانے کے لئے تیار نہ ہوا وہ آپس میں کہنے لگے اگر ہم حضرت عثمانؓ کو قتل کرنے کے بعد کسی کو امیر بنائے بغیر اپنے اپنے گھروں

Scanned with CamScanner

کو لوٹ گئے تو ہم بری طرح پھنس جائیں گے اور ہم میں سے پھر کوئی نہیں بچے گا (البدایہ ج ۷ ص ۲۲۷) چنانچہ وہ دوبارہ حضرت علی مرتضیٰؓ کے پاس آئے اور ان سے اصرار کیا کہ وہ خلیفہ بن جائیں آپ انکار کرتے رہے وہ آپ کا ہاتھ کھینچتے اور آپ اپنا ہاتھ واپس کھینچ لیتے تھے آپ نے ان سے کہا کہ جلدی نہ کرو حضرت عمرؓ بڑے مبارک آدمی تھے انہوں نے اپنے بعد کے لئے شوری کی وصیت کی تھی تم بھی لوگوں کو مہلت دو تاکہ وہ اس بارے میں مشورہ کرلیں وہ اس وقت چلے گئے مگر دوبارہ آپ کے پاس آئے اور مالک اشتر نخعی نے آگے بڑھ کر آپ کے ہاتھ پکڑ لئے اور بیعت کرلی بعد ازاں اس کے دوسرے ساتھیوں نے آپ کی بیعت کرلی (البدایہ ج ۷ ص ۲۴۶ طبری ج ۵ ص ۱۵۶) اور اعلان کردیا کہ اب مسلمانوں کے خلیفہ حضرت علی مرتضیٰؓ ہیں اھل کوفہ کہا کرتے تھے کہ سب سے پہلے حضرت علیؓ کی بیعت اشتر نے کی تھی

وأهل الكوفة يقولون أول من بايعه الاشتر النخعي (البدایہ ج ۷ ص ۲۲۷)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے اس وقت حضرت علی مرتضیٰؓ کو توجہ دلائی کہ آپ ابھی ان سے بیعت نہ لیں کہیں ایسا نہ ہو کہ کل کلاں آپ پر یہ الزام لگ جائے کہ آپ کسی نہ کسی طرح خون عثمانؓ میں شامل ہیں

فانك والله لئن نهضت مع هؤلاء اليوم ليحملنك الناس دم عثمان غدا (الکامل لابن الاثیر ج ۳ ص ۱۰۱ طبری ج ۵ ص ۱۶۰)

آپ کے صاحبزادہ سیدنا حضرت حسنؓ نے تو حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت سے پہلے ہی اپنے والد محترم کو مشورہ دیا تھا کہ بہتر ہے کہ آپ مدینہ سے کہیں باہر چلے جائیں

ان حالات سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت عثمان غنیؓ کے قاتلین اور ان کے معاونین حضرت

Scanned with CamScanner

علیؓ کو خلیفہ بنا کر اپنے لئے حفاظتی تدابیر اختیار کرنا چاہتے تھے انہیں اس سے کوئی غرض نہ تھی کہ اہل مدینہ کی رائے کیا ہے اور کیا نہیں ؟ حضرت علی مرتضیٰؓ کا انتخاب شوریٰ سے کیا جائے یا اس کے لئے اور کوئی طریقہ وضع کیا جائے وہ تو صرف اپنے مذموم مقاصد اور عزائم کی تکمیل کے لئے آپ کو خلیفہ بنا رہے تھے مولانا ابو الاعلی مودودی بھی یہ بات تسلیم کرتے ہیں ؎ مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری مولانا موصوف لکھتے ہیں

> حضرت علیؓ کو خلیفہ بنانے میں وہ لوگ شریک تھے جو حضرت عثمان کے خلاف شورش برپا کرنے کے لئے باہر سے آئے ہوئے تھے ان میں وہ لوگ بھی شامل تھے جنھوں نے بالفعل جرم قتل کا ارتکاب کیا اور وہ بھی جو قتل کے محرک اور اس میں اعانت کے مرتکب ہوئے اور ویسے مجموعی طور پر اس فساد کی ذمہ داری ان سب پر عائد ہوتی تھی خلافت کے کام میں ان کی شرکت ایک بہت بڑے فتنے کا موجب بن گئی (خلافت وملوکیت ص ۱۲۳)

حیرت کی بات ہے کہ مولانا مودودی ایک صفحہ پہلے یہ بات کس طرح لکھ آئے ہیں کہ

> اس امر میں کوئی شبہ نہیں رہتا کہ حضرت علی کی خلافت ٹھیک انہی اصولوں کے مطابق ہوئی تھی جن پر خلافت راشدہ کا انعقاد ہو سکتا تھا۔۔۔ لوگوں نے آزادانہ مشاورت سے ان کو خلیفہ منتخب کیا (ایضا ص ۱۲۲)

معلوم نہیں مولانا موصوف یہاں اپنی مؤرخانہ سوچ سے کیوں دستبردار ہو گئے تھے یہ ان کے بعد کی سوچ ان کی پہلی رائے کے یکسر خلاف ہے

نیز حضرت ابو بکرؓ صدیق کا انتخاب خلافت اور حضرت عثمانؓ کو خلیفہ بنانے والے اہل ایمان اور حضرت علی مرتضیٰؓ کو خلیفہ بنانے کے لئے پہل کرنے والے قاتلین عثمانؓ دونوں کو

ایک سطح پر لانا معلوم نہیں کس انصاف کا نام ہے ؟

پیش نظر رہے کہ ہم یہاں حضرت علی مرتضیٰؓ کی خلافت کے حق یا ناحق ہونے کی بات نہیں کررہے ہیں آپ خلیفہ راشد تھے آپ کی خلافت برحق تھی اور آپ آیت استخلاف کے واقعی مصداق تھے حضرت امیر معاویہؓ نے بھی آپ کے مقام خلافت سے انکار نہ کیا تھا وہ آپ سے قاتلین عثمانؓ کی گرفتاری کا مطالبہ کررہے تھے جس کا ذکر ہم آگے چل کر کریں گے اس وقت ہم یہاں صرف یہ بات بتارہے ہیں کہ آپ کی بیعت کرنے والے پہلے کون کون لوگ تھے اور وہ کن مقاصد کے تحت آپ کے ہاتھ پر بیعت کا اعلان کررہے تھے آخر کیا وجہ ہے کہ مدینہ منورہ میں موجود صحابہ کرامؓ کی بجائے قاتلین عثمان سب سے پہلے آپ کے گھر پہنچ گئے آپ گوان سے جان چھڑانا چاہتے تھے مگر وہ آپ کے ہاتھ پر بیعت کرکے آپ کے امیر المؤمنین ہونے کا اعلان کردیتے ہیں اس سے پتہ چلتا ہے کہ قاتلین عثمان حضرت علی مرتضیٰؓ کو اپنے دباؤ میں لانا چاہتے تھے اور ان کی کوشش تھی کہ آپ کے گرد گھیراؤ کرکے اپنے آپ کو بچائیں وہ سمجھتے تھے کہ اگر مسلمانوں نے کسی دوسرے کو خلیفہ بنالیا تو وہ ان پر اپنا دباؤ برقرار نہ رکھ پائیں گے اور کہیں لینے کے دینے نہ پڑجائیں حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (۱۱۷۶ھ) لکھتے ہیں

و قاتلان بجز آنکہ پناہی بحضرت مرتضیٰ برندو باو بیعت کنند علاجے نیافتند پس درباب عقد خلافت او از ہمہ بیشتر سعی کردند۔ دوم۔ موافقت او زدند و کیف ماکان عقد بیعت واقع شد (قرۃ العینین ص ۱۴۳)

حضرت عثمانؓ کے قاتلوں کے پاس اس کے سوا اور کوئی راستہ نہ تھا کہ وہ حضرت علیؓ کی پناہ لیں اور ان کی بیعت کریں سو انہوں نے بیعت علیؓ کے

Scanned with CamScanner

انعقاد کے سلسلے میں بہت کوششیں کیں اور ان ہی کی حمایت میں رہے جس طرح بھی ہوا یہ بیعت منعقد ہوئی

قاتلان عثمانؓ کا خیال تھا کہ وہ آپ کی خلافت کا اعلان کر کے ان کی پناہ میں کچھ وقت گزار لیں گے اس طرح آئندہ وہ حضرت علیؓ کی خلافت پر پوری طرح اثر انداز ہو کر اپنی بات منوا سکیں گے حضرت الاستاذ علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب مدظلہ العالی لکھتے ہیں

باغیوں کو ڈر تھا کہ اب اطراف کی فوجین مدینہ آکر انہیں گرفتار کر لیں گی اور ان سے قصاص لیا جائے گا سو انہوں نے جلدی سے حضرت علیؓ کو جو مدینہ منورہ میں موجود تھے اپنے گھیرے میں لے لیا اور بیعت کے لئے ان کی طرف ہاتھ بڑھادئے حضرت علیؓ نے ان سے اپنے ہاتھوں کو سمیٹ لیا آپ بیعت لینے کے حق میں نہ تھے آپ چاہتے تھے کہ ان ہنگامی حالات میں اتنا بڑا فیصلہ نہ کیا جائے وہ لوگ آپ کے ہاتھ کو اپنی طرف کھینچتے تھے کہ آپ ہم سے بیعت کر لیں اور آپ اپنا ہاتھ پیچھے کھینچتے یہاں تک کہ اسی ہنگامی صورت میں آپ کی خلافت کا اعلان کر دیا گیا اس صورت حال نے آئندہ تاریخ میں ایک مستقل اصطلاح کو وجود دیا یہ کش مکش کی اصطلاح ہے کہ ایک طرف ہاتھ کھینچا جا رہا ہے اور دوسری طرف سے نہ کی صدا آرہی ہے حضرت علی مرتضیٰؓ اس صورت حال کو اس طرح بیان کرتے ہیں

فاقبلتم الی اقبال العوذ المطافیل علی أولادها تقولون البیعة قبضت یدی فبسطتموها ونازعتکم فجذبتموها (نہج البلاغۃ ج ۲ ص ۲۸)

تم میری طرف اس طرح آئے جس طرح پناہ لینے والے آتے ہیں تم بیعت

کرنے کو کہتے رہے میں نے اپنا ہاتھ روکا تم نے اسے اپنی طرف کھینچا میں اپنے ہاتھ کو تم سے کھینچتا رہا اور تم اسے اپنی طرف کھینچتے رہے

آپ خود کہتے ہیں

انی لم أرد الناس حتی أرادونی ولم أبایعهم حتی بایعونی (نہج البلاغہ ج۲ص ۲۱۰)

میں نے لوگوں کو نہ چاہا تھا یہاں تک کہ لوگوں نے مجھے چاہا اور میں نے ان سے بیعت نہ لی یہاں تک کہ انہوں نے میری بیعت کی

آپ نے ان سے کہا

دعونی والتمسوا غیری فانا مستقبلون أمرا له وجوه وألوان لاتقوم له القلوب ولاتثبت علیه العقول......وإن ترکتمونی فانا کاحدکم ولعلی أسمعکم وأطوعکم لمن ولیتموه امرکم وأنا لکم وزیرا خیر لکم منی أمیرا (نہج البلاغہ ص ۲۷۷ خ نمبر ۹۰)

مجھے چھوڑ دو اور کسی اور کو تلاش کرو ہم ایسی صورت حال کی طرف جارہے ہیں جس کے کئی رخ اور کئی رنگ ہیں اس لئے دل ٹھہر نہیں سکتے اور نہ عقلیں اسے مان سکتی ہیں۔۔ مجھے اگر تم رہنے دو تو میں تم جیسا ہی ہوں گا اور ہو سکتا ہے کہ جسے تم منتخب کرو میں تم سب سے زیادہ اس کی بات سننے اور ماننے والا رہوں میں تم میں وزیر ہو کر رہوں یہ اس سے بہتر ہے کہ میں تمہارا امیر ہو جاؤں

آپ نے ان سے یہ بھی فرمایا

واللہ ماکانت لی فی الخلافة رغبة ولا فی الولایة إربة ولکنکم

Scanned with CamScanner

دعوتمونی إلیها وحملتمونی علیها (ایضاص ج ۲ ص ۲۱۰)

خدا کی قسم مجھے تو کبھی بھی اپنے لئے خلافت اور حکومت کی تمنا نہ رہی اور نہ مجھے والی بننے کی کبھی حاجت ہوئی تم ہی لوگوں نے مجھے اس کی طرف دعوت دی اور تم ہی نے مجھے اس کی طرف آمادہ کیا

وبسطتم یدی فکففتها ومددتموها فقبضتها (نہج البلاغۃ ص ۶۲۱ خطبہ نمبر ۲۲۶)

تم نے بیعت کے لئے میرا ہاتھ اپنی طرف پھیلانا چاہا تو میں نے اسے روکا اور تم نے کھینچا تو میں اسے سمیٹتا رہا

ان سب کا حاصل یہ ہے کہ میں یہ خلافت کی ذمہ داری لینے کو تیار نہ تھا تم نے زبردستی مجھے آگے کیا اور اب تم بھی میرا ساتھ نہیں دے رہے ہو

مدینہ اور اس کے اطراف میں جب حضرت علیؓ کی خلافت کی خبر پہنچی تو وہ لوگ پہلے ہی حضرت علیؓ کو حضرت عثمانؓ کے بعد بہترین امت سمجھتے تھے وہ بھی آئے اور انہوں نے بھی حضرت علیؓ کی بیعت کی اب حضرت علیؓ نے اپنے ہاتھ کو پیچھے نہ کیا یہاں تک کہ سب مہاجرین وانصار نے جو اس وقت مدینہ میں موجود تھے انہوں نے حضرت علیؓ کو خلیفہ راشد چہارم مان لیا اور آپ مسلمانوں کے امیر المؤمنین ہوئے (خلفائے راشدین ج ۲ ص ۳۷۷)

حضرت عباسؓ اور حضرت ابوسفیانؓ آپ کے پاس آئے اور کہا کہ ہم آپ کی بیعت کرنا چاہتے ہیں حضرت علیؓ نے اس وقت کیا جواب دیا تھا اسے آپ کی اپنی زبانی دیکھئے آپ نے کہا

أیها الناس شقوا أمواج الفتن بسفن النجاة وعرجوا عن طریق المنافرة

وضعوا عن تيجان المفاخرة أفلح من نهض بجناح أو استسلم فاراح هذا ماء فجن ولقمة يغص بها آكلها ومجتنى الثمرة لغير وقت ايناعها كالزارع بغير أرضه فان أقل يقولوا حرص على الملك وإن أسكت يقولوا جزع من الموت هيهات بعد اللتيا والتى والله لابن أبى طالب آنس بالموت من الطفل بثدى أمه بل اندمجت على مكنون علم لو بحت به لاضطربتم اضطراب الأرشية فى الطوى البعيدة (نہج البلاغہ ص۱۰۸ خ۵)

اے لوگو فتنہ وفساد کی موجوں کو نجات کی کشتیوں سے چیر کر اور تفرقہ اور منافرت کے طریقے چھوڑ دو تکبر کے تاجوں کو اتار ڈالو کامیاب ہے وہ شخص جو اٹھے تو بال و پر کے ساتھ اٹھے ورنہ دوسروں کو حوالہ کر دے اور خلق خدا کو راحت میں رکھے مجھے خلیفہ بنانے کی پیش کش ایک مکدر پانی کی مانند ہے یا ایسا لقمہ ہے جو کھانے والے کے گلے میں پھنس جاتا ہے میرے خلیفہ بننے کا سوال ایسا ہے جیسے کوئی کچے پھل کو وقت سے پہلے توڑ لے یا جیسے دوسرے کی کھیتی میں کاشت کرے اگر میں تمہارے کہنے کے مطابق خلافت کا دعوی کروں تو فتنہ پرور لوگ کہیں گے کہ اس نے ملک کے لئے لالچ کیا ہے اور اگر چپ رہوں تو یہی لوگ کہیں گے کہ موت سے ڈر گیا ہے حالانکہ موت کا خوف میری شان سے بہت بعید ہے بخدا علی ابن ابی طالب موت کو اپنی ماں کے دودھ کی طرف رغبت کرنے والے بچہ سے بھی زیادہ پسند کرتا ہے (ماخوذ از شیعہ مذہب ص ۶۵ خواجہ قمر الدین سیالوی)

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت علی مرتضیٰؓ اس نازک موقع پر پہلے خلافت کے لئے تیار نہ تھے آپ بار بار اپنے آپ کو بچانا چاہتے تھے اور ان کے مطالبہ پر عمل کرنے سے اجتناب کرتے تھے مگر آپ تقدیر الٰہی سے کس طرح اپنے آپ کو بچا سکتے تھے آپ کے نہ چاہنے کے باوجود خلافت آپ کے پاس آئی اور آپ حضور ﷺ کے چوتھے خلیفہ راشد ہوئے شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ (۷۲۸ھ) لکھتے ہیں

نحن نعتقد أن عليا خليفة راشد (منہاج السنۃ ج ۶ ص ۱۸۶)

شیخ الاسلام ایک اور جگہ لکھتے ہیں

فكان أمير المؤمنين علي بن أبي طالب آخر الخلفاء الراشدين المهديين وقد اتفق عامة أهل السنة من العلماء والعباد والامراء والاجناد على ان يقولوا أبوبكر ثم عمر ثم عثمان ثم علي (الوصیۃ الکبری ص ۲۳)

امیر المؤمنین حضرت علیؓ خلفائے راشدین مہدیین میں آخری تھے اور اس پر تمام اہل سنت کا اتفاق ہے کہ ترتیب خلافت اس طرح ہے ابوبکر پھر عمر پھر عثمان پھر علی۔ رضی اللہ عنہم

حضرت امام احمد بن حنبلؒ (۲۴۱ھ) سے کسی نے کہا کہ کچھ لوگ حضرت علیؓ کو خلیفہ نہیں مانتے آپ نے فرمایا کہ ان کی بات بکواس ہے لائق رد ہے پھر آپ نے فرمایا کہ حضور ﷺ کے صحابہ حضرت علی مرتضیٰؓ کو امیر المؤمنین کہتے تھے کیا ہم ان کی بات کو جھٹلا دیں آپ کی زیر امارت لوگوں نے حج کئے آپ نے سزائیں نافذ کیں یہ سب آپ کے خلیفہ ہونے کی دلیل نہیں تو اور کیا ہے

Scanned with CamScanner

أصحاب رسول الله ﷺ كانوا يقولون له يا أمير المؤمنين افنكذبهم وقدحج وقطع ورجم فما يكون هذا الا خليفة (السنۃ لعبد اللہ بن حنبل ص ۲۳۵)

حضرت امام احمدؒ سے پوچھا گیا

خلافة علي عليه السلام هل هي ثابتة فقال سبحان يقيم على الحدود ويقطع وياخذ الصدقة ويقسمها بلا حق وجب له اعوذ بالله من هذه المقالة نعم خليفة رضيه أصحاب رسول الله ﷺ وصلوا خلفه وغزوا معه وجاهدوا وحجوا وكانوا يسمونه أمير المؤمنين راضين بذلك غير منكرين فنحن تبع لهم (مناقب الامام احمد ص ۲۲۰ لابن الجوزی)

کیا حضرت علی مرتضیٰؓ کی خلافت ثابت ہے؟ امام احمد نے فرمایا سبحان اللہ حضرت علیؓ نے حدود قائم کئے چوروں کے ہاتھ کاٹے لوگوں سے صدقات لئے اور انہیں تقسیم فرمایا کیا آپ نے یہ سب بغیر خلیفہ ہونے کے یونہی کیا تھا؟ جو لوگ آپ کی خلافت میں شک کی باتیں کرتے ہیں میں ان باتوں سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں جی ہاں آپ مسلمانوں کے خلیفہ تھے حضور علیہ ﷺ کے اصحاب آپ سے خوش رہے انہوں نے آپ کے پیچھے نمازیں پڑھیں آپ کے ہمراہ جہاد کیا آپ کے ساتھ حج کئے آپ کو امیر المؤمنین کہہ کر بلاتے رہے وہ سب کے سب آپ سے خوش تھے آپ کی خلافت کا کوئی منکر نہ تھا پس ہم ان کے پیروکار ہیں

آپ فرماتے ہیں کہ جو شخص حضرت علیؓ کو چوتھا خلیفہ نہ مانے تو وہ پالتو گدھے سے بھی زیادہ

بے وقوف شخص ہے آپ ایسے آدمی ساتھ نکاح کو منع کرتے تھے

قال احمد من لم یربع بعلی فی الخلافة فهو اضل من حمار اهله
ونهی عن مناکحته (عقیدہ اهل السنۃ والجماعۃ ج ۲ ص ۲۸۶)

شیعہ عالم اور مؤرخ محمد بن علی بن شہر آشوب (۵۸۸ھ) لکھتے ہیں

قال أمير المؤمنين ومن لم يقل إني رابع الخلفاء فعليه لعنة الله (
مناقب ج ۳ ص ۶۳ و ترجمہ ج ۲ ص ۳۷۶)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو مجھے رابع الخلفاء (چوتھا خلیفہ) نہ کہے
اس پر اللہ کی لعنت ہے

آپ کی یہ بات ان لوگوں کی کھلی تردید ہے جو آپ کو اذان میں خلیفہ بلا فصل کہتے ہیں آپ اپنے آپ کو پہلا نہیں چوتھا خلیفہ کہتے ہیں

حضور ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا تھا کہ تیری مثال کعبہ کی سی ہے کہ لوگ اس کے پاس آتے ہیں وہ کسی کے پاس نہیں جاتا اگر تیرے پاس قوم کے لوگ آئیں اور تجھے خلافت کے لئے کہیں تو اسے قبول کرنا اور اگر وہ تجھے خلیفہ نہ بنائیں تو وہ آخر کار تیرے پاس ہی آئیں گے

انت بمنزلة الكعبة توتى ولاتاتى فان اتاك هؤلاء القوم فسلموها
اليك يعنى الخلافة فاقبل منهم وان لم ياتوك فلا تاتهم حتى ياتوك
(تنزیہ الشریعۃ ج ا ص ۳۹۹ اسد الغابۃ ج ۴ ص ۱۰۶)

آپ مسلمانوں کے خلیفہ ہونے کے بعد جب کوفہ آئے تو وہاں کے ایک بڑے آدمی نے آپ سے کہا کہ آپ کو خلافت نے نہیں بلکہ آپ نے خلافت کو زینت بخشی ہے اور آپ نے

Scanned with CamScanner

اس کی شان بڑھائی ہے آپ کو خلافت کی نہیں خلافت کو حقیقت میں آپ کی ہی ضرورت تھی (اسد الغابہ ج ۴ ص ۱۰۷)

امام احمد کے بیٹے امام عبداللہ کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ اپنے والد امام احمد کے پاس بیٹھا ہوا تھا اتنے میں کرخیہ کا ایک گروہ آپ کی خدمت میں آیا اور انہوں نے حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کی خلافت کے بارے میں اچھی گفتگو کی اور پھر حضرت علیؓ کی خلافت کا ذکر کچھ اچھی طرح نہ کیا امام احمدؒ نے ان کی باتیں سن کر سر اٹھایا اور کہا کہ تم نے حضرت علیؓ اور ان کی خلافت کے بارے میں بہت باتیں کر لیں تاہم یہ بات یاد رکھو کہ خلافت نے حضرت علیؓ کو زینت نہیں بخشی بلکہ خلافت حضرت علی مرتضیٰؓ کے دم سے بجی ہے سیاری کہتے ہیں کہ جب میں نے امام احمدؒ کا یہ قول بعض شیعہ کو سنایا تو انہوں نے کہا ہمارے دلوں میں امام احمدؒ کے بارے میں جو بغض تھا ان میں سے آدھا آپ کے اس بیان سے جاتا رہا

فقال یا هؤلاء قد اکثرتم القول فی علیّ والخلافة ان الخلافة لم تزین علیا بل علی زینها قال السیاری فحدثت بهذا بعض الشیعة فقال لی قد أخرجت نصف ماکان فی قلبی علی احمد بن حنبل من البغض (مناقب الامام احمد ص ۲۱۹ لابن الجوزی)

پیش نظر رہے سیدنا حضرت علی مرتضیٰ کا انتخاب اس طرح نہ ہوا تھا جس طرح پہلے تینوں خلفاء کرام کا ہوا تھا اہل شوریٰ اور صحابہ ابھی کسی ایک جگہ جمع بھی نہ تھے صحابہ کی ایک بڑی تعداد مدینہ منورہ سے باہر حج پر تھی اور یہ حضرات ابھی واپس نہ آئے تھے اور مدینہ میں موجود صحابہ بھی کسی ایک جگہ اکٹھے نہ ہو پائے تھے اتنے میں حضرت علیؓ کے ہاتھ پر اشتر نخعی اور اس کے ساتھیوں نے بیعت کر لی بعد ازاں یہ لوگ حضرت طلحہؓ کے پاس گئے اور ان

Scanned with CamScanner

سے کہا کہ وہ حضرت علیؓ کی بیعت کریں آپ نے کچھ پس و پیش کیا تو وہ انہیں زبردستی اٹھا کر لے آئے (طبری ج ۴ ص ۴۳۵) اور خود آپ نے بھی یہ بات بتائی تھی ان سے جب عمران بن حصین اور ابو الاسود نے پوچھا کہ کیا آپ نے حضرت علی کی بیعت نہ کی تھی انہوں نے کہا کہ بیشک کی تھی لیکن تلوار میری گردن پر تھی (طبری ج ۳ ص ۴۴۴) إن السيف وضع عليّ فقيل لى بايع والا قتلناك قال فبايعت (المصنف لابن ابی شیبہ ج ۷ ص ۵۳۶) یہ کہنے والا حکیم بن جبلہ تھا

تاہم بعض روایات میں آپ کا بخوشی بیعت کرنا بھی منقول ہے اور جن روایات میں ان کے زبردستی بیعت کرنے کا ذکر ہے علماء نے ان روایات کو تنقید کا نشانہ بھی بنایا ہے حافظ ابن حجرؒ (۸۵۲ھ) نے فتح الباری میں اس کا ذکر کیا ہے علاوہ ازیں اہل شام اور وہاں کے امیر حضرت معاویہؓ نے بھی آپ کی بیعت کرنے میں توقف کیا اور انہوں نے آپ کی بیعت اس وقت تک نہ کرنے کا کہا جب تک قاتلین عثمان اپنے کیے کی سزا نہیں پالیتے حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت سعدؓ اور حضرت اسامہؓ بھی مجلس بیعت میں شریک نہ ہو پائے جب حضرت علیؓ سے ان کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ یہ لوگ میرا ساتھ دینے سے گو بیٹھے رہے مگر انہوں نے کسی غلط بات کا بھی ساتھ نہیں دیا (اسد الغابۃ ج ۴ ص ۱۰۷) حضرت علی مرتضیٰؓ نے کبھی بھی حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے اس طرز عمل کو برا جانا نہ ان کے بارے میں اپنے دل میں کوئی بوجھ رکھا اور حق یہ ہے کہ یہ حضرات اس قسم کی تمام روحانی غلاظتوں اور آلائشوں سے پاک تھے محدث جلیل حضرت مولانا انور شاہ صاحب قدس سرہ (۱۳۵۲ھ) جنگ صفین کے سلسلے میں فرماتے ہیں

ان العقل يكاد يعجز عن إدراك من ما كان في صدور ...

الله حيث كان علي رضي الله عنه يقول في ابن عمر رضي الله عنه لله دره و كان إبن عمر حين وفاته يبكي على تأخره عنه لما تبين له الحق ولاينقل عنهما أن يكون إحدهما طعن على الآخر ولو كان الامر كما هو الآن لصارا عدوين يغتاب أحدهما على الآخر ويقع فيه والعياذ بالله (فیض الباری ج ۳ ص ۱۲۱)

حضرت شاہ صاحبؒ کے ارشاد کا خلاصہ یہ ہے کہ صحابہ کرام کے کمال تقویٰ کے ادراک سے انسانی عقل عاجز و حیران ہو جاتی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے جب حضرت علیؓ کا ساتھ نہ دیا بلکہ کسی بھی فریق کا ساتھ نہ دیا لیکن حضرت علیؓ حضرت ابن عمرؓ کی تعریف ہی کرتے تھے کہ انہوں نے اچھا کیا ہاں جب حضرت ابن عمرؓ پر بات کھل گئی تو اپنی وفات کے وقت روتے تھے کہ میں نے آپ کی مدد کیوں نہ کی اور ان دونوں میں کسی سے منقول نہیں کہ کسی پر طعن کیا ہو خدانخواستہ آج ایسا معاملہ ہو تا تو دونوں ایک دوسرے کے دشمن ہو جاتے اور ایک دوسرے کی غیبت کرتے اور ایک دوسرے پر نکتہ چینیاں کرتے اور ایک دوسرے کی عزت و آبرو کے درپے ہو جاتے (ماخوذ از امداد الباری تقریر درس صحیح بخاری ج ا ص ۷۵)

سو اس میں کوئی شک نہیں کہ خود مدینہ منورہ میں مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد ابھی خاموش تھی کچھ باغیوں کے خوف سے روپوش تھے اور آس پاس کے علاقوں پر بھی بات پوری طرح کھلی نہ تھی مدینہ منورہ کے علاوہ دوسرے ملک کے بہت سے افراد نے بھی بیعت میں توقف کیا ہوا تھا ان میں مصر کوفہ اور بصرہ کے بھی لوگ تھے اور ملک شام کے مسلمان ابھی

Scanned with CamScanner

بیعت کے لئے تیار نہ تھے مؤرخ علامہ عبدالرحمٰن ابن خلدون (۸۰۸ھ) لکھتے ہیں شہادت عثمان کے وقت لوگ مختلف شہروں میں بکھرے ہوئے تھے وہ حضرت علی کی بیعت کے وقت موجود نہ تھے اور جو مدینہ میں موجود تھے ان میں سے کسی نے کرلی تھی اور کسی نے توقف اختیار کیا تھا اور یہ لوگ اس وقت کے منتظر تھے جب تک کہ لوگ کسی ایک امام پر جمع نہ ہو جائیں ان میں سعد سعید ابن عمر اسامہ بن زید مغیرہ بن شعبہ عبداللہ بن سلام قدامۃ بن مظعون ابو سعید خدری کعب بن مالک نعمان بن بشیر حسان بن ثابت مسلمہ بن مخلد فضالہ بن عبید اور ان جیسے دوسرے اکابر صحابہ ہیں اور جو لوگ مدینہ کے علاوہ دوسرے شہروں میں تھے انہوں نے بھی آپ کی بیعت کرنے میں اس وقت تک توقف کیا جب تک کہ خون عثمان کا مطالبہ پورا نہیں ہو جاتا اور خلافت کا مسئلہ یونہی چھوڑے ہوئے تھے جب تک کہ مجلس شوریٰ کسی کو خلیفہ نہ چن لے انہیں معاذاللہ حضرت علیؓ کے بارے میں یہ گمان نہ تھا کہ وہ بھی خون عثمان میں شریک ہیں جیسا کہ بعض جہلاء سمجھتے ہیں تاہم وہ قاتلین عثمان کے بارے میں خاموشی اور سکوت کر کے نرمی برت رہے ہیں حضرت علیؓ کی خلافت جس طرح بھی ہوئی تھی منعقد ہو جانے کے بعد بھی ان میں اتفاق کی صورت پیدا نہ ہو سکی اختلاف موجود رہا حضرت علیؓ کے خیال میں ان کی بیعت منعقد ہو گئی جب اہل مدینہ نے ان کی بیعت کرلی ہے تو جو پیچھے رہ گئے ہیں ان کے لئے ضروری تھا کہ وہ بھی بیعت کرلیں لیکن اس کے ساتھ ہی مطالبہ قصاص کے بارے میں ان کا کہنا تھا کہ وہ اس وقت تک ملتوی رکھا جائے جب تک کہ ایک بات پر لوگوں کا

اتفاق نہ ہو جائے کیونکہ اس کے بغیر وہ طاقت نہیں مل سکتی جو اس کام کے لئے ضروری ہے

دوسرے حضرات کا خیال تھا کہ جو حضرات اہل حل و عقد ہیں وہ حضرت علیؓ کی بیعت کے وقت مدینہ میں نہ تھے یا ان کی قلیل تعداد تھی اور وہ اس وقت دیگر شہروں میں متفرق تھے ان کے بغیر یا ان کی قلیل تعداد کے ساتھ بیعت منعقد نہیں ہو سکتی اس لئے سرے سے بیعت ہی منعقد نہیں ہوئی مسلمان لمحہ انتشار میں ہیں اس بناء پر وہ کہتے تھے کہ سب سے پہلے خون عثمان کا مطالبہ پورا کیا جائے اجتماع علی الامام کا مرحلہ دوسرا ہے اس نقطہ نظر میں حضرت معاویہ حضرت عمرو بن العاص ام المؤمنین حضرت عائشہ حضرت زبیر ان کے صاحبزادے حضرت عبداللہ حضرت طلحہ اور ان کے صاحبزادے محمد حضرت سعد حضرت سعید نعمان بن بشیر معاویہ بن خدیج اور ان کے علاوہ ان کے ہم رائے وہ اکابر صحابہ تھے جو مدینہ میں بیعت علی سے پیچھے رہے (مقدمہ ابن خلدون حصہ دوم ص ۲۰۷۔ مترجم)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت علی مرتضیٰؓ کی خلافت اگرچہ منعقد ہو چکی تھی مگر اس پر تمام مسلمانوں کا ابھی اتفاق نہ ہوا تھا شام کے علاوہ بھی کئی شہر ایسے تھے جس میں مسلمانوں کی اچھی خاصی تعداد نے توقف اختیار کیا تھا مصر کے ایک شہر خربتا کے دس ہزار افراد حضرت علیؓ کی بیعت سے کنارہ کش رہے (البدایہ ج ۷ ص ۱۹۷)

خود حضرت علی مرتضیٰ کو بھی اس بات کا احساس تھا کہ ان کی بیعت کرنے میں بہت سے صحابہ شامل نہیں ہیں آپ نے ایک موقع پر یہ بات کہہ بھی دی تھی جب لوگ آپ کی

Scanned with CamScanner

بیعت کے لئے آئے تو آپ نے فرمایا کہ تمہاری بیعت سے کیا ہوتا ہے مزہ تو اس وقت ہے جب بدری صحابہ میری بیعت کر لیں۔ وانما ذاك علی اهل بدر فمن رضی به اهل بدر فهو خلیفة (اسد الغابۃ ج ۴ ص ۱۰۷) اہل بدر جسے پسند کریں خلیفہ وہی ہے اس سے واضح ہے کہ آپ بھی اپنے آپ کو حتمی درجے میں خلیفہ اسی وقت سے سمجھنے لگے جب بدری صحابہ نے آپ کے ہاتھ میں ہاتھ دیا آپ نے جو خط حضرت معاویہؓ کو لکھا تھا کہ میری سب نے بیعت کر لی ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ آپ نے اہل بدر کی بیعت کے بعد لکھا ہے اور انہیں حضرت معاویہؓ بھی اہل بیعت میں سے سمجھتے تھے آپ کو اگر انکار تھا تو صرف اہل بغاوت کی بیعت سے تھا یہی وجہ ہے کہ آپ نے اپنے پورے دور خلافت میں اپنے لئے کبھی دعوی خلافت نہ کیا تھا

یہ صحیح ہے کہ مدینہ منورہ میں موجود صحابہ کرام تشریف لائے اور انہوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی مؤرخ محمد بن سعدؒ (۲۳۰ھ) کہتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں حضرت طلحۃ حضرت زبیر حضرت سعد بن ابی وقاص حضرت سعید بن زید حضرت عمار بن یاسر حضرت اسامۃ بن زید حضرت سہل بن حنیف حضرت ابو ایوب انصاری حضرت محمد بن مسلمۃ حضرت زید بن ثابت حضرت خزیمہ بن ثابت اور دوسرے تمام اصحاب رسول (رضوان اللہ علیہم اجمعین) نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی

وجمیع من کان بالمدینة من اصحاب رسول الله ﷺ وغیرهم (طبقات ج ۳ ص ۲۳)

جب لوگوں نے حضرت علی مرتضیٰؓ کو اس بات پر مجبور کر دیا کہ وہ ان کی خلافت کے سوا کسی دوسرے کی خلافت قبول نہ کریں گے تو آپ نے ان سے کہا کہ

چونکہ تم لوگ مجھے بار بار آکر مجبور کر رہے ہو تو میں بھی تم سے ایک بات کہنا چاہوں گا اگر تم میری بات قبول کرو گے تو پھر میں خلافت کے اس بار کو اٹھاؤں گا ورنہ مجھے خلافت کی کوئی حاجت نہیں ہے چنانچہ مہاجرین اور انصار کے اس وفد نے وعدہ کیا کہ آپ جو کچھ فرمائیں گے ہم اس کی تکمیل کریں گے اور اسے دل سے قبول کریں گے۔ یہ وعدہ لے کر حضرت علی مسجد میں تشریف لائے اور منبر پر بیٹھے اور لوگ آپ کے گرد جمع ہو گئے پھر آپ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں نے خلافت کے بار کو مجبور ہو کر قبول کیا ہے کیونکہ تم نے مجھے اس پر مجبور کیا اور میرے پاس اس کے سوا اور کوئی راستہ نہ تھا کہ میں اسے قبول کر لوں اب میری صرف اتنی سی شرط ہے کہ تمہارے خزانوں کی چابیاں اگرچہ میرے قبضہ میں ہوں گی لیکن میں تمہاری رضامندی کے بغیر اس میں سے ایک درہم بھی نہیں نکالوں گا چنانچہ سب نے اسے قبول کیا حضرت علیؓ نے اس کے بعد فرمایا کہ اے اللہ آپ اس پر گواہ رہنا بعد ازاں آپ نے لوگوں سے بیعت لی (تاریخ طبری ج ۳ ص ۴۳۲)

مؤرخ شہیر حافظ ابن کثیرؒ (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں

حضرت علیؓ مسجد میں آئے جسم پر چادر اور خز (بھیڑ کے اون کا بنا ہوا کپڑا) کا عمامہ تھا ہاتھ میں اپنی جوتیاں لئے ہوئے تھے آپ اپنی کمان پر ٹیک لگائے ہوئے منبر پر چڑھے اور لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی (طبری ج ۳ ص ۴۳۳ البدایہ ج ۷ ص ۲۲۶)

حافظ ابن کثیرؒ کے ایک بیان کے مطابق آپ کی عام بیعت ۲۵ ذی الحجہ جمعہ کے دن ہوئی

Scanned with CamScanner

تھی جبکہ حضرت عثمان کی شہادت ۱۸ ذی الحج کو ہوئی گویا سات دن کے بعد آپ کی بیعت عام ہوئی تھی اور عقد خلافت کے وقت آپ کی خلافت ان علاقوں کو شامل تھی جس پر آپ سے پہلے حضرت عثمانؓ کی خلافت کا سکہ تھا شام بھی آپ کے دائرہ خلافت میں تھا اور حضرت معاویہ کو بھی اس سے انکار نہ تھا حضرت معاویہؓ نے کبھی آپ سے یہ نہ کہا کہ میں آپ کو خلیفہ نہیں مانتا یا ملک شام آپ کی خلافت کے دائرہ سے خارج ہے آپ کا مطالبہ یہ تھا کہ آپ پہلے قاتلین عثمان کو پکڑیں اور انہیں سزا دیں اگر آپ ایسا نہیں کر سکتے تو آپ انہیں ہمارے حوالہ کر دیں خلیفہ وہی ہونا چاہیئے جس کی گرفت سے بڑا سے بڑا دشمن بھی نکل نہ پائے اور مجرموں کو اپنے کیے کی پوری پوری سزا مل کر رہے۔ حافظ ابن کثیرؒ مختلف سندوں کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے درمیان اختلاف کے وقت حضرت ابو مسلم خولانی ایک وفد کے ساتھ حضرت معاویہؓ کے پاس آئے تاکہ وہ انہیں حضرت علی مرتضیٰؓ کی بیعت پر آمادہ کرلیں انہوں نے حضرت معاویہؓ سے پوچھا

أنت تنازع عليا أم انت مثله؟فقال والله إني لأعلم انه خير مني وأفضل وأحق بالامرمني ولكن ألستم تعلمون أن عثمان قتل مظلوما وأنا ابن عمه وانا أطلب بدمه وأمره الى فقولواله فليسلم انى قتلة عثمان وأنا أسلم له أمره فاتوا عليا فكلموه فى ذلك فلم يرفع إليهم أحدا فعند ذلك ضمم أهل الشام على القتال مع معاوية (البدایہ ج۸ ص۱۲۹)

آپ حضرت علیؓ سے جھگڑا کرتے ہیں کیا آپ علم و فضل میں حضرت علیؓ کے برابر ہیں؟ حضرت معاویہؓ نے کہا خدا کی قسم ایسی بات نہیں ہے مجھے پتہ ہے کہ حضرت علیؓ مجھ سے بہتر ہیں مجھ سے افضل ہیں اور خلافت میں بھی مجھ سے

Scanned with CamScanner

زیادہ مستحق ہیں لیکن کیا تم نہیں جانتے کہ حضرت عثمانؓ مظلوماً شہید کئے گئے ہیں اور میں ان کا چچازاد بھائی ہوں اس لئے مجھے ان کے خون کا قصاص لینے کا پورا حق ہے تم لوگ جاکر حضرت علیؓ سے کہو کہ وہ حضرت عثمانؓ کے قاتل کو میرے حوالہ کر دیں چنانچہ وہ وفد حضرت علیؓ کے پاس آیا اور ان سے یہ بات کی مگر حضرت علیؓ نے قاتلین عثمان کو ان اہل شام کو حوالہ نہیں کیا چنانچہ اہل شام نے حضرت معاویہ کا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا۔

اس سے یہ بات پوری طرح کھل جاتی ہے کہ حضرت امیر معاویہؓ کے نزدیک بھی حضرت علی مرتضیٰؓ کی خلافت ہر شبہ سے پاک تھی اور آپ انہیں ہی خلافت کا سب سے زیادہ حقدار سمجھتے تھے انہوں نے کبھی آپ کی اہلیت وخلافت پر شک نہیں کیا نہ آپ کی خلافت کو غلط قرار دیا مسئلہ قاتلین عثمان کا تھا اور بات وہیں آکر رکی ہوئی تھی کہ اگر قاتلین عثمان اپنے کیے کی سزا پالیں تو پھر انہیں آپ کی بیعت میں کوئی پس وپیش نہیں ہوگا۔

امام الحرمین علامہ جوینیؒ (۴۷۸ھ) فرماتے ہیں

وإن معاوية وان كان قاتل عليا فانه لاينكره امامته ولا يدعيها لنفسه وانما كان يطلب قتلة عثمان ظنا منه انه مصيب وكان مخطئا (لمعة الادلة ص ۱۱۵)

حضرت معاویہ نے اگرچہ حضرت علیؓ سے جنگ کی مگر وہ آپ کی خلافت کے منکر نہ تھے اور نہ انہیں اپنی خلافت کا دعوی تھا آپ حضرت عثمانؓ کے خون کا اس خیال اور شدت سے مطالبہ کررہے تھے کہ وہ درست راہ پر ہیں جبکہ آپ سے یہ بات خطاء واقع ہو رہی تھی۔

Scanned with CamScanner

حاصل یہ کہ حضرت علی مرتضیٰؓ کی بیعت میں اگرچہ اہل شام اور دوسرے علاقوں کے
بعض گروپ شامل نہ ہوئے اور وہ آخر تک اپنے مطالبات پر قائم رہے مگر اس سے حضرت
علی مرتضیٰؓ کی خلافت کسی طرح مجروح نہیں ہوتی آپ حضور ﷺ کے چوتھے خلیفہ راشد
اور مسلمانوں کے رہنما اور امیر المؤمنین تھے ۔ اور آپ قرآن کی آیت استخلاف کا پورا
مصداق تھے حضرت الاستاذ علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب مدظلہ العالی لکھتے ہیں

اللہ تعالی نے سورہ نور (پارہ ۱۸) میں حضور ﷺ کو یقین دلایا کہ آپ کے بعد
آپ کا مشن جاری رہے گا اس کا استخلاف ہو گا یہ سلسلہ آپ کی وفات پر ختم نہ
ہو جائے گا اور صحابہ کو امید دلائی گئی کہ وہ اللہ کی زمین پر اللہ کے نام سے اس
پیغمبر خاتم ﷺ کی جانشینی میں خلافت کریں گے قرآن نے یہ دو غیبی خبریں
دیں اور دنیا نے دیکھا کہ یہ پوری ہو کر رہیں

یہ وعدہ پہلے تین خلفاء کرام پر بلا اختلاف پورا ہوا اور وہ حضرات خلافت خاصہ
پا گئے اس عہد میں یہ خلافت خاصہ پورے وقار اور مضبوطی سے منتظم رہی لیکن
امیر المؤمنین سیدنا حضرت عثمان غنیؓ کے آخری ایام خلافت میں عبداللہ بن سبا
کی سازش اور باغیوں کی بغاوت سے امن پھر پامال ہو گیا اور امام مظلوم گھر بیٹھے
تلاوت قرآن کرتے شہید کر دیئے گئے

سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت عثمان ذی النورینؓ ان آخری دنوں میں کیا آیت
استخلاف کا مصداق رہے ؟ جواب یقیناً اثبات میں ہو گا آپکی خلافت اور دعوت
الی الاسلام سے نہ صرف مرکز قائم اور مضبوط رہا بلکہ خراسان بلاد افریقہ اور بلاد
مغرب میں مسلمانوں میں اتنی مضبوط صف بندی رہی کہ ہزاروں میلوں کے

Scanned with CamScanner

قبضے پر چم اسلام کے نیچے آگئے آپکے ہاتھوں فضل خداوندی عام ہوا آپ کے ان آخری دنوں کی اس بغاوت سے آپ سے خلافت خاصہ کی نفی نہیں ہوتی

خلافت خاصہ کے یہ اوصاف ماسوائے اس کے کہ انتظام امور آخری دنوں میں پہلی خلافتوں کی طرح یکجا منتظم نہ رہا حضرت علی مرتضٰی کی خلافت میں بھی پائے گئے اور آپ بھی اپنے پیشرووں کی طرح آیت استخلاف کا یقینی مصداق ٹھہرے۔۔ مذکورہ اوصاف خلافت میں حضرت عثمان کے آخری ایام کا غیر منتظم پیرایہ اگر ان کی خلافت کو ناقص نہیں کرتا تو حضرت علی کی خلافت خاصہ غیر منتظمہ بھی ان کی خلافت کو ناقص نہیں کرتی

حضرت علی مرتضٰیؓ آیت استخلاف کا یقینی مصداق ہیں اس کے لئے ان امور کو پیش نظر رکھیں یہ ان کی خلافت حقہ کے الٰہی نشان ہیں

(۱) جس طرح حضور ﷺ کے بعد بلا فصل خلافت حضرت ابو بکرؓ کو ملی کوئی دیری انقطاع یا دور انقطاع نہیں پایا گیا حضرت عمرؓ بھی اسی طرح حضرت ابو بکرؓ کے جانشین ہوئے اور حضرت عثمانؓ بھی اسی طرح حضرت عمرؓ کے جانشین ہوئے حضرت عمرؓ بھی اسی طرح بلا فصل حضرت عثمانؓ کے جانشین ہوئے اور ان چاروں کی خلافت میں یہ زمانی تسلسل موجود رہا (البتہ شیعہ عقیدہ میں ان کی خلافت مسلسل اور بلا فصل نہ رہی چوبیس سال کا فصل درمیان میں رہا)

(۲) جو لوگ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کی بیعت خلافت میں پیش پیش تھے ان میں سے جو حضرات حضرت عثمانؓ کے بعد زندہ اور موجود تھے انہوں نے حضرت علیؓ کی بیعت کی اور حضرت علیؓ اپنی خلافت کو خلفائے ثلاثہ کی

Scanned with CamScanner

خلافت پر ہی مبنی سمجھتے تھے اور آپ ہر ایسے کام سے احتراز فرماتے تھے جو ان خلفائے ثلاثہ کے طریقے پر نہ ہو

(۳) سورہ نور کی آیت استخلاف کے نزول کے وقت آپ ایمان لائے ہوئے تھے ہجرت کئے ہوئے تھے اور نیک اعمال پر عمل پیرا تھے حضرت عثمانؓ کی رائے اپنے خلیفہ بنتے وقت ہی تھی کہ اگر آپ خلیفہ نہ ہوں تو پھر آپ حضرت علیؓ کی بیعت کریں گے جب حضرت علیؓ خلیفہ ہوئے تو آپ کے بالمقابل کوئی اور مدعی خلافت نہ تھا نہ حضرت معاویہؓ اور نہ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ۔ رضی اللہ عنہم

(۴) عقد خلافت کے وقت آپ کی خلافت تامہ تھی اور سب قلمرو اسلامی کو شامل تھی حضرت معاویہؓ نے جب آپ کے احکام تسلیم کرنے سے انکار کیا اور اس کے آپ کے پاس کئی وجوہ تھے جو آپ کے اس اجتہاد کا موجب ہوئے تھے تو یہ بات کھلی کہ آپ کی خلافت یکجا منتظم نہیں ورنہ آپ یہی سمجھتے تھے کہ جن لوگوں نے آپ کی بیعت کرلی ان کا فیصلہ ان تمام لوگوں پر بھی حجت ہے جو ابھی اس بیعت میں شامل نہیں ہوئے (کذا فی نہج البلاغۃ)

(۵) حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث کہ خلافت نبوت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تیس سال تک رہے گی حضرت علیؓ کے خلافت کے چھ سالوں کو ساتھ شامل کرتی ہے اور مستدرک حاکم کی ایک روایت سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت سفینہؓ نے چاروں خلفائے راشدین کے نام لے لے کر دو سال دس سال بارہ سال اور چھ سال جمع کئے اور پوری مدت تیس بتلائی۔

Scanned with CamScanner

(۶) حضرت علیؓ نے ۴۰ھ میں حضرت معاویہؓ سے علاقائی خود مختاری پر صلح کر لی سو اب حضرت معاویہؓ اپنے علاقے میں خلیفہ وقت حضرت علیؓ کی اجازت سے حکمراں ٹھہرے اور حضرت علیؓ کی خلافت حکماً پوری قلمرو اسلامی میں نافذ ہوئی پھر ۴۱ھ میں آپ کی وفات ہوئی یہ صحیح ہے کہ یہ خلافت خلافت خاصہ غیر منتظمہ رہی لیکن بوجہ صلح آپ کی خلافت یہ خلافت تامہ ہو گئی۔

(۷) اس کے بعد پوری امت نے حضرت علی مرتضیٰؓ کو اپنے تین پیشرؤوں کے ساتھ خلافت راشدہ میں شامل کیا اور اس کے لئے ہمارے پاس اسلام کی چودہ صدیوں کی بلا نکیر شہادت موجود ہے سو یہ کہنا کسی طرح صحیح نہیں کہ آپ کی خلافت ان اختلافات میں منعقد ہی نہ ہو پائی تھی عقد خلافت کے اول مرحلہ میں آپ بلا اختلاف خلیفہ چنے گئے تھے (خلفاء راشدین ص ۲۶۳)

☆.....خلافت کے بعد حضرت علی مرتضیٰؓ کا پہلا خطبہ

حضرت علی مرتضیٰؓ نے اللہ کی حمد و ثناء کے بعد ارشاد فرمایا

اے لوگو اللہ تعالیٰ نے ایک رہنما کتاب اتاری ہے جس میں خیر اور شر کو واضح کیا گیا ہے پس تمہیں چاہئے کہ خیر کو تھام لو اور شر کو چھوڑ دو اللہ تعالیٰ کے فرائض کو ادا کرو وہ تمہیں جنت میں داخل کرے گا اللہ نے بہت سے امور کو حرام قرار دیا ہے جو ڈھکے چھپے نہیں ہیں اور تمام حرام کاموں سے زیادہ مسلمانوں کا خون حرام فرمایا ہے اس نے مسلمانوں کو اتحاد کے ساتھ رہنے کا

Scanned with CamScanner

حکم دیا ہے اور مسلمان وہی ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں اور ضروری سزا کے بغیر کسی مسلمان کے لئے دوسرے مسلمان کو اذیت دینا جائز نہیں تم میں سے کسی کو موت آنے سے قبل اللہ کے احکامات پر عمل کر لینا چاہیئے جبکہ موت تمہیں گھیرتی چلی جارہی ہے تم گناہوں سے ہلکے ہو کر موت سے ملو تم اللہ کے بندوں اور اس کی شہروں کی بربادی کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو کیونکہ تم سے اس کا ضرور سوال کیا جائے گا حتی کہ چوپایوں اور گھاس پھوس تک کے بارے میں تم سے سوال کیا جائے گا اے لوگو اللہ کی اطاعت کرو اس کی نافرمانی نہ کرو اور جس چیز میں تمہیں خیر نظر آئے تم اسے قبول کرو اور جو بھی برائی دیکھو اسے چھوڑ دو اور اس وقت کو یاد کرو اور جو بھی برائی دیکھو اسے چھوڑ دو اور اس وقت کو یاد کرو جب تم لوگ تھوڑی تعداد میں تھے اور زمین میں کمزور تھے (طبری ج ۳ ص ۴۴۱ البدایہ ج ۷ ص ۲۴۴)

حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندویؒ (۱۴۲۰ھ) اس پر لکھتے ہیں

یہ خطبہ اپنے ٹھیک وقت پر اور مناسب ترین مقام پر دیا گیا امیر المؤمنین نے اپنے مخاطب لوگوں کی دکھتی رگ پکڑی اور نشانہ صحیح جگہ پر لگایا تاریخ کے اس نازک مرحلہ میں مسلمان سب سے زیادہ جس ابتلاء سے گزر رہے تھے وہ یہ تھا کہ حرمت مسلم کی کوئی اہمیت ان کے سامنے نہیں رہ گئی تھی خون مسلم کی ارزانی اور اس کے وجود کی بے وقعتی حد کو پہنچ گئی تھی امیر المؤمنین حضرت عثمان بن عفان اس فتنہ شہر آشوب کا ہدف بنے سارے مسلمانوں کی موجودگی میں ان کی آنکھ کے سامنے مدینۃ الرسول ﷺ میں اور روضہ نبوی اور مسجد

نبوی کے پہلو میں یہ حادثہ جانکاہ پیش آیا لہذا جو شخص ان کے بعد خلافت کے منبر پر آیا تھا اس کا فرض تھا کہ حرمت مسلم کے عنوان کو اپنے خطبہ کا مرکزی مضمون بنائے اللہ کا خوف دلائے اللہ سے ڈرتے رہنے کی دعوت دے اور بتائے کہ اس کے بندوں اور اس کے عطا کئے ہوئے ممالک اور قوت واقتدار کی کیا حرمت وقیمت ہے یہاں تک کہ اللہ کے بندوں پر جانوروں اور بے زبان زمین کا بھی حق ہے

آپ نے حکمت وبلاغت کے ساتھ اس امر کی طرف واضح اشارہ دیا کہ نئے عہد خلافت کا کیا اصولی کردار اور منشور ہوگا آپ نے فرمایا کہ اگر آپ خیر (حق وصداقت پر مبنی بات) دیکھیں تو اس کو اختیار کریں اور جو شر (ناجائز اور غلط بات) دیکھیں اس سے اعراض کریں اس کے بعد آپ نے جو آیت تلاوت کی اس کا استحضار اس وقت بہت ضروری تھا تاکہ مسلمان اپنی پہلی حالت اور موجودہ حالت کا موازنہ کر سکیں ایک وہ دن تھے جب یہ مسلمان تعداد میں کم تھے مادی لحاظ سے کمزور تھے معاشرت وتمدن کے لحاظ سے پست تھے دنیا میں کوئی ان کو خاطر میں نہیں لاتا تھا جیسے گوشت کا پارچہ کسی ہتھیلی پر رکھا ہوا ہو اور اس کو پرند جھپٹ کر لے اڑیں اور اب یہی وہ لوگ تھے جن کو قوت حاصل تھی وسیع آراضی پر قابض تھے امن وسلامتی حاصل تھی خوشحالی اور فارغ البالی نصیب تھی اللہ نے ان کو قوت واقتدار عطا فرمایا ان کا طوطی بولنے لگا اور ان کا علم شوکت واقبال بلند ہوا ہر طرح سے اللہ نے ان کو نوازا ان کے جھنڈے بر وبحر پر لہرا رہے تھے اور دنیا اور اہل دنیا کے قلوب پر ان کی ہیبت

Scanned with CamScanner

طاری تھی (المرتضیٰ ص ۲۳۸)

یاد رکھیے کہ جن بزرگوں نے اور بعض علاقہ کے جن لوگوں نے حضرت علی مرتضیٰؓ کی فوری بیعت نہ کی تھی انہوں نے کبھی یہ بات نہیں کہی کہ حضرت علی مرتضیٰؓ معاذ اللہ خلافت کے اہل نہیں ہیں ان کے توقف کا اصل سبب وہ قاتلین عثمانؓ تھے جنہوں نے نہایت عیاری کے ساتھ حضرت علیؓ کی محبت کے نام پر ان کی جماعت میں پناہ لے رکھی تھی اور یہ بات ان صحابہ کرام سے بھی مخفی نہ تھی (جو مدینہ منورہ میں موجود تھے اور حضرت علی مرتضیٰؓ کی بیعت بھی کر چکے تھے) اور انہیں اس بات کا احساس تھا کہ حضرت عثمانؓ کے قاتلین نے آپ کے گرد اپنا گھیرا تنگ کر رکھا ہے اور وہ آپ پر اس قدر حاوی ہو چکے ہیں کہ اب وہ آپ کی بات ماننے کے بجائے آپ سے اپنی بات منوانا چاہتے ہیں خود حضرت علی مرتضیٰؓ نے بھی ایک موقع پر یہ بات کہی تھی جب آپ کے بعض اصحابؓ نے آپ سے کہا کہ

لوعاقبت قوما ممن أجلب على عثمان فقال يا اخوتاه إني لست أجهل مما تعلمون ولكن كيف لي بقوة والقوم المجلبون على حد شوكتهم يملكوننا ولا تملكهم وهاهم هؤلاء قد ثارت معهم عبدانكم والتفت إليهم أعرابكم وهم خلالكم يسومونكم ما شاءوا (نہج البلاغۃ خ نمبر ۶۶ او تحفہ اثنا عشریہ ص ۶۵۶)

کاش کہ آپ ان لوگوں کو سزا دیتے جنہوں نے حضرت عثمانؓ پر بلوہ کیا تھا تو آپ نے فرمایا میں اس بات سے بے خبر نہیں جو تم کہہ رہے ہو لیکن میرے پاس اس کی قوت و طاقت کہاں ہے جبکہ فوج کشی کرنے والے اپنے انتہائی

Scanned with CamScanner

زوروں پر ہیں وہ اس وقت ہم پر مسلط ہیں ہم ان پر مسلط نہیں اور عالم یہ ہے کہ
تمہارے غلام بھی ان کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے ہیں اور صحرائی عرب بھی
ان سے مل جل گئے ہیں اور اس وقت بھی وہ تمہارے درمیان اس حالت میں
ہیں کہ جیسا چاہیں تمہیں گزند پہنچا سکتے ہیں

مؤرخ محمد بن جریر طبریؒ (۳۱۰ھ) نے اپنی تاریخ میں بھی حضرت علی مرتضیٰؓ کا یہ بیان نقل کیا ہے (طبری ج ۳ ص ۴۴۳)

یہ لوگ اگر نیک نیت اور مخلص ہوتے تو ان کے ہاتھ خون عثمان سے کیوں رنگین ہوتے یہ صرف اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لئے آئے تھے اور اب ان کا مقصد حضرت علیؓ کی بیعت کے بہانے اپنی جان بچانا تھا۔

حضرت علی مرتضیٰؓ کے بیٹے سیدنا حضرت امام حسنؓ نے آپ سے عرض کیا کہ آپ ان لوگوں کے اصرار پر خلافت قبول کرنے کے بجائے کچھ دیر ٹھہر جائیں جب تک اصحاب رسول اور مختلف علاقوں سے وفود آپ کی حمایت میں نہ آجائیں اس وقت تک آپ رکے رہیں کسی کی بیعت نہ لیں مگر آپ ان کے اس مشورے پر عمل نہ کرپائے

(۲) ان حضرات کے بیعت سے رکے رہنے کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ وہ یہ سمجھتے تھے کہ آپ قاتلین عثمان کے بارے میں نرم گوشہ اپنائے ہوئے ہیں قطع نظر اس کے کہ حضرت علیؓ ان کے بارے میں آئندہ کیا کرنے کا ارادہ رکھتے تھے ان کا خیال تھا کہ اگر یہ سازشی لوگ حضرت علیؓ پر حاوی ہو گئے تو آئندہ خون عثمان کا معاملہ ٹھنڈا پڑ جائے گا اور پھر حضرت عثمانؓ کے قاتلوں پر ہاتھ ڈالنا آسان نہ ہوگا اس سے پتہ چلتا ہے کہ اگر آپ خلافت سنبھالتے ہی قاتلین عثمانؓ کو اپنی صف سے نکال باہر کرتے یا ان کے بارے میں سخت رویہ

Scanned with CamScanner

اپناتے تو پھر ان لوگوں کو اپنے ساتھ ملانا آسان ہو جاتا جو ابھی تک آپ کی بیعت سے توقف کئے ہوئے تھے اور حقیقت یہ ہے قاتلین عثمان حضرت علیؓ پر اس قدر حاوی ہو چکے تھے کہ انہوں نے حضرت عثمانؓ کے مقرر کئے ہوئے بہت سے گورنروں کو اپنے عہدوں سے معزول کرادیا اس سے حالات بہتر ہونے کے بجائے مزید تلخی کا باعث بن گئے

حافظ ابن کثیر (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں

جب حضرت علیؓ کی بیعت کا معاملہ درست ہو گیا تو پھر حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ اور سر کردہ صحابہ آپ کے پاس آئے اور آپ سے ان لوگوں کے بارے میں سخت کاروائی کا مطالبہ کیا جو حضرت عثمانؓ کے قاتل تھے آپ نے ان کے سامنے عذر پیش کیا کہ ان لوگوں کے ہاتھ بہت مضبوط ہیں اور ان کے کافی اعوان وانصار بھی ہیں اس لئے فی الحال وہ کچھ نہیں کر سکتے حضرت زبیرؓ نے ان سے کہا کہ آپ انہیں کوفہ کا گورنر بنادیں تاکہ وہ وہاں سے آپ کی مدد کے لئے فوج لے کر آئیں حضرت طلحہؓ نے کہا کہ آپ انہیں بصرہ کا گورنر بنادیں تاکہ وہ بھی فوج لے کر آپ کے پاس آئیں اور ان پر غلبہ پالیں جو قتل عثمان میں شریک رہے حضرت علیؓ نے ان سے کہا کہ انہیں کچھ مہلت دی جائے تاکہ وہ اس پر غور کر سکیں (البدایہ ج ۷ ص ۴۴۸)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ نے آپ سے نقض بیعت نہ کیا تھا اپنا وہ حق لے رہے تھے جو قرآن کریم نے عوام کو دیا ہے کہ وہ اپنے اولی الامر سے کسی بات میں تنازع کا حق رکھتے ہیں جسے پھر کتاب وسنت کی رو سے حل کیا جاتا ہے

یا ایھا الذین آمنوا أطیعوا الله وأطیعوا الرسول وأولی الامر منکم

Scanned with CamScanner

فان تنازعتم فی شیء فردوہ إلی اللہ والرسول (الایۃ ۔پ ۵ النساء ۵۹)

یہاں تنازع سے وہ تنازع مراد نہیں جو عوام کا عوام سے ہو بلکہ وہ تنازع مراد ہے جو عوام میں سے کسی کا خود اولی الامر سے ہو افسوس کہ اس استدلال سے لاجواب ہو کر علامہ علی بن ابراہیم قمی (۳۰۷ھ) استاد علامہ محمد بن یعقوب الکلینی (۳۲۹ھ) نے یہ آیت بدل دی اور کہا کہ یہ اس طرح نہیں بلکہ اس طرح نازل ہوئی تھی

فان خفتم تنازعا فی أمر فردوہ إلی اللہ وإلی الرسول وإلی أولی الامر منکم اور کہتے تھے کہ اسی طرح یہ آیت نازل ہوئی تھی (ترجمہ مقبول ص ۱۷۳)

خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں

حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ کے جن گورنروں کو معزول کرنے کا حکم دیا تھا یا آپ نے اس کا ارادہ کیا تھا ان میں ایک حضرت امیر معاویہؓ بھی تھے آپ ان کی جگہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو شام کا گورنر بنانا چاہتے تھے آپ نے جب حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے اس کے متعلق بات کی تو انہوں نے کہا کہ جب تک حکومت کے معاملات پوری طرح قابو نہیں آجاتے آپ اس وقت تک حضرت عثمانؓ کے نائبین کو ان کے عہدوں پر قائم رکھیں اور بطور خاص حضرت معاویہؓ کو شام پر قائم رہنے دیں اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو حضرت معاویہؓ کے خون عثمان کے مطالبے میں شدت آجائے گی اور یہ بھی خدشہ ہے کہ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ بھی آپ کے خلاف ہو جائیں گے تاہم حضرت علیؓ نے آپ کی بات نہ مانی آپ حضرت عثمانؓ کے تمام عمال کو معزول کرنا چاہتے تھے آپ نے کہا

Scanned with CamScanner

اللہ کی قسم میں ان میں سے کسی کو بھی اب والی نہیں بناؤں گا اگر یہ لوگ مان گئے تو یہ ان کے حق میں بہتر ہے اور اگر انہوں نے انحراف کیا تو میں ان کے لئے تلوار میان سے نکال لوں گا (طبری ج ۳ ص ۴۴۷)

آپ نے یہ بھی فرمایا کہ میں تو معاویہ کو تلوار کے سوا کچھ نہیں دے سکتا (ایضاص ۴۴۸)

حضرت علی مرتضیٰؓ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے کہا کہ میں نے آپ کو شام کا گورنر مقرر کر دیا ہے آپ وہاں جائیں اور معاملات اپنے ہاتھ میں لے لیں انہوں نے کہا کہ آپ مجھے اس بارے میں کوئی خط لکھ دیں تاکہ میں حضرت معاویہؓ کو آپ کا خط دکھادوں کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ مجھے گرفتار کر لیں آپ نے کہا خدا ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا (طبری ج ۳ ص ۴۴۷) نیز حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے آپ کو اس بات کا بھی مشورہ دیا کہ آپ فی الحال مدینہ منورہ میں ہی رہیں اسے چھوڑ کر عراق جانا آپ کے حق میں مناسب نہیں ہے

فأبى عليه ذلك كله وطاوع أمر أولئك الامراء من أولئك الخوارج من أهل الامصار (البدایہ ج ۷ ص ۲۲۹)

مگر آپ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی باتوں کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور ان خوارج کے سرداروں کے مشورہ کو قبول کیا جو مختلف شہروں سے آپ کے پاس آئے تھے

حضرت امیر معاویہؓ کو معزول کرنے کا مشورہ دینے والے کون لوگ تھے ؟ وہی قاتلین عثمان۔ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں

لما ولی علی بن ابی طالب الخلافة أشار عليه كثير من امرائه ممن

Scanned with CamScanner

باشر قتل عثمان أن يعزل معاوية عن الشام (البدایہ ج ۸ ص ۲۱)

جب حضرت علی مرتضیٰؓ خلیفہ ہوئے تو قاتلین عثمانؓ نے ان سے کہا کہ وہ حضرت معاویہؓ کو شام کی گورنری سے معزول کر دیں

جب حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ نے دیکھا کہ حضرت علی مرتضیٰؓ ان لوگوں پر قابو پا رہے ہیں اور نہ انہیں اجازت دے رہے ہیں کہ وہ اس معاملہ میں ان کی مدد کریں تو وہ دل برداشتہ ہو گئے اور انہوں نے آپ سے عمرہ کی اجازت لی اور مکہ مکرمہ روانہ ہو گئے۔ (طبری ج ۳ ص ۴۵۳)

حضرت علی مرتضیٰؓ منصب خلافت پر آچکے تھے آپ نے حضرت عثمانؓ کے مقرر کردہ بہت سے گورنروں کو معزول کر کے وہاں اپنے گورنر مقرر کر دئے یمن پر حضرت عبید اللہ بن عباسؓ کو۔ بصرہ پر حضرت سمرہ بن جندبؓ۔ کوفہ پر حضرت عمارہ بن شہابؓ۔ مصر پر قیس بن سعد بن عبادہؓ۔ اور شام کے لئے سہل بن حنیفؓ کو گورنر بنادیا اور انہیں کہا کہ وہ ان علاقوں کی طرف جائیں اور اپنے اپنے عہدے سنبھال لیں

شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ (۷۲۸ھ) لکھتے ہیں کہ جن لوگوں نے حضرت علی مرتضیٰؓ کو یہ مشورہ دیا تھا کہ آپ حضرت معاویہؓ کو اپنی جگہ بر قرار رکھیں انہیں معزول نہ کریں یہاں تک کہ حالات پوری طرح آپ کے حق میں نہ ہو جائیں ان کی رائے زیادہ حازم تھی اور یہ وہ لوگ تھے جو حضرت علی مرتضیٰؓ کے ساتھ مخلص اور آپ کے خیر خواہ تھے تاہم حضرت علی مرتضیٰؓ چونکہ مجتہد تھے اس لئے آپ نے جس چیز کو بہتر سمجھا اسے اختیار کیا

قد أشار عليه من أشار أن يقر معاوية على إمارته فى إبتداء الامر حتى يستقيم له الامر وكان هذا الرأى أحزم عند الذين ينصحونه ويحبونه

(منہاج السنۃ ج ۸ ص ۱۴۰)

حضرت سہلؓ شام جانے کے لئے جب تبوک کے قریب پہونچے تو وہاں حضرت معاویہؓ کی فوج کے لوگوں سے ملاقات ہوئی انہوں نے پوچھا آپ کون ہیں آپ نے جواب دیا کہ میں شام کا امیر ہوں فوج کے لوگوں نے کہا کہ اگر آپ حضرت عثمانؓ کی جانب سے آئے ہیں تو ٹھیک ہے ورنہ واپس چلے جائیے حضرت سہل نے کہا جو کچھ ہوا ہے کیا آپ لوگوں کو اس کا پتہ نہیں ان لوگوں نے کہا کہ ہمیں معلوم ہے آپ چلے جائیے پس وہ حضرت علیؓ کے پاس واپس لوٹ آئے (طبری ج ۳ ص ۴۵۰)

قیس بن سعدؓ جب مصر پہونچے تو وہاں لوگ دو گروہ میں تقسیم ہو گئے ایک بڑے گروہ نے آپ کی بیعت کر لی جبکہ ایک گروہ نے کہا کہ جب تک قاتلین عثمان کو سزا نہیں دی جاتی ہم کسی کی بیعت کرنے کے لئے تیار نہیں۔ یہی حال بصرہ کا بھی تھا وقالت طائفة لانبايع حتى نقتل قتلة عثمان و كذلك اهل البصرة (البدایہ ج ۷ ص ۲۳۰) اور عمارہ بن شہابؓ جب کوفہ جانے لگے تو انہیں حضرت طلحہؓ نے روک دیا تو وہ واپس حضرت علیؓ کے پاس آگئے حضرت ابو موسی اشعریؓ کوفہ گئے اور حضرت علیؓ کو لکھا کہ یہاں بھی تھوڑے لوگوں نے آپ کی بیعت کی ہے اور اطاعت کا وعدہ کیا ہے

حضرت علی مرتضیٰؓ نے مختلف ذرائع سے حضرت معاویہؓ کو خطوط بھیجے مگر انہوں نے ان خطوط کا کوئی جواب نہ دیا یہ سلسلہ تین ماہ تک جاری رہا بعد ازاں حضرت معاویہؓ نے ان کا جواب لکھا جو شخص یہ خط لے کر حضرت علیؓ کے پاس آیا تھا آپ نے اس سے وہاں کے حالات معلوم کئے تو اس نے کہا

جئتك من عند قوم لايريدون الا القود كلهم موتور تركت سبعين

Scanned with CamScanner

الف شیوخ یبکون تحت قمیص عثمان وهو علی منبر دمشق

تاریخ طبری ج ۳ ص ۴۵۲ البدایہ ج ۷ ص ۲۳۰)

میں ایسے لوگوں کے پاس سے آیا ہوں جو خون عثمانؓ کے سوا اور کسی بات پر نہیں آتے وہ صرف قصاص چاہتے ہیں اور وہ سب کے سب وارث ہیں میں نے ستر ہزار شیوخ کو حضرت عثمان کی شہادت کے وقت پہنی ہوئی قمیص تلے روتے ہوئے دیکھا ہے اور وہ قمیص دمشق کے منبر پر پڑی ہوئی ہے

حضرت علی مرتضیٰؓ نے جب یہ بات سنی تو فرمایا

اللهم انی أبرأ الیك من دم عثمان .

اے اللہ میں تیرے حضور خون عثمان سے برات کا اظہار کرتا ہوں

حافظ ابن کثیرؒ کہتے ہیں کہ حضرت معاویہؓ کا قاصد جب واپس جانے لگا تو اسے خدشہ ہوا کہ جن لوگوں نے حضرت عثمانؓ کو شہید کیا ہے وہ لوگ اس کی جان کے بھی درپے ہیں چنانچہ اس نے اپنے آپ کو ان کی نظروں سے بچایا اور نکل گیا (قاتلین عثمان چاہتے تھے کہ حضرت امیر معاویہؓ کے قاصد کو قتل کر کے ایک نئی جنگ کا آغاز کر دیا جائے اور یہ جنگ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے درمیان ہو)

حضرت علی مرتضیٰؓ کو جب ان حالات کا پتہ چلا کہ بعض علاقوں کے لوگ جن میں اہل شام بھی ہیں آپ کی بیعت پر آمادہ نہیں ہیں اور وہ خون عثمان کے مطالبے کو پورا کئے بغیر آپ کی بیعت نہ کریں گے اور افہام و تفہیم سے بات کنارے نہیں لگ رہی ہے تو آپ نے سب سے پہلے اہل شام سے نمٹنے کا ارادہ کیا آپ نے مصر میں حضرت قیس بن سعد کو اور کوفہ میں حضرت ابو موسیٰؓ کو خط لکھا کہ وہ فوج اکٹھی کریں اور اہل مدینہ کو بھی بلایا کہ وہ اس کام میں

ان کی مدد کریں مگر انہوں نے آپ کے ساتھ چلنے سے معذرت کر دی

قد ندب اهل المدينة الى الخروج معه فابوا عليه (البدایہ ج ۷ ص ۲۳۱)

آپ نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو بلایا کہ وہ آپ کے ساتھ جائیں مگر انہوں نے معذرت کرتے ہوئے کہا کہ اگر سب اہل مدینہ جارہے ہیں تو میں بھی حاضر ہوں ورنہ مجھے بھی معذور سمجھیں کچھ دن بعد کسی نے آپ کو بتلایا کہ ابن عمرؓ تو آپ کو چھوڑ کر ملک شام چلے گئے ہیں اس سے حضرت علیؓ کو تشویش ہوئی مگر جب حضرت علیؓ کی صاحبزادی ام کلثوم اپنے والد کو بتایا کہ یہ خبر صحیح نہیں ہے عبداللہ بن عمرؓ عمرہ کے لئے مکہ گئے ہیں اور مجھے بتا کر گئے ہیں (المصنف لابن ابی شیبہ ج ۶ ص ۲۰۲) اس اطلاع سے حضرت علیؓ کو اطمینان ہوا اور فرمایا کہ

خدا کی قسم نہ تو میری بیٹی جھوٹ بولتی ہے اور نہ ابن عمرؓ جھوٹ بولتے ہیں وہ میرے نزدیک نہایت سچے اور معتبر آدمی ہیں (طبری ج ۳ ص ۴۵۶)

ایک مرتبہ آپ نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے بارے میں فرمایا کہ

میں نے ان کے بچپن سے جوانی تک ان کے اندر کوئی برائی نہیں دیکھی ہے (طبری ج ۳ ص ۳۳۳)

شیعہ مؤرخ احمد بن داؤد دینوری (۲۸۲ھ) لکھتا ہے کہ حضرت اسامہ بن زیدؓ نے بھی آپ کے ساتھ جانے سے معذرت کر دی اور کہا میں نے اللہ سے وعدہ کیا ہے کہ میں کسی کلمہ گو سے لڑائی نہیں کروں گا

اعفنى من الخروج معك فى هذا الوجه فانى عاهدت الله ألا أقاتل من يشهد أن لا إله إلا الله (الاخبار الطوال ص ۱۴۳)

آپ کے بیٹے حضرت امام حسنؓ نے آپ کو روکنا چاہا مگر آپ نے ان کی بات نہ مانی اور تمام بن عباسؓ کو مدینہ میں اپنا نائب بنایا اور جنگ کے ارادہ سے مدینہ سے نکلنے کی تیاری کی اس وقت حضرت امام حسنؓ نے اپنے والد محترمؓ سے کہا

یا ابت دع هذا فان فيه سفك دماء المسلمين ووقوع الاختلاف بينهم فلم يقبل منه ذلك بل صمم على القتال ورتب الجيش (البدایہ ج ۷ ص ۲۳۰)

ابا جان اس ارادہ کو چھوڑ دیجئے اس سے مسلمانوں کی خون ریزی ہو گی ان میں بہت اختلاف پڑے گا مگر آپ نے ان کی بات قبول نہ کی اور جنگ کا پختہ ارادہ کر لیا اور لشکر کو تیار کیا

حضرت علی مرتضیٰؓ کے بیٹے حضرت امام حسنؓ بھی ان لوگوں میں سے تھے جو آپ کو بار بار اس جنگ سے روکتے تھے حضرت علیؓ نے اپنے بیٹے محمد بن حنفیہؒ کے ہاتھ میں جھنڈا دیا اور ایک لشکر لے کر ملک شام کی طرف جانے کی پوری تیاری کر لی۔ حضرت ابو ایوب انصاریؓ نے بھی آپ کو روکنے کی کوشش کی اور کہا کہ آپ مدینہ منورہ سے نہ جائیں یہ اسلام کا قلعہ اور دار الہجرت ہے اور یہاں حضور ﷺ کا منبر اور روضہ مبارک ہے۔ (الثقات لابن حبان ج ۲ ص ۲۸۳) مگر آپ نے ان کا مشورہ قبول نہ کیا

آپ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ملک شام کی جانب چلنے کے لئے تیار کھڑے تھے کہ درمیان میں ایک اور واقعہ پیش آگیا اس واقعہ نے پھر حالات کا رخ تبدیل کر دیا یہ واقعہ پھر ایک بڑا حادثہ فاجعہ بنا تاریخ اسے جنگ جمل کے عنوان سے یاد کرتی ہے آیئے اس واقعہ پر بھی ایک نگاہ ڈالیں۔

Scanned with CamScanner

معرکہ جمل (۳۶ھ)

☆...... حضرت عثمانؓ کی شہادت کے وقت بہت سے صحابہ حج کے لئے مکہ گئے ہوئے تھے اور وہ ان واقعات سے بے خبر تھے جو ان کی غیر موجودگی میں مدینہ میں اچانک پیش آگئے جب ان کو معلوم ہوا کہ حضرت عثمانؓ شہید کر دئے گئے ہیں اور شہر پر شریری اور فتنہ پرور لوگوں کا غلبہ ہے اور وہاں خوف و ہراس چھایا ہوا ہے تو وہ مکہ میں ہی ٹھہر گئے اسی طرح جو لوگ حج سے واپس آرہے تھے جب انہیں راستے میں اس حادثہ فاجعہ کی خبر ملی تو وہ بھی مدینہ منورہ جانے کے بجائے واپس مکہ مکرمہ لوٹ گئے

ہم یہ بات پہلے بتا آئے ہیں کہ مدینہ منورہ میں جب حضرت علی مرتضیٰؓ کی بیعت کر لی گئی اور خلافت آپ کے پاس آگئی تو یہ مطالبہ زور پکڑنے لگا کہ قاتلین عثمان کو گرفتار کیا جائے آپ نے بعض وجوہات کی بناء پر معذوری ظاہر کی اس سے بہت سے لوگوں کے دلوں میں اضطراب اور مایوسی کی کیفیت پیدا ہوئی اور انہوں نے گمان کیا کہ اگر حالات اسی طرح کچھ عرصہ اور رہے تو قاتلین عثمان کو پھر کبھی گرفتار نہ کیا جاسکے گا حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ مکہ مکرمہ آگئے کچھ دنوں بعد حضرت عبداللہ بن عمرؓ بھی مکہ پہنچ گئے اس دوران حضرت عثمانؓ کے یمن پر مقرر کردہ گورنر حضرت یعلیٰ بن امیہؓ اور بصرہ کے گورنر حضرت عبداللہ بن عامرؓ بھی مکہ مکرمہ پہنچ گئے یہاں صحابہ کی اچھی خاصی تعداد جمع ہوگئی فاجتمع فیھا خلق من سادات الصحابۃ وامھات المؤمنین (البدایہ ج ۷ ص ۲۳۱) اور حضرت عثمانؓ کے قاتلوں کو انصاف کے کٹہرے میں لانے کے لئے ان کے درمیان مشورے ہوئے

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ حج سے فارغ ہو کر مکہ مکرمہ سے روانہ ہوئیں مقام

Scanned with CamScanner

سرف پہنچیں تو آپ کو پتہ چلا کہ حضرت عثمان غنیؓ شہید کر دئے گئے ہیں اور مدینہ منورہ پر باغیوں کا غلبہ ہے ﴿والقوم غالبون علی المدینة﴾ تو آپ کو اس کا بہت افسوس ہوا آپ وہیں سے واپس مکہ تشریف لے گئیں تو لوگ آپ کے پاس اکٹھے ہوئے صحابہ کرام نے حضرت عثمانؓ کی شہادت پر انتہائی الم ودکھ کا اظہار کیا اور طے کیا کہ ہر صورت میں ان کے قاتلوں کو پکڑا جائے تا کہ آئندہ پھر کسی کو کسی بے گناہ پر ہاتھ ڈالنے کی ہمت نہ ہو۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت کے سلسلے میں بیان دیتے ہوئے کہا کہ

ان لوگوں نے وہ خون (یعنی حضرت عثمان کا خون) بہایا جس کا بہانا حرام تھا اور ایک قابل احترام شہر (مدینہ منورہ) کو خون ریزی کے لئے حلال کر لیا اور وہ مال (حضرت عثمان کے گھر کا مال) جس کا لینا حرام تھا وہ لوٹ لیا اور جس ماہ (ذی الحج) میں کسی کافر تک کا خون بہانا حرام تھا اور جس ماہ کو اللہ نے مقدس اور معزز بنایا تھا اسے انہوں نے خون عثمان کے لئے حلال کر دیا اور اس ماہ کی حرمت تک کا کوئی پاس ولحاظ نہیں کیا

خدا کی قسم اگر ان قاتلین عثمان جیسے لوگوں کے ذریعہ سے زمین کے تمام طبق بھی بھر دئے جائیں تو بھی ان سب لوگوں کے مقابلہ میں حضرت عثمان کی ایک انگلی بہتر ہے میں تم لوگوں کی ان باغیوں کے خلاف مدد چاہتی ہوں تا کہ انہیں اس جرم کی سزا دی جائے

خدا کی قسم اگر واقعی حضرت عثمانؓ کسی گناہ میں مبتلا تھے اور اسی گناہ کو لے کر انہوں نے ان کے خلاف بغاوت کی ہے تو حضرت عثمانؓ تو اس شہادت کے

ذریعہ ایسے پاک وصاف ہو گئے ہیں جیسے سونا یا کپڑا میل سے صاف ہو جاتا ہے
ان لوگوں نے عثمانؓ کو گناہوں سے پاک وصاف کرنے کے لئے خون میں اس
طرح غوطے دئے ہیں جس طرح کپڑے کو صاف کرنے کے لئے پانی میں
غوطے دئے جاتے ہیں (طبری ج ۳ ص ۴۵۸)

عبداللہ بن عامر حضرمیؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے ان کے مکہ واپس
آنے کا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا

ردنی ان عثمان قتل مظلوما وان الامر لایستقیم ولهذه الغوغاء امر
فاطلبوا دم عثمان تعزو ا الاسلام (تاریخ طبری ج ۵ ص ۴۷۵)

میں اس لئے واپس آئی ہوں کہ حضرت عثمان مدینہ میں ظلما شہید کر دئے گئے
ہیں اور لگتا ہے کہ اب یہ فتنہ ختم ہونے والا نہیں اس فتنہ کو روکنے کے لئے
ایک کام کی ضرورت ہے تم لوگ حضرت عثمان کے قصاص کا مطالبہ کر کے
اسلام کو عزت دو (ترجمہ ج ۳ ص ۴۵۹)

آپ نے فرمایا کہ

ان عثمان قتل مظلوما والله لأطالبن بدمه (ج ۵ ص ۴۸۵)

حضرت عثمان ظلما شہید کر دئے گئے ہیں اور میں ان کے خون کا بدلہ ضرور لے
کر رہوں گی (ایضاج ۳ ص ۴۷۰)

حضرت طلحہؓ نے کہا کہ حضرت عثمانؓ کی محصوری کے دنوں میں ہم ان کا ساتھ نہ دے
سکے اور آپ کا خاطر خواہ دفاع نہ کر پائے ہم نے کمزوری دکھائی جس کا ہمیں بہت افسوس
ہے تاہم اگر میں آپ کے قاتلوں کو سزا دلوانے میں اپنی جان پر بھی کھیل جاؤں تو میں اے

اپنی خوش قسمتی جانوں گا پھر آپ نے دعا کی کہ اے اللہ حضرت عثمانؓ کے بارے میں ہم سے وہ کام لے لے جس سے آپ راضی اور خوش ہو جائیں

انا داهنا في أمر عثمان فلا نجد اليوم أمثل من أن نبذل دمائنا فيه

للهم خذ لعثمان مني اليوم حتى ترضى (سیر اعلام النبلاء ج ا ص ۳۵)

ما لا أرى كفارته الا أن سفك دمي في طلب دمه (ایضاً ص ۳۴

مستدرک ج ۳ ص ۴۱۹)

حضرت عائشہ صدیقہؓ کو یہ بات معلوم ہو چکی تھی کہ اس وقت حضرت علی مرتضیٰؓ قاتلین عثمان کے گھیراؤ میں ہیں اور وہ کسی صورت برداشت نہیں کریں گے کہ حضرت علی مرتضیٰؓ انہیں گرفتار کریں اور ان کے کیے کی انہیں سزا دیں تو آپ نے ان حضرات سے آئندہ کے لائحہ عمل کے سلسلے میں رائے طلب کی بعض نے کہا کہ ہم شام جائیں تاکہ وہاں سے یہ بات اٹھائی جائے بعض حضرات کی رائے بصرہ جانے کی تھی کہ وہاں سے قوت جمع کریں اور وہاں جو قاتلین عثمان جا چکے ہیں پہلے ان سے نمٹ لیں بعض حضرات نے کہا کہ مدینہ منورہ جا کر حضرت علیؓ سے اس کا مطالبہ کیا جائے کہ جو قاتلین ان کے آس پاس موجود ہیں وہ انہیں حوالہ کر دیں تاکہ سزا کا عمل مکمل ہو حضرت ام المؤمنین کا زیادہ تر رجحان مدینہ جانے کا تھا مگر لوگوں نے بصرہ جانے پر اتفاق کر لیا تو آپ بھی ان سے متفق ہو گئیں آپ کے ساتھ جانے والوں کی تعداد ہزار کے قریب تھی جن میں صحابہ کرام کے علاوہ ام المؤمنین حضرت حفصہؓ بھی شامل تھیں آپ ذات عرق تک حضرت عائشہؓ کے ساتھ رہیں اس کے بعد واپس لوٹ گئیں حضرت عائشہ صدیقہؓ عسکر نامی ایک اونٹ پر سوار تھیں اور یہ قافلہ بصرہ کی جانب چل پڑا اور خریبہ نامی ایک جگہ پڑاؤ کیا۔

Scanned with CamScanner

(نوٹ) پیش نظر رہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کا اختلاف حضرت علی مرتضیٰؓ کی خلافت پر ہر گز نہ تھا یہ صرف خون عثمان کا مطالبہ تھا جو آپ اور دیگر اجلہ صحابہ کی جانب سے کیا گیا تھا حافظ ابن حجر عسقلانی (۸۵۲ھ) محدث مہلب سے نقل کرتے ہیں

ان احدا لم ينقل أن عائشة ومن معها نازعوا عليا فى الخلافة ولا دعوا الى احد منهم ليولوه الخلافة وانما انكرت هى ومن معها على على منعه من قتل قتلة عثمان وترك القصاص منهم (فتح الباری ج ۱۳ ص ۷)

کسی نے بھی یہ نہیں لکھا کہ حضرت عائشہ اور ان کے ساتھیوں کا مقصد حضرت علیؓ سے خلافت میں جھگڑا تھا اور نہ ان میں سے کسی نے اپنے بارے میں یہ کہا کہ اسے خلیفہ بنایا جائے ان کا حضرت علی سے اختلاف صرف اس بات پر تھا کہ وہ قصاص عثمان کے معاملے پر آڑے آرہے ہیں اور وہ خود بھی قاتلوں سے قصاص نہیں لے رہے ہیں

ان حضرات نے دوسرے علاقوں کے بجائے بصرہ کا انتخاب اس لئے کیا کہ

☆......بصرہ سبائیوں کا مرکز تھا وہاں ان کی طاقت توڑنا مقصود تھا اور بصرہ کے قاتلین عثمان سے قصاص کی ابتداء مطلوب تھی

ونبدأ بمن هناك من قتلة عثمان (البدایہ ج ۷ ص ۲۳۰)

☆......حضرت عبداللہ بن عامرؓ بصرہ کے گورنر رہ چکے تھے اور ان کا یہاں اثر تھا چنانچہ بصرہ کی تجویز و تحریک انہوں نے پیش کی تھی (طبری ج ۳ ص ۴۶۹)

☆......بصرہ میں سیدنا حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ کا گہرا اثر تھا اور وہاں لوگ انہیں چاہتے تھے

Scanned with CamScanner

(طبری ج ۳ ص ۴۶۹)

چونکہ مقصد سبائی غنڈوں اور خون آشام فسادیوں سے حضرت عثمان غنیؓ کے خون کا بدلہ لینا تھا نہ کہ حضرت علی مرتضیٰؓ کے اقتدار سے تصادم مقصود تھا لہٰذا مدینہ کی بجائے بصرہ کا رخ کیا گیا جہاں حضرت عثمان غنیؓ کے قاتلین کی بڑی تعداد موجود تھی اور یہ مرکز خلافت سے دور دراز مسافت پر تھا (عادلانہ دفاع ص ۳۱۹)

اس دوارن حضرت علی مرتضیٰؓ کو یہ خطرناک اطلاع دی گئی کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی قیادت میں ایک لشکر مدینہ منورہ پر حملہ کے ارادہ سے آرہا ہے چنانچہ آپ نے ان کا راستہ روکنے کے لئے شام کے بجائے کوفہ اور پھر بصرہ جانے کا فیصلہ کیا

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ جب بصرہ کے قریب خریبہ پہنچیں تو آپ نے وہاں کے سرکردہ لوگوں کو اپنی آمد کے متعلق خط لکھا تو عثمان بن حنیف نے مزید معلومات کے لئے آپ کے پاس دو آدمی بھیجے آپ نے انہیں بتایا کہ وہ اصلاح بین الناس اور حضرت عثمانؓ کے خون کے سلسلے میں آئی ہیں کیونکہ انہیں حرمت والے مہینے اور حرمت والے شہر میں ظلما شہید کیا گیا ہے اور وہ لوگ وہاں اس طرح قبضہ جما کر بیٹھ گئے ہیں کہ جس سے وہاں کے لوگ پریشان ہیں اور ان میں اتنی قدرت نہیں کہ ان کا مقابلہ کر سکیں اور اپنے آپ کو ان سے بچا سکیں اور آپ نے پھر یہ آیت تلاوت کی

لاخیر فی کثیر من نجواهم إلا من أمر بصدقة أو معروف أو إصلاح بین الناس ومن یفعل ذلك ابتغاء مرضات الله فسوف نوتیه أجرا عظیما (پ ۵ النساء ۱۱۴)

(ترجمہ) کچھ اچھے نہیں ان کے مشورے مگر جو کوئی کہ کہے صدقہ کرنے کو یا

Scanned with CamScanner

نیک کام کویا صلح کرانے کو لوگوں میں اور جو کوئی یہ کام اللہ کی خوشی کے لئے کرے تو ہم اس کو بڑا ثواب دیں گے۔(طبری ج ۳ ص ۴۷۳)

حضرت عائشہؓ سے حضرت علیؓ کے قاصد قعقاع بن عمر نے بصرہ آنے کا مقصد پوچھا تو آپ نے ان سے بھی یہی بات کہی

ای بنی اصلاح بین الناس (طبری ج ۵ ص ۵۲۰)

جنگ جمل کے ختم ہونے کے بعد جب حضرت علیؓ نے خود حضرت عائشہؓ سے یہ بات پوچھی تو آپ نے انہیں بھی یہی کہا تھا

وللك ما أردت إلا الاصلاح (شذرات الذهب ج ۱ ص ۴۲)

ابن جریر طبری (۳۱۰ھ) لکھتے ہیں

فان عائشة لم تقاتل ولم تخرج لقتال وانما خرجت لقصد الاصلاح بين المسلمين وظنت أن في خروجها مصلحة للمسلمين (ج ۴ ص ۳۱۶)

عثمان بن حنیف کے دونوں قاصد پھر حضرت طلحہؓ سے ملے اور ان سے بھی یہ بات پوچھی انہوں نے بھی یہی جواب دیا تو ان دونوں نے کہا کہ آپ نے تو حضرت علیؓ کی بیعت کی تھی آپ نے کہا جی ہاں کی تھی لیکن تلوار میری گردن پر تھی اور حضرت علیؓ ہمارے اور قاتلین عثمان کے درمیان نہ آئیں تو میں کبھی حضرت علیؓ کی مخالفت میں نہ آؤں گا (طبری ج ۳ ص ۴۷۴) پھر وہ دونوں حضرت زبیرؓ کے پاس گئے تو انہوں نے بھی یہی جواب دیا

حضرت زبیرؓ سے کسی نے پوچھا کہ یہ سب کیا ہے؟ تو آپ نے کہا کہ امیر المؤمنین حضرت عثمانؓ کو بلا عذر اور ناحق شہید کر دیا گیا اس نے پوچھا کس نے انہیں قتل کیا؟ آپ نے فرمایا

Scanned with CamScanner

الغوغا من الامصار ونزاع القبائل وظاهرهم الاعراب والعبيد قال فتريدون ماذا ؟ قال ننهض الناس فيدرك بهذا الدم لئلا يبطل فان في إبطاله توهين سلطان الله بيننا ابدا اذا لم يعظم الناس عن امثالهم لم يبق إمام الاقتلة هذا الضرب (طبری ج ۳ ص ۴۷۸)

(بصرہ کوفہ مصر جیسے) شہروں کے گھٹیا فسادی غنڈوں اور قبائل کے اجنبی لوگوں نے اور ان کی مدد کی دیہاتیوں اور غلاموں نے۔ اس نے پوچھا آپ کیا چاہتے ہیں ؟ حضرت زبیرؓ نے فرمایا ہم لوگوں کو اس بات کے لئے تیار کر رہے ہیں اس خون کا بدلہ لیا جا سکے اور یہ خون ضائع نہ ہو جائے کیونکہ اس کے بلا قصاص جانے سے اہل اسلام میں ہمیشہ سلطان و خلیفہ کی توہین ہوتی رہے گی جب لوگوں کو اس نوعیت کے اقدام سے نہ روکا جائے گا تو پھر ہر امام اور خلیفہ وقت اسی طرح قتل کیا جاتا رہے گا (عادلانہ دفاع ص ۳۲۱ طبری ج ۳ ص ۴۷۸)

عثمان بن حنیفؓ کے دونوں قاصد نے واپس آکر ان کے جوابات سنائے اور کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ اب یہ معاملہ جنگ میں تبدیل ہوگا (اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ام المؤمنین اور حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کا نکلنا جنگ کے لئے نہ تھا اس مہم نے جنگ کی صورت بعد میں اختیار کی) عثمان بن حنیفؓ نے انا للہ پڑھا اور اس بارے میں حضرت عمران بن حصینؓ سے مشورہ چاہا انہوں نے کہا کہ الگ ہو جائیے میں اپنے گھر میں بیٹھا ہوا ہوں ان کے جانے کے بعد عثمان بن حنیفؓ نے کہا کہ جب تک امیر المؤمنین نہیں آتے میں ان کو روکے رکھتا ہوں تاہم آپ نے لوگوں کو جنگ کی تیاری کے لئے کہا جب لوگ ایک جگہ جمع ہو گئے تو پھر ان کے درمیان اس بات پر بحث چھڑ گئی کہ ام المؤمنینؓ کے ساتھ سب لوگ بصرہ

Scanned with CamScanner

کیوں آئے ہیں ایک گروہ کہنے لگا کہ جب ہم نے حضرت عثمانؓ کو قتل نہیں کیا تو وہ ہمارے پاس کیوں آئے جبکہ ان میں سے بعض لوگوں نے کہا کہ یہ ہم سے مقابلہ کرنے نہیں بلکہ قاتلین عثمانؓ کے خلاف مدد مانگنے آئے ہیں جس شخص نے یہ بات کہی تھی اس پر کچھ لوگوں نے پتھر پھینکے اس سے عثمان بن حنیفؓ کو معلوم ہوا کہ بصرہ میں قاتلین عثمان موجود ہیں اور ان کے حامی بھی یہاں پائے جاتے ہیں

فعلم عثمان بن حنیف ان لقتلة عثمان بالبصرة انصارا (البدایہ ج ۷ ص ۲۳۲)

عثمان بن حنیفؓ اپنے لوگوں کو لے کر المربد نامی جگہ پہنچے دوسرا فریق بھی یہیں موجود تھا دونوں فریق اپنے اپنے لوگوں کو اپنی آمد کے اغراض ومقاصد بتا رہے تھے حضرت ام المؤمنین حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ نے لوگوں کو بتایا کہ وہ اصلاح بین الناس اور خون عثمان کے سلسلے میں یہاں آئے ہیں پھر دونوں فریق کے درمیان جب بات بڑھی تو معاملہ عوامی سطح پر ایک دوسرے کو برا بھلا کہنے اور پتھروں تک پہنچ گیا تاہم لوگوں نے معاملہ ٹھنڈا کرالیا مگر کچھ لوگ حضرت عائشہؓ کی طرف حملہ کرنے کے ارادہ سے بڑھے اور حکیم بن جبلہ (جو قاتلین عثمان میں سے ایک تھا وھو أحد من باشر قتل عثمان (البدایہ ج ۷ ص ۲۳۳) ھو أحد الرؤوس الذین خرجوا علی عثمان (سیر اعلام النبلاء ج ۲ ص ۶۳۸) نے جلتی پر تیل ڈال دیا اور لڑائی شروع کر دی شام تک یہ جنگ جاری رہی دوسرے دن بھی شام تک یہ معرکہ چلتا رہا اور کئی لوگ اس جنگ میں جان سے ہاتھ دھو بیٹھے یہ وہی حکیم بن جبلہ تھا جس نے ایک موقع پر رات کے وقت حضرت عائشہؓ پر چھپ کر حملہ کرنے کا منصوبہ بنایا اور وہ آپ کی دہلیز تک پہنچ چکا تھا مگر اس کا راز فاش ہو گیا حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ نے کوفہ کے امراء کے نام جو خط لکھا تھا آپ نے اس میں اس واقعہ کا ذکر کیا

Scanned with CamScanner

ہے (دیکھئے سیرت عائشہ ص ۱۳۸ از علامہ سید سلیمان ندویؒ)

(نوٹ) حکیم ابن جبلہ نہ صرف یہ کہ قاتلین عثمان میں سے ایک تھا بلکہ اس نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ کے خلاف نہایت نازیبا زبان بھی استعمال کی تھی اور جو شخص بھی اسے اس قسم کی زبان استعمال کرنے سے روکتا یہ اسے نیزہ مار کر قتل کر دیتا تھا اس نے ایک مرد اور ایک عورت کو اسی گستاخی سے روکنے پر قتل کر ڈالا تھا

جعل حكيم لا يمر برجل أو إمراة ينكر عليه أن يسب عائشة إلا قتله

(طبری ج ۵ ص ۴۹۵ ۔ ج ۳ ص ۴۷۹ اردو)

حضرت عثمانؓ پر جن بلوائیوں نے منبر نبوی پر پتھراؤ کیا تھا یہ شخص ان میں شامل تھا اسی نے حضرت عثمانؓ کے خلاف خط کی جھوٹی سازش تیار کی تھی اور جنگ کی آگ بھڑکانے میں بھی اس کا کردار مخفی نہیں (دیکھئے طبری ج ۲ ص ۴۸۳ ۔ البدایہ ج ۷ ص ۲۲۲ ۔ عادلانہ دفاع ص ۳۳۰)

بہر حال جب معاملہ طول پکڑ گیا تو انہوں نے جنگ بندی کے لئے یہ شرط پیش کی کہ وہ اہل مدینہ سے پوچھیں گے کہ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ نے حضرت علیؓ کی بیعت مجبوراً کی تھی یا خوشی سے؟ اگر انہوں نے مجبوراً کی تھی تو عثمان بن حنیفؓ بصرہ چھوڑ کر چلے جائیں گے اور اگر انہوں نے خوشی سے کی تھی تو یہ دونوں اپنی جماعت لے کر یہاں سے چلے جائیں گے پھر اس پر ایک عہد نامہ بھی تحریر کیا گیا (طبری ج ۳ ص ۴۸۰) چنانچہ قاضی کعب بن ثور اس کام کے لئے مدینہ گئے اور جمعہ کے دن مجمع عام میں انہوں نے یہ بات پوچھی مجمع خاموش رہا کسی نے کوئی جواب نہ دیا اتنے میں حضرت اسامہ بن زیدؓ کھڑے ہوئے اور کہا کہ انہوں نے بیعت مجبوری میں کی تھی...... بل كانا مكرهين فثار اليه

Scanned with CamScanner

بعض الناس فأرادو ضربه (طبری ج ۳ ص ۴۸۱ البدایہ ج ۷ ص ۲۳۳) اس پر کچھ لوگوں نے آپ کو مارنا چاہا مگر حضرت ابوایوبؓ اور حضرت صہیبؓ نے ان کی حفاظت کی اور انہیں مجمع سے باہر نکال کر لے گئے اور کہا کہ آپ خاموش رہتے تو اچھا ہوتا انہوں نے کہا کہ مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ معاملہ یہاں تک آجائے گا اس دوران حضرت علیؓ نے عثمان ابن حنیفؓ کو لکھا کہ ہم نے ان دونوں کو جبرا اپنے گروہ میں شامل نہ کیا تھا البتہ جماعت اور فضل میں شامل ہونے پر مجبور کیا تھا کہ اس سے افتراق اور جماعت بندی نہ ہو اگر یہ دونوں ہم سے علیحدہ ہونا چاہتے ہیں تو اب ان کے لئے کوئی عذر نہیں ہے

إنهما لم يكرها على فرقة وقد أكرها على جماعة وفضل فان كان يريدان الخلع فلا عذر لهما (البدایہ ج ۷ ص ۲۳۳)

خدا کی قسم ان دونوں کو کسی فرقہ بندی پر مجبور نہیں کیا گیا تھا ایک نیک کام کی خاطر زبردستی کی گئی تھی اگر یہ دونوں بیعت توڑنا چاہتے ہیں تو میرے پاس اس کا کوئی علاج نہیں اگر وہ کسی اور بات کے طلبگار ہیں تو ہم اس پر غور و خوض کریں گے (طبری ج ۳ ص ۴۸۱)

بعد ازاں معاملہ اور آگے بڑھا تو حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کے لوگوں نے فریق ثانی پر قابو پالیا اور اس طرح وہ بصرہ پر قابض ہو گئے دوسری طرف قاتلین عثمان حکیم بن جبلہ کی قیادت میں مقابلہ کے لئے سامنے آئے دوران جنگ ایک شخص نے حکیم کی ٹانگ پر اس زور سے حملہ کیا کہ وہ کٹ گئی اور اس نے بھی حملہ آور کو پکڑ کر قتل کر دیا مگر پھر حکیم بھی مارا گیا حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ اس موقع پر مرنے والوں میں تقریباً ستر کے قریب قاتلین عثمان کے ساتھی موجود تھے ان کے قتل سے حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کی جماعت کا رعب

Scanned with CamScanner

اہل بصرہ پر پڑااور پھر انہوں نے بصرہ ان کے حوالے کر دیا

مات حكيم قتيلا هو ونحو من سبعين من قتلة عثمان وأنصارهم أهل المدينة (البدایہ ج ۷ ص ۲۳۴)

اس پر ایک شخص نے آواز لگائی کہ تو نے اور تمہارے ساتھیوں نے امام مظلوم کے خلاف طرح طرح کے الزامات لگائے تھے اور اس طرح تم نے مسلمانوں کی جماعت سے علیحدگی اختیار کی اور تم لوگوں نے مسلمانوں کا خون بہاکر خوب دنیا کمائی اب تم اللہ کے دردناک عذاب کا مزہ چکھو اور تم ان جہنمیوں کے پاس پہنچ جاؤ جہاں تم جانے کے مستحق ہو اس جنگ میں ذریح اور اس کے ساتھی بھی مارے گئے اور حرقوص بن زہیر اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ساتھ میدان سے بھاگ گیا اور اس نے اپنی قوم میں جاکر پناہ لے لی (طبری ج ۳ ص ۴۸۶)

☆......حضرت علی مرتضیٰؓ بصرہ کے سفر پر

حضرت علی مرتضیٰؓ شام جانے کے لئے تیار تھے کہ انہیں معلوم ہوا کہ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ بصرہ جارہے ہیں تو انہوں نے لوگوں کو بصرہ جانے کی ترغیب دی تاکہ ان کا راستہ روکا جائے مگر اہل مدینہ اس بات کے لئے تیار نہ ہوئے امام شعبی کا بیان ہے کہ آپ کے ساتھ صرف چھ بدری صحابہ تھے بعض مؤرخین نے ان کی تعداد چار بتائی ہے ابن جریر طبری نے بھی چار نام لکھے ہیں البتہ آپ کے ساتھ ایک بڑی تعداد ان لوگوں کی تھی جو کوفہ اور بصرہ کے تھے اور وہی اس وقت آپ کے ساتھ نکلے......وخرج معه نشط من

Scanned with CamScanner

الكوفيين والبصريين متخففين فی سبع مائة رجل (طبری ج ۳ ص ۴۷۳) آپ کے ساتھ سات سو کوفی اور بصری جلدی سے نکلے۔

حضرت علی مرتضیٰؓ بصرہ جانے لگے تو حضرت عبداللہ بن سلامؓ آپ کے پاس آئے اور آپ کے گھوڑے کی لگام پکڑ کر کہا کہ اے امیر المؤمنین آپ مدینہ سے نہ جائیں خدا کی قسم اگر آپ یہاں سے چلے گئے تو یہاں کا معاملہ بہت بگڑ جائے گا اور آپ پھر ادھر کبھی نہ آئیں گے

يا أمير المؤمنين لاتخرج منها فو الله لئن خرجت منها لايعود سلطان المسلمين إليها أبداً (طبری ج ۵ ص ۱۷۰)

اس پر بصری اور کوفی لوگوں نے حضرت عبداللہ بن سلامؓ کو برا کہا اور ساتھ ہی کہا کہ حضرت علیؓ اجازت دیں تو ہم انہیں مارڈالیں حضرت علیؓ نے فرمایا انہیں کچھ نہ کہو یہ حضور ﷺ کے صحابی ہیں اور اچھے آدمی ہیں إن عبدالله بن سلام رجل صالح (مسند ابی یعلی ج ۱ ص ۳۸۱ طبری ج ۳ ص ۴۶۶) حضرت ابوایوب انصاریؓ نے بھی آپ کو مدینہ منورہ نہ چھوڑنے کی درخواست کی مگر آپ نے ان کا مشورہ قبول نہ کیا

آپ نے اپنے بیٹے حضرت امام حسنؓ سے اس بارے میں مشورہ کیا تو انہوں نے عرض کیا کہ آپ مدینہ منورہ چھوڑ کر کہیں نہ جائیں یہ دار الہجرت ہے اور آپ سے قبل تینوں خلفاء کرام کبھی اس شہر کو اس طرح چھوڑ کر نہ گئے تھے مگر آپ نے ان کا یہ مشورہ قبول نہ کیا

علامہ جلال الدین محمد بن اسعد دوانیؒ (۹۲۸ھ) لکھتے ہیں

فاستشار بالحسن للخروج ورائها فأشار إليه أن لا يخرج قال له إن المدينة دار الهجرة والخلفاء قبلك لم يفارقوها فاستقام أمرهم فلم

یقبل شورہ (الحج الباھرۃ ۱۲۴)

☆.....ایک سوال اور اس کا جواب

حضرت علی مرتضیٰؓ کے مخالفین (خارجی لوگ) آپ پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ آپ نے مدینہ منورہ جیسے باعظمت مقام کو چھوڑ کر اچھا نہ کیا آپ پہلے حکمراں ہیں جنہوں نے اسلام کی پہلی مرکزیت چھوڑی اور مدینہ کے بجائے کوفہ کو ترجیح دی؟

الجواب

استاذالمحترم حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب مدظلہ العالی اس کے جواب میں لکھتے ہیں

صورت حال یہ نہیں ہے آپ کا مدینہ چھوڑنا اس لئے نہ تھا کہ آپ مدینہ میں رہنا پسند نہ کرتے تھے ایسا ہوتا تو حضرت حسنؓ نے خلافت جب حضرت معاویہؓ کے سپرد کی تو وہ پھر مدینہ منورہ آکر سکونت اختیار نہ کرتے

بات یہ ہے کہ حضرت علی مرتضیٰؓ نے ابتداء میں ہی بھانپ لیا تھا کہ حضرت عثمانؓ اس امت کے وہ امام ہیں جن کے قتل پر مسلمانوں میں وحدت نہ رہے گی اور بہت ممکن ہے کہ ان کی آپس میں جنگیں ہوں جواب تک نہ ہوئی تھیں آپ نے اسی خدشہ کے پیش نظر اپنا دارالحکومت مدینہ سے کوفہ منتقل کر لیا مبادا کہ باہمی اختلافات میں کہیں مدینہ منورہ کی حرمت ریزی نہ ہو یہ حرم رسول ہے اسے اسی عزت و آبرو میں رہنا چاہیئے (خلفائے راشدین ج ۲ ص ۴۰۱)

Scanned with CamScanner

حضرت امام حسنؓ نے اپنے والد محترمؓ سے یہ بھی کہا کہ حضرت عثمانؓ کی شہادت پر میں نے
آپ سے کچھ درخواست کی تھی مگر آپ نے میری بات نہیں مانی اللہ نہ کرے آپ کہیں
ضائع ہو جائیں اور لوگ آپ کو شہید کر دیں اور آپ کا کوئی مددگار تک نہ ہو حضرت علیؓ
نے کہا بیٹا میں نے آپ کی کونسی بات نہیں مانی ہے حضرت حسنؓ نے عرض کیا میں نے
حضرت عثمانؓ کی شہادت سے قبل آپ سے کہا تھا کہ آپ مدینہ سے باہر چلے جائیں ایسا نہ
ہو کہ آپ یہاں رہیں اور کوئی بات کرنے والا بات کرے یعنی وہ خوامخواہ آپ پر خون عثمان
کا الزام دھر دیں (۲) اور میں نے آپ کو یہ مشورہ دیا تھا کہ آپ اس وقت تک لوگوں سے
بیعت نہ لیں جب تک تمام شہروں کے باشندے آپ کی طرف اپنی بیعت نہ بھیجیں (۳)
اور میں نے آپ سے کہا تھا کہ جب ایک خاتون اور دو مرد باہر نکلیں تو آپ گھر میں بیٹھ
تاکہ وہ صلح کرلیں مگر آپ نے میری باتوں کی طرف توجہ نہ دی

الم آمرك قبل مقتل عثمان أن تخرج منها لئلا يقتل وأنت بها فيقول قائل أو يتحدث متحدث ألم آمرك أن لا تبايع الناس بعد قتل عثمان حتى يبعث إليك أهل كل مصر بيعتهم وأمرتك حين خرجت هذه المرأة وهذا الرجلان أن تجلس في بيتك حتى يصطلحوا فعصيتني في ذلك كله (البدایہ ج ۷ ص ۲۳۵)

حضرت علیؓ نے حضرت حسنؓ سے فرمایا کہ تمہارا یہ کہنا کہ میں شہادت عثمان سے قبل باہر
چلا جاتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان لوگوں نے جس طرح حضرت عثمانؓ کا گھیراؤ کیا تھا اسی
طرح انہوں نے میرا بھی گھیراؤ کر رکھا تھا

لقد أحيط بنا كما أحيط به (ایضاً۔ طبری ج ۳ ص ۴۶۷)

Scanned with CamScanner

شیعہ مؤرخ احمد بن داؤد دینوری (۲۸۲ھ) نے بھی آپ کی یہ بات الاخبار الطوال میں نقل کی ہے
وقد كان الناس أحاطوا بي كما أحاطوا بعثمان (دیکھئے ص ۱۴۶)

حضرت علی مرتضیٰؓ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ کوفہ تشریف لائے اور جب آپ کو حضرت طلحؓ اور حضرت زبیرؓ کے بارے میں خبر ملی تو آپ نے دعا کی کہ اے اللہ جس آزمائش سے تو نے ان دونوں کو دوچار کیا ہے مجھے اس سے بچائے رکھنا۔ انہی دنوں ایک شخص نے ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کے بارے میں کچھ نازیبا کلمات کہے تو حضرت عمار بن یاسرؓ سے نہ رہا گیا آپ نے اس بدبخت سے کہا

اسكت مقبوحا منبوحا والله انها لزوجة رسول الله ﷺ فى الدنيا والآخرة ولكنها مما ابتليتم (البدایہ ج ۷ ص ۲۳۷) والله انها لزوجة نبيكم ﷺ فى الدنيا والاخرة ولكن الله ابتلاكم ليعلم اياه تطيعون أم هي (صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۰۵۲) وانها والله زوجة محمد ﷺ فى الدنيا والآخرة (المصنف لابن أبی شیبہ ج ۷ ص ۵۳۷)

اے وہ شخص جو بھلائی سے دور ہے چپ ہو جا اللہ کی قسم وہ دنیا اور آخرت میں رسول اللہ ﷺ کی زوجہ ہیں لیکن اللہ نے ان کے ذریعہ تمہاری آزمائش کی ہے

ایک مرتبہ حضور ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ کیا تو اس پر خوش نہیں کہ تو دنیا اور آخرت میں میری زوجہ ہو حضرت عائشہؓ نے کہا کیوں نہیں خدا میں تو بہت خوش ہوں حضور ﷺ نے فرمایا أنت زوجتي فى الدنيا والاخرة (مستدرک حاکم ج ۴ ص ۱۰)

حضرت علی مرتضیٰؓ نے اشتر نخعی کی قیادت میں کچھ لوگ کوفہ بھیجے اور حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو اپنے عہدہ سے معزول کر دیا نیز ایک جماعت بصرہ جانے کے لئے تیار ہوئی جس

Scanned with CamScanner

میں تقریبا دس سے بارہ ہزار لوگ تھے حضرت علیؓ نے ان سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اے کوفہ کے لوگو تم نے عجمی بادشاہوں سے مقابلہ کیا ہے اور ان کی فوج کو شکست دی ہے میں نے تم کو اس لئے بلایا ہے کہ اپنے بصری بھائیوں کے پاس جائیں اگر وہ ہماری بات مان لیتے ہیں تو یہی ہمارا مقصود ہے اگر وہ نہ مانیں تو بھی ہم نرمی سے یہ معاملہ حل کرنا چاہیں گے حتی کہ اگر وہ ہمارے ساتھ کوئی زیادتی کریں تب بھی ہم بات نہیں بڑھائیں گے اور ممکنہ حد تک فتنہ اور جنگ سے بچیں گے

حضرت علی مرتضیٰؓ اپنی فوج کے ساتھ بصرہ پہنچے تو آپ نے قعقاع کو حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کے پاس بھیجا کہ ان دونوں کو اتحاد کی دعوت دیں اور ان سے کہیں کہ مسائل کو بات چیت کے ذریعہ حل کیا جائے جناب قعقاع پہلے ام المؤمنین حضرت عائشہؓ سے ملے بعد ازاں حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کے پاس گئے اور ان سب نے صلح کے ساتھ معاملہ حل کرنے پر زور دیا البتہ یہ سوال اپنی جگہ برقرار رہا کہ صلح کس بات پر ہوگی؟ انہوں نے کہا کہ صلح قاتلین عثمان پر ہوگی قعقاع نے کہا کہ تم لوگوں نے بصرہ میں قاتلین عثمان کو ٹھکانے لگا دیا ہے اس کی وجہ سے ان کے اور بھی بہت سے ساتھی تم سے ناراض ہیں جہاں تک حضرت علیؓ کا معاملہ ہے تو وہ قتل عثمان کا معاملہ اس لئے مؤخر کئے ہوئے ہیں کہ آپ قاتلین عثمان پر قابو پالیں تو پھر یہ معاملہ آسان ہو جائے گا قعقاع نے انہیں بتایا کہ اگر خدانخواستہ صلح صفائی نہ ہوئی تو بہت سے لوگ لڑائی کے لئے تیار ہیں اس لئے بہتر ہے کہ معاملہ ٹھنڈا کیا جائے اور آپ لوگ حضرت علیؓ کی بیعت کرلیں یہ بھلائی اور رحمت کی علامت سمجھی جائے گی اور اگر ایسا نہ ہوا تو پھر یہ سب کے لئے برا ہوگا آپس میں لڑائیاں

ہوں گی اور اس کا نقصان دونوں فریق کو ہو گا بلا شبہ جو ہو چکا ہے وہ چھوٹی بات نہیں ہے اور یہ ایسا نہیں ہے جیسے کوئی ایک شخص دوسرے کو قتل کر دیتا ہے یا ایک جماعت ایک شخص کو قتل کر دیتی ہے یعنی حضرت عثمان کا شہید کر دیا جانا کوئی معمولی حادثہ نہیں ہے

حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ نے یہ سن کر کہا کہ آپ نے اچھی بات کہی ہے آپ واپس جائیں اور جب حضرت علیؓ آجائیں اور ان کی رائے بھی آپ کی طرح ہوئی تو یہ اب معاملہ آسانی سے حل ہو جائے گا جب یہ بات حضرت علیؓ کو بتائی گئی تو آپ اس سے بہت خوش ہوئے مگر آپ کی جماعت میں کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو اس صلح سے خوش نہ تھے حضرت علیؓ نے کھڑے ہو کر ایک خطبہ ارشاد فرمایا جس میں دور جاہلیت کی لڑائیاں اور دورِ اسلام کے اتحاد و اتفاق کو بیان فرمایا اور کہا

> اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ان کے نبی کے بعد حضرت ابوبکرؓ پر متفق کر دیا ان کے بعد حضرت عمرؓ پر ان کے بعد حضرت عثمانؓ پر پھر یہ واقعہ پیش آیا جس نے امت پر زیادتی کی ان لوگوں نے اس سے دنیا چاہی اور اللہ نے اس پر جو انعام فرمایا اور فضیلت عطا فرمائی اس سے حسد کیا اور اس نے اس کی باتوں سے اعراض کیا ان کا مقصد یہ تھا کہ اسلام کو ختم کر کے اسلام سے پہلے والے حالات پیدا کر دئے جائیں

پھر آپ نے فرمایا

> ألا إني مرتحل غدا فارتحلوا ولا يرتحل معي أحد أعان على قتل عثمان بشئي من أمور الناس (طبری ج ۵ ص ۵۲۵ البدایہ ج ۷ ص ۲۳۹)
> آگاہ رہو میں کل یہاں سے جا رہا ہوں تم سب بھی کوچ کرو اور ہمارے ساتھ

Scanned with CamScanner

کوئی ایسا شخص نہ چلے جس نے حضرت عثمانؓ کے قتل میں کسی طرح کا بھی کوئی

حصہ لیا ہے اور ایسے لوگ مجھ سے الگ ہو جائیں (طبری ج ۳ ص ۵۱۱)

آپ کی یہ بات سن کر اشتر نخعی عبداللہ بن سبا سالم بن ثعلبہ شریح بن اوفی غلاب بن ہیثم جو اب تک آپ کے ساتھ تھے اور آپ کی محبت کے نعرے لگاتے تھے الگ ہو گئے ان کے ساتھ اور ڈھائی ہزار لوگ شامل ہو گئے الگ ہونے والوں میں ایک بھی صحابی رسول نہ تھا

وليس فيهم صحابي وللهِ الحمد (البدایہ ج ۷ ص ۲۳۹) اشتر نخعی نے اپنے لوگوں سے کہا کہ تمہیں یہ معلوم ہے کہ طلحہؓ اور زبیر کا ہمارے متعلق کیا خیال ہے مگر ہمیں اب تک حضرت علیؓ کے خیالات کا پتہ نہیں چلا ہے اگر علیؓ ان لوگوں کے ساتھ صلح کرتے ہیں تو ہمیں اپنی موت کے لئے تیار رہنا چاہیئے اگر ایسا ہوا تو ہم علیؓ کو بھی عثمانؓ کے پاس ہی پہنچ دیں گے

فان كان الامر هكذا ألحقنا عليا بعثمان (البدایہ ج ۷ ص ۲۳۹)

اور اس سے جو فتنہ پیدا ہو گا وہ بالکل ہماری مرضی کے عین مطابق ہو گا اور ہم سکون سے زندگی گزار سکیں گے (طبری ج ۳ ص ۵۱۱)

عبداللہ بن سبا نے کہا کہ تمہاری یہ رائے بری ہے اگر ہم نے انہیں قتل کر دیا تو پھر ہم بھی نہیں بچیں گے اے گروہ قاتلین عثمان۔ ہم تعداد میں ان سے نصف ہیں اس لئے ہم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے وہ صرف تم سے بدلہ لینا چاہتے ہیں غلاب نے کہا کہ ہم انہیں چھوڑ کر کہیں دور چلے جائیں تاکہ محفوظ ہو جائیں عبداللہ بن سبا نے کہا ایسا نہ کرنا لوگ تمہیں پکڑ لیں گے اس لئے میری بات سنو جب یہ لوگ آپس میں مل جل کر رہیں اور کسی بات پر معاملہ گرم ہونے لگے تو تم انہیں مزید بھڑکا دینا انہیں اکٹھا نہ ہونے دینا اس طرح ہی تم

Scanned with CamScanner

محفوظ رہو گے یوں طلحہ اور زبیر جو چاہتے ہیں کہ معاملہ صلح صفائی کے ساتھ طے ہو جائے اس میں وہ ناکام ہو جائیں گے اور وہ یوں پھر جنگ میں الجھ جائیں گے ابن سبانے ان سے کہا

جب کل دونوں جماعتیں ملیں تو جنگ چھیڑ دینا اور جب تم علی کے ساتھ ہو گے تو انہیں کوئی شخص نہ ملے گا جس کے ذریعہ جنگ رکوا سکے اس طرح علی طلحہ اور زبیر جو صلح کرنا چاہتے ہیں اور وہ تمہاری منشاء کے خلاف ہے اللہ انہیں ایک اور مصیبت میں مبتلا کر دیں گے (طبری ج ۳ ص ۵۱۳)

چنانچہ سب نے عبداللہ بن سبا کی رائے پسند کی اور یہ لوگ اپنی اپنی جگہ چلے گئے یہ پروگرام خفیہ رکھا گیا تاکہ بات پھیل نہ جائے

حضرت علی مرتضیٰؓ بصرہ آئے تاکہ معاملہ صلح صفائی سے حل کیا جائے اوھر سے حضرت طلحؓ اور حضرت زبیرؓ بھی باہر نکلے ایک شخص نے حضرت زبیرؓ سے کہا کہ اچھا ہو تا کہ آپ ایک بڑی فوج پہلے روانہ کر دیتے اور معاملہ وہیں نمٹا دیتے حضرت زبیرؓ نے فرمایا کہ

ان لوگوں نے صلح کا پیغام دیا ہے اور یہ اختلاف نیا حادثہ ہے جو اس سے پہلے پیش نہیں آیا تھا یہ ایک ایسا کام ہے کہ اگر کوئی شخص بلاوجہ اور بلا دلیل کرے گا تو روز قیامت اللہ تعالیٰ اس کا کوئی عذر قبول نہ فرمائیں گے جب حضرت علیؓ نے صلح کا پیغام بھیجا ہے تو ہمیں جنگ نہیں کرنی چاہیئے اور یہ درست نہیں ہے مجھے امید ہے کہ آج صلح کی تکمیل بھی ہو جائے گی تمہیں خوشی منانی چاہیئے اور صبر کا مظاہرہ کرنا چاہیئے (طبری ج ۳ ص ۵۱۳)

چنانچہ حضرت علیؓ نے انہیں پیغام بھیجا کہ جس بات پر جناب قعقاع سے آپ لوگوں کی بات ہوئی ہے اگر آپ لوگ اس پر قائم ہیں تو ہم بات چیت شروع کریں حضرت علی مرتضیٰؓ کو

Scanned with CamScanner

پیغام ملا کہ ہم اس پر اب تک قائم ہیں اس سے دونوں طرف کے لوگوں کو سکون ہوا کہ اب معاملہ پر سکون طریقے سے اپنے انجام کو پہنچ جائے گا چنانچہ شام کے وقت حضرت علیؓ نے بات چیت کے لئے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو ان کے پاس بھیجا اور ادھر سے محمد بن طلحہ حضرت علیؓ کے پاس آئے اور بتایا کہ ہمارا مقصد صرف قاتلین عثمان سے قصاص لینا ہے اس سے حضرت علی مرتضیٰؓ کو بھی اختلاف نہ تھا اس پر دونوں فریق کے دردمند حضرات کو اطمینان ہوا اور انہوں نے سکون کے ساتھ یہ رات گزاری حتیٰ کہ اختلافات کی ابتداء سے اب تک ایسی پر سکون رات کسی کو نصیب نہیں ہوئی تھی (طبری ج ۳ ص ۵۲۳)
حافظ ابن کثیرؒ (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں کہ

وبات الناس بخير ليلة وبات قتلة عثمان بشر ليلة (البدایہ ج ۷ ص ۲۴۰)

جو لوگ صلح کے خواہاں تھے ان سب نے یہ رات اچھی گزاری جبکہ قاتلین عثمان نے یہ رات بہت بری گزاری

کیونکہ وہ اس صلح سے خوش نہ تھے انہیں اس صلح میں اپنی موت نظر آرہی تھی وہ رات بھر آپس میں مشورہ کرتے رہے کہ کس طرح اس صلح کو سبوتاژ کیا جائے انہوں نے طے کیا کہ علی الصبح جنگ بھڑکا دیں یہ لوگ دوڈھائی ہزار کے قریب تھے علامہ ابن خلدونؒ (۸۰۸ھ) لکھتے ہیں

حضرت علیؓ کو جب پتہ چلا کہ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ صلح کے لئے تیار ہیں تو آپ بہت خوش ہوئے اور اس سے پہلے اہل بصرہ بھی آپ کے پاس آئے وہ بھی اس صلح سے راضی تھے چنانچہ حضرت علیؓ نے خطبہ ارشاد فرمایا اور

Scanned with CamScanner

دوسرے دن کوچ کرنے کا حکم دیا.......... اشتر نخعی کہنے لگا کہ بخدا ان کا مشورہ ہمارے بارے میں ایک ہی ہے کہ ان کی صلح سے ہمارا خون ہوگا تو طلحہ کو عثمان کے پاس پہنچادیں تاکہ لوگ ہم پر خاموشی سے راضی ہو جائیں...... عبداللہ بن سبا نے کہا تمہاری کامیابی کا انحصار اس میں ہے کہ لوگوں میں گھل مل کر رہو اور کل جب یہ لوگ ملیں تو ان میں جنگ چھیڑ دو پھر وہ لوگ جنگ سے نہ بچ پائیں گے وہ اس جنگ میں مبتلا ہو کر رہیں گے چنانچہ وہ اس رائے پر متفق ہو گئے (مقدمہ ابن خلدون ج ۲ ص ۱۰۷)

چنانچہ سبائیوں نے علی الصبح تلواریں لے کر لوگوں پر حملہ کر دیا اور یہ شور مچادیا کہ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کے لوگوں نے ہم پر حملہ کر دیا ہے اور ہم پر شب خون مارا ہے حضرت علیؓ کو جب اس بات کی اطلاع ملی تو آپ نے پوچھا یہ سب کیا ہے انہوں نے کہا کہ یہ اہل بصرہؓ کا حملہ ہے اس طرح ان سازشی گروپ نے آپس میں جنگ شروع کرادی اور ان میں سے کسی کو بھی پتہ نہ چل پایا کہ اصل بات کیا تھی عبداللہ بن سبا اور اس کے ساتھی دونوں طرف کے لوگوں کے قتل میں لگے ہوئے تھے اور حضرت علیؓ کا منادی پکار پکار کر کہہ رہا تھا اے لوگو باز آجاؤ باز آجاؤ مگر کسی نے ان کی بات نہ سنی اور لڑائی کا بازار گرم رہا

حضرت علی مرتضیٰؓ نے جب دیکھا کہ اس لڑائی میں بہت سی جانیں جا رہی ہیں تو آپ نے انا للہ پڑھا اور اپنے بیٹے حضرت حسنؓ کو گلے سے لگالیا اور فرمایا بیٹا اس کے بعد اب کس خیر کی امید کی جاسکتی ہے؟ أي خير يرجى بعد هذا (البدایہ ج ۷ ص ۲۴۱)

کہا جاتا ہے کہ اس دوران حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ کا آمنا سامنا ہوا تو حضرت علی مرتضیٰؓ نے انہیں اپنے بارے میں حضور ﷺ کی حدیث سنائی حضرت طلحہؓ بھی وہیں تھے چنانچہ

Scanned with CamScanner

حضرت علی مرتضیٰ کی باتوں کا ان دونوں پر بڑا اثر ہوا اور یہ دونوں جنگ بند کر کے واپس لوٹ آئے حضرت زبیرؓ سے کسی نے پوچھا کہ کیا ہوا ہے آپ نے کہا کہ مجھے حضرت علیؓ نے ایک حدیث سنائی ہے جو ان کے اور میرے بارے میں تھی جو انہوں نے مجھے یاد دلادی اس لئے اب میں اس جنگ سے کنارہ کش ہو گیا ہوں اور یہ کہہ کر آپ لوٹ گئے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا مقصد شروع دن سے جنگ نہ تھا اگر آپ کا مقصد ہی حضرت علیؓ سے جنگ کرنا ہوتا تو آپ کبھی وہاں سے نہ لوٹتے اور یہ بات معلوم ہے کہ خود ان حضرات نے اپنے سفر کا مقصد اصلاح بتایا تھا

حضرت زبیر ایک وادی میں آرام کے لئے تھوڑی دیر ٹھہرے اور سو گئے انہیں معلوم نہ تھا کہ عمرو بن جرموز نامی ایک شخص بہت دیر سے آپ کا پیچھا کر رہا تھا چنانچہ اس نے آپ کو سوتا ہوا پایا اور وہیں آپ کو شہید کر دیا۔ فرضی اللہ تعالی عنه وأرضاه

حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ میدان میں تھے کہ ان کو کسی نے تیر مارا اس سے آپ کا پاؤں گھوڑے میں پھنس گیا جس سے گھوڑا تیزی کے ساتھ بھاگا آپ کا غلام آپ کے پیچھے پیچھے بھاگا اور آپ کو اس سے نکالا مگر زیادہ خون نکل جانے کی وجہ سے آپ انتہائی کمزور ہو گئے آپ کے غلام نے آپ کو اپنے پیچھے سواری پر بٹھایا اور واپس لے آیا مگر خون کے زیادہ نکل جانے کی وجہ سے آپ جانبر نہ ہو سکے اور اسی زخم میں آپ کی وفات ہو گئی اور بصرہ میں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔ فرضی اللہ تعالی عنہ

ام المؤمنین حضرت عائشہؓ قریب ہی اپنے ہودج میں تھیں ابن سبا اور اس کے کارندے دونوں طرف کے لوگوں کو قتل کرنے میں مصروف تھے ان میں سے ایک شخص نے دیکھا کہ کعب بن ثور قرآن اٹھائے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ لوگو میں تمہیں اللہ کی کتاب کی طرف

Scanned with CamScanner

بلاتا ہوں اور اس میں جو احکام ہیں ان پر عمل کی دعوت دیتا ہوں اس کی طرف آجاؤ تو کسی نے انہیں تیر مار کر قتل کر دیا یہ لوگ ام المؤمنین کی طرف بھی تیر چلاتے تھے تاہم آپ کے پاس دفاع کے لئے لوگ موجود تھے ام المؤمنین نے ان سے کہا کہ اللہ کو یاد رکھو اور یوم الحساب کی فکر کرو اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو مگر سبائی کارندے باز نہ آئے جب انہوں نے کعب بن ثور کو شہید کیا تو آپ نے ہاتھ اٹھا کر قاتلین عثمان کے لئے بد دعا فرمائی جس پر لوگوں نے زور سے آمین کہی یہ آواز حضرت علیؓ کے کانوں تک پہنچی تو آپ نے پوچھا کہ کیا بات ہے جب انہیں بتایا گیا تو پھر آپ نے بھی دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا اے اللہ جہاں جہاں عثمان کے قاتل ہیں ان پر لعنت فرما۔ فقال علی و أنا ألعن قتلة عثمان فی السھل والجبل (سنن سعید بن منصور ج ۲ ص ۳۳۶)

مگر لڑائی کسی طرح رکنے کا نام نہ لیتی تھی لوگ مر کٹ رہے تھے اور قاتلین عثمان دونوں طرف کے لوگوں کو نشانہ بنائے ہوئے تھے یہ پورا گروہ صرف اس بات میں مصروف تھا کہ دونوں فریق صلح نہ کر پائیں اور دونوں طرف کے لوگ مارے جاتے رہیں چنانچہ جنگ کی آگ بھڑکتی رہی دونوں طرف تیر برسائے جا رہے تھے حتی کہ بات حضرت ام المؤمنین تک پہنچ گئی لوگ آپ کے ارد گرد آگئے اور انہوں نے آپ کا گھیراؤ کر لیا جن لوگوں نے اونٹ کی مہار تھام رکھی تھی انہوں نے آپ کی حفاظت میں کوئی کمی نہ کی سبائی گروہ چاہتا تھا کہ ہر صورت حضرت ام المؤمنینؓ کو نقصان پہنچایا جائے قبل اس کے کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوں بجیر بن دلجہ نے اونٹ کی ٹانگوں پر تلوار مار کر اسے بیٹھ جانے پر مجبور کر دیا ایک روایت میں ہے کہ اس کا حکم حضرت علیؓ نے دیا تھا تا کہ حضرت ام المؤمنین کو نقصان نہ پہنچے اور اونٹ آسانی سے بیٹھ جائے کیونکہ اس وقت آپ اکیلی تیر اندازوں کے نشانہ پر

Scanned with CamScanner

تھیں اور تمام سبائی تیر اندازوں کا رخ آپ کی طرف تھا اور جب تک اونٹ کھڑا رہتا جنگ جاری رہتی اور آپ کو نقصان پہنچنے کا شدید اندیشہ تھا

لایزال الحرب قائما مادام هذا الجمل واقفا (ایضاج ۷ ص ۲۴۳)

جیسے ہی اونٹ نیچے بیٹھا جنگ کا پانسہ پلٹ گیا اور یہ جنگ اپنے انجام کو جا پہنچی حضرت علی نے حکم دیا کہ کسی بھاگنے والے کو تیر نہ مارا جائے نہ کسی کا تعاقب کیا جائے اور نہ ہی لوگ دوسروں کے گھروں میں داخل ہوں آپ نے حکم دیا کہ ام المؤمنین کا ہودج درمیان سے اٹھائیں اور اسے ایک خیمہ میں لگادیں بعد ازاں حضرت علی مرتضیٰؓ آپ کے پاس تشریف لائے آپ کو سلام کیا آپ کی خیریت دریافت کی اس دوران اعین بن ضبیعہ مجاشعی آپ کے خیمہ میں داخل ہو گیا اور اس نے ام المؤمنین کے بارے میں نازیبا کلمات کہے حضرت ام المؤمنینؓ نے اس پر بددعا کرتے ہوئے کہا

هتك الله سترك وقطع يدك وابدى عورتك (ایضا)

اللہ تیری پردہ دری کرے اور تیرے ہاتھ پیر کو کاٹے اور تیری قابل شرم جگہ کو کھول دے

آپ کی یہ بددعا اس کے حق میں قبول ہوئی وہ کچھ ہی دنوں میں بصرہ میں قتل ہو گیا اس کا سامان چھین لیا گیا اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا اور پھر اسے جنگل میں برہنہ حالت میں پھینک دیا گیا

فقتل بالبصرة وسلب وقطعت يده ورمى عريانا فى خربة من خرابات الازد (البدایہ ج ۷ ص ۲۴۵ طبری ج ۳ ص ۵۴۵)

حضرت علیؓ مرتضیٰ جنگ کے خاتمہ پر میدان میں پھرتے رہے مقتولین کے پاس گزرتے ہوئے جس کو پہچانتے اس کے لئے دعا فرماتے اور کہتے کہ مجھ پر یہ بات بڑی گراں گزر رہی

Scanned with CamScanner

ہے کہ میں انہیں قتل ہوتا دیکھوں حضرت علیؓ نے دونوں طرف کے مقتولین کی نماز جنازہ بھی ادا کی تھی (طبری ج ۳ ص ۵۴۹)

حضرت علیؓ جب مقتولین کے پاس سے گزرے تو آپ نے محمد بن طلحہؓ کی میت بھی دیکھی آپ نے انا للہ پڑھا پھر فرمایا خدا یہ بہت نیک تھے آپ وہاں بیٹھ گئے آپ پر شدید غم کی کیفیت تھی آپ نے تمام مقتولین کے لئے دعائے رحمت و مغفرت کی جب آپ واپس لوٹے تو عورتوں کو روتے ہوئے دیکھا یہ خواتین اپنے بچوں کے غم میں رو رہی تھیں حضرت عثمان غنی حضرت طلحہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہم کا نام لے کر ان کے لئے دعا کر رہی تھیں آپ نے ان سے کہا مجھے امید ہے کہ ہم ان لوگوں میں سے ہونگے جن کے بارے میں اللہ نے فرمایا ہے

ونزعنا مافی صدورهم من غل إخوانا علی سرر متقبلین لا یمسهم فیها نصب وماهم منها بمخرجین (پ ۱۴ الحجر ۸۔۹)

(ترجمہ) اور نکال دی ہم نے جو ان کے دلوں میں تھی خفگی...... بھائی ہو گئے تختوں پر بیٹھے آمنے سامنے نہ پہنچے ان کو وہاں کچھ تکلیف اور نہ ان کو وہاں سے کوئی نکالے

پھر فرمایا اگر اس کا مصداق ہم نہ ہوں گے تو اور کون ہوگا آپ بار بار یہ الفاظ دہراتے رہے حتی کہ حاضرین نے چاہا کہ اب آپ خاموش ہو جائیں

ثم قال ومن هم إن لم نكن ومن هم إن لم نكن يردد ذلك حتى وددت انه سكت (المصنف لابن ابی شیبہ ج ۷ ص ۵۳۹)

ایک اور موقع پر آپ نے یہ فرمایا

نزلت في ثلاثة من احياء العرب في بني هاشم وبني تيم وبنيُ عدي

في وفي أبي بكر وعمر. رواه ابن مردويه (موسوعة آثار الصحابة ج ۲ ص

۲۴۶)

قرآن کی یہ آیت عرب کے تین قبائل بنی ہاشم بنی تیم بنی عدی کے

بارے میں اتری یعنی میرے اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے بارے میں

اتری ہے

آپ نے میدان جنگ سے ملنے والی چیزوں کو بصرہ کی مسجد میں جمع کرنے کا حکم دیا اور کہا کہ جس کی جو چیز ہے وہ پہچان کر اسے لے جاسکتا ہے بعض لوگوں نے پوچھا کہ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کی چیزیں ہم تقسیم کردیں؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ اس پر عبداللہ ابن سبا پارٹی نے آپ کے خلاف آواز اٹھائی اور کہا کہ آپ نے ان کے ساتھ لڑائی تو حلال کردی اور ان کے مالوں اور عورتوں کو ہمارے لئے حلال نہیں کیا یہ کیا ماجرا ہے جب حضرت علی مرتضیٰؓ کو یہ بات معلوم ہوئی آپ نے فرمایا

أيكم يحب أن تصير أم المؤمنين في سهمه (البدایہ ج ۷ ص ۲۴۵)

تم میں کون ہے جو یہ چاہتا ہے کہ حضرت ام المؤمنینؓ کو مال غنیمت شمار کیا

جائے اور وہ اس کے حصہ میں آئے

سبائیوں کے پاس اس کا کوئی جواب نہ تھا

حضرت عبداللہ بن عباسؓ جب خوارج کے ساتھ مناظرہ کرنے گئے تو خوارج نے حضرت علیؓ پر جو اعتراضات کئے ان میں سے ایک یہ بھی تھا کہ آپ حضرت عائشہؓ کی جماعت سے لڑے مگر ان کا مال غنیمت نہیں دیا تو حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے ان سے کہا کہ اللہ تعالیٰ

Scanned with CamScanner

نے قرآن میں پیغمبر کی ازواج کو تمہاری مائیں کہا ہے وازواجہ امھاتھم (پ ۲۱ ۱۱۱ حزاب آیت ۶) اگر تم سمجھتے ہو کہ وہ تمہاری ماں نہیں تو تم نے یقیناً کفر کیا اور اگر تم سمجھتے ہو کہ وہ تمہاری ماں ہیں تو کیا تمہارے لئے جائز ہے کہ تم انہیں مال غنیمت سمجھ کر حاصل کرو؟ تم دونوں جانب سے گمراہی پر ہو حضرت ام المؤمنین کو مؤمنوں کی ماں نہ مانو تو کافر ہو اور ماں مانو اور انہیں مال غنیمت سمجھو تو یہ بھی بڑی گمراہی ہے۔

فان زعمتم أنها ليست بأمكم فقد كفرتم وإن زعتم أنها أمكم فما حل سبا ها (ریاض ج ۳ ص ۲۲۷ سیر اعلام النبلاء ج ۲ ص ۲۳۸)

علامہ ابن حجر مکیؒ (۹۷۳ھ) لکھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے خوارج کے ساتھ مناظرہ کرنے کے دوران کہا کہ کیا تم اپنی ماں (حضرت عائشہ) کو قیدی بنانا چاہتے ہو کیا تم اس سے وہ چیز حلال کرنا چاہتے ہو جو دوسروں سے حلال ہوتی ہے اگر تم نے ایسا کیا تو تم کافر ہو گے اور اگر تم نے کہا کہ وہ ہماری ماں نہیں ہیں تو اس کہنے سے تم کافر ہو گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں انہیں مؤمنین کی ماں کہا ہے سو تم دو گمراہیوں کے درمیان کھڑے ہو ان میں سے جو چاہو گمراہی اپنالو اور اپنے آپ کو صفِ اسلام سے علیحدہ کرلو آپ نے کہا

وأما قولكم انه قتل ولم يسب ولم يغنم أتسبون أمكم أى عائشة فانها القائمة بوقعة الجمل والداعية اليها أم تستحلوا منها مايستحل من غيرها ؟ لئن فعلتم لقد كفرتم وان قلتم ليست أمنا فقد كفرتم قال الله تعالى النبى أولى بالمؤمنين من أنفسهم وأزواجه أمهاتهم وأنتم بين ضلالتين فاختاروا أيهما شئتم (تطہیر الجنان ص ۳۶)

شیعہ عالم محمد بن علی بن شہر آشوب (۵۸۸ھ) لکھتا ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا

Scanned with CamScanner

افتسبون أمكم عائشة ثم تستحلون منها ما يستحل من غيرها فلئن
فعلتم لقد كفرتم وهي أمكم وان قلتم ليست بأمنا فقد كذبتم لقوله
وازواجه امهاتهم (مناقب آل ابی طالب ج ۲ ص ۱۴۰ ایران)

کیا تم اپنی ماں عائشہ کو گالی دیتے ہو پھر تم ان کے متعلق وہ چیز حلال سمجھتے ہو جو دوسری عورتوں کے بارے میں حلال جانتے ہو اگر تم نے ایسا کیا تو تم یقیناً کافر ہو گئے اس لئے کہ وہ تمہاری ماں ہیں اور اگر تم کہو کہ وہ تمہاری ماں نہیں تو تم جھوٹ بولتے ہو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پیغمبر کی ازواج مؤمنوں کی مائیں ہیں

آپ کے اس اعلان عام سے سب پر خاموشی چھاگئی اور کسی میں ہمت نہ ہوئی کہ وہ آپ کو اس کا جواب دے سکے حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے اس بیان سے یہ بات واضح ہو گئی کہ جو لوگ حضرت عائشہ صدیقہؓ پر زبان درازی کے مرتکب ہیں اور آپ کو برا سمجھتے اور آپ کے بارے میں زبان دراز کرتے ہیں ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے اور وہ قرآن کریم کی آیت کی تکذیب کے مجرم ہیں اور ایسے مجرم دائرہ اسلام سے باہر ہیں۔ حضرت ام المؤمنینؓ پھر بصرہ تشریف لائیں حضرت علی مرتضیٰؓ سب کاموں سے فارغ ہو کر آپ کی خدمت میں تشریف لائے اور کہا ام المؤمنین آپ کیسی ہیں حضرت عائشہؓ نے کہا الحمد للہ عافیت سے ہوں حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اللہ آپ کی مغفرت فرمائیں حضرت عائشہؓ نے فرمایا اللہ تمہاری بھی مغفرت کرے (طبری ج ۳ ص ۵۴۵) یہاں کچھ عورتوں نے اپنے بچوں کے قتل پر آپ سے شکوہ بھی کیا مگر آپ خاموشی کے ساتھ ان کی بات سنتے رہے آپ ابھی وہیں تھے کہ ایک شخص نے آپ سے کہا کہ باہر دو آدمی حضرت ام المؤمنینؓ کو گالی دے رہے ہیں آپ نے جناب قعقاع سے فرمایا کہ انہیں پکڑو اور دونوں کو برہنہ

Scanned with CamScanner

کر کے سو سو کوڑے لگاؤ۔

فامر علی القعقاع بن عمرو ان یجلد کل واحد منهما مائة وان

یخرجهما من ثیابهما (البدایہ ج ۷ ص ۲۴۶)

ابن جریر طبری لکھتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے پوچھا کہ کیا ان دونوں نے حضرت عائشہؓ کی شان میں گستاخی کی ہے؟ اس نے کہا جی ہاں آپ نے پوچھا کہ انہوں نے کیا کہا ہے؟ اس نے بتایا کہ ان میں سے ایک شخص یہ کہہ رہا تھا

جزیت عنا امنا عقوقا ہماری ماں کو نامہربان ہونے کی سزا ملی ہے

جبکہ دوسرا کہہ رہا تھا

یا امنا توبی فقد خطئت اے ہماری ماں آپ توبہ کر لیجئے آپ نے غلطی کی ہے

حضرت علیؓ نے حکم دیا کہ دونوں کو پکڑ کر لے آؤ تا کہ میں انہیں قتل کر دوں پھر آپ نے ان کی سزا میں تخفیف کی اور ان کے کپڑے اتروا کر انہیں سو سو کوڑے لگوائے یہ دونوں قبیلہ ازد سے تعلق رکھتے تھے (طبری ج ۳ ص ۵۵۱)

اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ حضرت علیؓ کے عقیدہ میں حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ کس اونچے مقام اور مرتبہ پر تھیں جب آپ اتنی سی بات برداشت نہ کر سکے کہ کوئی حضرت ام المؤمنینؓ کے بارے میں اس قسم کی بات کہے اور کہنے والا لائق گردن زدنی قرار پائے ورنہ ایسے لوگ سو کوڑے کے مستحق ضرور ہیں تو وہ لوگ جو دن رات منھ پھاڑے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ کے بارے میں انتہائی گستاخانہ الفاظ بولتے ہیں حضرت علیؓ کے عقیدے میں کس بڑے درجہ کے مجرم اور لائق تعزیر ہوں گے؟ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ازواج مطہرات کی گستاخی کے خلاف اہل سنت والجماعت جو تعزیز کا

Scanned with CamScanner

مطالبہ کرتے ہیں وہ حضرت علی مرتضیٰؓ کا اتباع کرتے ہیں اور ان کا یہ مطالبہ آپ کے ار بیان کی روشنی میں صحیح ہے اور اسلامی حکومت کو چاہئیے کہ وہ اس باب میں حضرت علی مرتضیٰؓ کے اس فتوی کو قانونی درجہ میں لائے تاکہ کسی کو ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی عزت سے کھیلنے کی جسارت وجرات نہ ہو

حضرت ام المؤمنین جب بصرہ سے مدینہ جانے لگیں تو حضرت مرتضیٰ نے آپ کے لئے سواری اور زادراہ کا پورا انتظام فرمایا آپ کی حفاظت کے لئے ایک جماعت آپ کے ساتھ بھیجی جب آپ وہاں سے نکلیں تو حضرت علی مرتضیٰؓ بھی وہیں موجود تھے حضرت ام المؤمنینؓ نے ان سب کے لئے دعا کی اور فرمایا

میرے بیٹو ایک دوسرے کو ملامت نہ کرنا خدا کی قسم میرے اور حضرت علی کے درمیان وہی کچھ ہوا جو عورت اور اس کے دیوروں کے درمیان ہوتا ہے اور وہ میری ناراضگی کے باوجود اچھے لوگوں میں سے ہیں حضرت علی مرتضیٰؓ نے کہا کہ آپ نے درست فرمایا ہے اللہ کی قسم میرے اور آپ کے درمیان یہی بات تھی اور آپ دنیا اور آخرت میں ہمارے نبی کی بیوی ہیں یہی بات حضرت عمار بن یاسرؓ نے بھی کہی تھی ۔

صدقت واللہ ماکان بینی وبینھا الا ذاك وانھا لزوجة نبیکم فی الدنیا والاخرۃ وسار معھا مودعا ومشیعا أمیالا (البدایہ ج ۷ ص ۲۴)

حضرت علی مرتضیٰؓ حضرت ام المؤمنینؓ کے احترام اور اکرام کی خاطر خود آپ کو بہت دور تک چھوڑنے آئے اور پھر آپ کو سلام اور الوداع کہتے ہوئے واپس لوٹ گئے تاہم آپ نے اپنے بیٹوں کو حکم دیا کہ وہ ایک دن تک حضرت ام المؤمنین کے ساتھ سفر کریں پھر وہ لوٹ کر آئیں (طبری ج ۳ ص ۵۵۴)

Scanned with CamScanner

ایک شرمناک شیعہ افتراء

☆......

شیعہ کے فخر العلماء نجم الحسن کراروی کا کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے حضرت عائشہ کو بار بار کہلا بھیجا کہ وہ فورا مدینہ چلی جائیں مگر انہوں نے حضرت علیؓ کی ایک نہ سنی تو حضرت علیؓ نے حضرت حسنؓ کو بلایا اور ان سے کہا کہ حضرت عائشہؓ سے جا کر کہو

اگر تم اب جانے میں تاخیر کروگی تو میں تمہیں زوجیت رسول سے طلاق دے دوں گا یہ سن کر وہ مدینہ جانے کے لئے تیار ہو گئیں (چودہ ستارے ص ۱۶۱)

حضرت عائشہ صدیقہ حضور علیہ ﷺ کی اہلیہ مکرمہ ہیں مگر حضرت علیؓ انہیں طلاق کی دھمکی دے رہے ہیں اور حضرت عائشہ اس دھمکی سے اتنی ڈر گئیں کہ وہ فورا مدینہ جانے کے لئے تیار ہو گئیں شیعوں میں اگر کوئی اس سوچ کا ہو تو وہ کہے گا کاش کہ حضرت علی مرتضیٰؓ اس طرح کی دھمکی بہت پہلے دے دیتے تو کم از کم ہزاروں مسلمانوں کا خون بہنے سے بچ جاتا اور حضرت عائشہؓ میدان چھوڑ چھاڑ کر بصرہ سے مدینہ چلی جاتیں بلکہ جب حضرت علی مرتضیٰؓ کو حضرت عائشہ کے بصرہ جانے کا پتہ چلا تھا تو آپ نے اسی وقت طلاق کا یہ ہتھیار کیوں استعمال نہ کیا تاکہ خون خرابہ کی نوبت ہی نہ آتی تلاش بسیار کے باوجود ہمیں کسی مستند کتاب سے یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ حضرت علیؓ کو یہ مسئلہ کس نے بتایا تھا کہ آپ اپنی طرف سے پیغمبر کی ازواج کو طلاق بھی دے سکتے ہیں شیعہ عالم احمد بن علی طبرسی (۵۴۸ھ) نے الاحتجاج میں یہ بات امام مہدی کے ذمہ ڈال دی اور کہا ہے کہ امام مہدی نے بچپنے میں ایک سوال کے جواب میں اس بات کا انکشاف کیا تھا کہ پیغمبرؑ نے اپنے بعد حضرت علی کو اس کا اختیار دیا تھا کہ وہ آپ کی ازواج میں سے جس کو چاہیں باقی رکھیں اور جسے چاہیں طلاق دے

Scanned with CamScanner

دیں چنانچہ پھر آپ نے حضرت عائشہ کو طلاق دے کر ازواج رسول کی فہرست سے نکال باہر کیا تھا (لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم) تاہم یہ سوال اپنی جگہ بر قرار ہے کہ حضرت علی مرتضٰی کو یہ مسئلہ اتنی دیر بعد کیوں یاد آیا۔ مفسر قرآن شہاب الدین حضرت علامہ سید محمود آلوسی (۱۲۷۰ھ) نے شیعہ علماء کے اس بے ہودہ عقیدہ کو نہ صرف یہ کہ پرلے درجے کا جھوٹ بتایا بلکہ اسے اللہ تعالی اور اس کے رسول پر افتراء قرار دیا اور فرمایا کہ جن کو اللہ نے ذرا بھی ہوش و عقل سے نوازا ہے وہ اس قسم کی بے ہودہ اور جاہلانہ باتوں کو کبھی قبول نہیں کر سکتا آپ نے لکھا

هذا لعمری من السفاهة والوقاحة والجسارة على الله تعالى ورسوله ﷺ بمكان وبطلانه أظهر من أن يخفى وركاكة ألفاظه تنادى على كذبه بأعلى صوت ولا أظنه قولا مرضيا عند من له أدنى عقل منهم فلعن الله تعالى من اختلقه وكذا من يعتقده (روح المعانی ج ۱۱ص ۱۵۰)

حضرت علی مرتضیٰؓ نے حضرت ام المؤمنینؓ کو مدینہ منورہ تک پہنچانے کے لئے جو فوج بھیجی تھی آپ نے اس میں کچھ عورتوں کو مردانہ لباس میں ملبوس کیا تھا حضرت علی مرتضیٰ کو معلوم تھا کہ حضرت ام المؤمنینؓ کو اگر صرف مردوں کے ساتھ روانہ کیا جائے گا تو آپ بہت پریشان ہوں گی گو آپ کے بھائی آپ کے ساتھ تھے تاہم آپ نے عورتوں کی ایک فوج بھی ساتھ بھیجی تھی یہ بات خود شیعہ علماء نے بھی تسلیم کی ہے شیعہ مؤرخ علی بن حسین مسعودی (۳۴۶ھ) لکھتے ہیں

حضرت علی نے جنگ جمل کے بعد حضرت عائشہ کے ہمراہ ان کے بھائی اور تیس مرد اور

بیس دینار عورتیں بھیجیں وہ عورتیں عبد قیس اور ہمدان کے قبیلہ سے تھیں ان میں بیس عورتوں کو آپ کی ہدایت کے مطابق پگڑیاں پہنائی گئیں اور تلواروں سے انہیں مسلح کیا گیا اور انہیں تاکید کی گئی کہ وہ اپنے آپ کو حضرت عائشہ پر ظاہر نہ کریں اور مردوں کی طرح اپنے منہ پر کپڑا لپیٹے رکھیں اور آپ کی خدمت میں کوئی کمی نہ کریں انہیں سواری سے اتارنا اور بٹھانا بھی تمہارے ذمہ ہوگا جب حضرت عائشہؓ مدینہ پہنچیں تو لوگوں نے آپ کے سفر کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ میرا یہ سفر خیریت سے گزرا پھر کہا

واللہ لقد أعطی علی بن أبی طالب فاکثر ولکنه بعث معی رجالا أنکرتهم فعرفها النسوة أمرهن فسجدت وقالت ما ازددت واللہ یا بن أبی طالب الا کراما (مروج الذھب ج ۲ ص ۳۷۰)

خدا کی قسم علی بن ابی طالب نے بہت اچھا سلوک کیا لیکن ایک بات یہ ہوئی کہ انہوں نے اس سفر میں میرے ساتھ ناواقف مردوں کو بھیجا اس پر ان عورتوں نے اپنی شناخت ظاہر کی تو حضرت عائشہ نے سجدہ شکر ادا کیا اور کہا خدا کی قسم علی بن ابی طالب نے میرا بہت اکرام کیا ہے

محمد بن خاوند شاہ شیعی (۹۰۳ھ) لکھتے ہیں

چوں آں نسواں مرد نزول وارتحال بمددگارے می نمودند عائشہ ازیں معنی ملول و دل تنگ شدہ می گفت کہ علی حرمت رسول اللہ را نگاہ داشتہ و مرا بملازمت ایں طائفہ مبتلا و محتاج ساخت وچوں در مدینہ بلباس أصل خود در آمدند صدیقہ از امیر المؤمنین علی راضی وزبان بحمدت وثنا شاہ مرداں وشیر یزداں بکشاد (تاریخ روضۃ الصفاء ج ۲ ص ۴۸۹)

Scanned with CamScanner

جب وہ (مردانہ لباس میں ملبوس) عورتیں آپ کو سواری سے اترنے اور چڑھنے میں مدد کرتیں تو حضرت عائشہ اس سے کچھ پریشان اور تنگ دل ہوتیں اور فرماتیں کہ حضرت علی نے حرمت رسول کا خیال رکھنے میں تو کوئی کوتاہی نہ کی لیکن مجھے مردوں کے اس گروہ کا محتاج بنا کر رکھ دیا جب مدینہ پہنچ کر وہ عورتیں اپنے اصلی لباس میں آئیں تو حضرت عائشہ حضرت علی سے بہت خوش ہوئیں اور آپ کی تعریف فرمائی

اس جنگ میں (جو اپنی اساس میں تو جنگ نہ تھی لیکن قاتلین عثمان کے ہم نواؤں کی مفسد پردازی سے جنگ بنادی گئی) مجموعی طور پر دس ہزار کے قریب لوگ جان سے گئے تھے حضرت علیؓ نے جب لڑائی کی شدت کا منظر دیکھا تو اپنے بیٹے حضرت حسنؓ نے کہا کہ

لیت اباك مات قبل هذا اليوم منذ عشرين سنة (البدایہ ج ۷ ص ۲۴۱ المصنف لابن ابی شیبہ ج ۷ ص ۵۴۴)

اے حسن کاش تیرا باپ آج سے بیس سال قبل فوت ہو چکا ہوتا

سیدنا حضرت حسنؓ نے اس کے جواب میں فرمایا

يا أبت كنت نهيتك عن هذا فقال علي ما كنت أظن أن الامر سيصل إلى هذا الحد وماطعم الحياة بعد هذا وأى خير يرجى بعد هذا (البدایہ ج ۷ ص ۲۴۱)

ابا جان میں آپ کو اس سے روکا کرتا تھا آپ نے کہا بیٹا مجھے معلوم نہ تھا کہ بات اتنی دور تک پہنچ جائے گی۔

اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ آپ غیب نہ جانتے تھے اور شیعوں نے آپ کی طرف جو غیب دانی

Scanned with CamScanner

کی نہیں کر رکھی ہیں سب غلط ہیں

حضرت ام المؤمنینؓ کو بھی عمر بھر اس واقعہ پر افسوس تھا آپ فرماتی تھیں کہ اے کاش میں درخت ہوتی اے کاش کہ میں پتھر ہوتی اے کاش کہ میں مٹی ہوتی اے کاش کہ میں نیست ونابود ہوتی (طبقات ج ۸ ص ۵۹) آپ نے بھی حضرت علی مرتضیٰؓ کی طرح یہ بات فرمائی کہ کاش میں آج سے بیس سال قبل مر چکی ہوتی (طبری ج ۳ ص ۵۴۸) ایک مرتبہ فرمایا کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ معاملہ یہاں تک پہنچ جائے گا تو میں کبھی یہ قدم نہ اٹھاتی

لم أحسب أن يكون بين الناس قتال ولو علمت ذلك لم اقف ذلك الموقف ابدا (المغازی للزھری ص ۱۵۴)

حضرت مروان بن حکم بھی اس واقعہ میں موجود تھے آپ اس دن کے بارے میں حضرت علیؓ کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے میدان سے بھاگنے والوں کے بارے میں کہا کہ ان کو کوئی ہاتھ لگائے نہ کوئی ان کے قتل میں جلدی کرے آپ نے اعلان کر لیا کہ جس نے اپنے گھر کا دروازہ بند کر لیا اسے امن ہے جس نے اپنے ہتھیار پھینک دئے اس کو بھی امن ہے چنانچہ میں ایک مکان میں داخل ہو گیا پھر میں نے حضرت حسنؓ حضرت حسینؓ حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کو کسی کی معرفت یہ پیغام بھیجا کہ وہ حضرت علیؓ سے ان کے بارے میں بات کریں چنانچہ انہوں نے حضرت علیؓ سے بات کی تو آپ نے فرمایا کہ وہ جہاں جانا چاہے جا سکتا ہے اسے امن حاصل ہے حضرت مروان کہتے ہیں کہ میرے دل نے گوارا نہ کیا کہ میں کہیں اور چلا جاؤں چنانچہ میں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی

قال هو آمن فليتوجه حيث شاء فقلت لا والله ما نطيب نفسي حتى

Scanned with CamScanner

ابایعه فبایعته ثم قال اذهب حیث شئت (سنن سعید بن منصور ج ۲ ص ۳۳۸)

اس تفصیل سے یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ جنگ جمل کا یہ حادثہ فاجعہ قاتلین عثمان کی بھڑکائی ہوئی ایک آگ تھی جس نے دونوں طرف کے ہزاروں لوگوں کی جانیں لیں قاتلین عثمان نے یہ آگ کیوں بھڑکائی؟ محض اس لئے کہ اگر دونوں فریق ایک ہو جائیں تو وہ جان سے جاتے ہیں اور وہ حضرت عثمان کے قتل کے جرم میں پکڑے جاتے ہیں ان کے بچاؤ کی واحد صورت یہی تھی کہ دونوں فریق کسی بات پر متحد نہ ہو سکیں بار بار صلح کی آواز اٹھی اور اور دونوں فریق صلح کے قریب پہنچے بھی اور دونوں کی خواہش بھی تھی کہ یہ آگ کسی طرح بجھ جائے مگر ابن سبا اور اس کے کارندے کسی نہ کسی طرح اس آگ کو پھر سے بھڑکا دیتے اور انجام کار معاملہ ہزاروں جانوں کی تباہی کی صورت میں سامنے آیا

حضرت امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاویؒ (۳۲۱ھ) لکھتے ہیں

فجرت فتنة الجمل على غير اختيار من علي ولا من طلحة والزبير وإنما أثارها المفسدون بغير اختيار السابقين (شرح عقیدہ طحاویہ ص ۴۸۳)

مفسر قرآن حضرت امام محمد بن احمد قرطبیؒ (۶۷۱ھ) لکھتے ہیں

جنگ جمل کسی ارادے کے ساتھ وقوع پذیر نہیں ہوئی تھی یہ اچانک بن گئی تھی جس میں دونوں فریق نے اپنے دفاع کو ضروری جانا اور دونوں اپنی اپنی رضامندی سے الگ الگ تھے اس حال میں حضرت عثمان کے قاتلین نے اپنے بارے میں خوف محسوس کیا کہ کہیں وہ گرفتار نہ ہو جائیں چنانچہ وہ آپس میں جمع

Scanned with CamScanner

ہوئے اور مختلف رائے کے بعد اس پر اتفاق کیا کہ وہ دو گروہ ہو جائیں اور دونوں طرف کے لشکر میں داخل ہو کر لڑائی شروع کر دی جائے اور تیر اندازی کا آغاز کیا جائے حضرت علی کے لشکر میں موجود گروہ یہ شور کرے کہ طلحہ وزبیر نے غداری کی ہے اور ادھر والے یہ شور کریں کہ حضرت علی نے غداری کی ہے چنانچہ اس طرح ان کی تدبیر کارگر ہوئی اور یہ جنگ چھڑ گئی

ویصیح الفریق الذی فی عسکر علیؓ غدر طلحة والزبیر والفریق الذی فی عسکر طلحة والزبیر غدر علی فتم لهم ذلك علی ما دبروه ونشبت الحرب (دیکھئے احکام القرآن ج ۶ ص ۲۰۹)

حضرت علی کے لشکر میں گھسے لوگوں نے شور مچایا کہ طلحہ اور زبیر وعدہ سے پھر گئے ہیں اور حضرت طلحہ اور حضرت زبیر کے لشکر میں موجود لوگوں نے شور مچایا کہ علی نے وعدہ خلافی کی ہے اس طرح ان سازشی لوگوں نے اپنا فریب پورا کیا اور جنگ بھڑک اٹھی

شیعہ مؤرخ محمد بن خاوند شاہ نے اپنی کتاب روضۃ الصفاء میں بھی یہ بات نقل کی ہے (دیکھئے ج ۲ ص ۴۸۵)

شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ حنبلیؒ (۷۲۸ ھ) لکھتے ہیں

فوقع القتال بقصد اهل الفتنة لا بقصد السابقين الاولين (منہاج السنۃ ج ۶ ص ۳۳۹)

آپ ایک اور جگہ لکھتے ہیں

هكذا عامة السابقين ندموا على ما دخلوا فيه من القتال فندم طلحة

Scanned with CamScanner

والزبير وعلى ولم يكن يوم الجمل لهولاء قصد فى الاقتتال ولكن
وقع الاقتتال بغير اختيارهم (منہاج السنۃ ج ۴ ص ۳۱۶)

امام شمس الدین ذہبیؒ (۷۴۸ ھ) نے بھی اسے مفسدین کی سازش اور فتنہ بتایا ہے اور کہا
کہ یہ جنگ اچانک بھڑک اٹھی تھی اور اس میں اوباش قسم کے لوگ شامل تھے

وقع القتال بغتة (المنتقى ص ۴۰۴) جنگ اچانک واقع ہوئی

آپ ایک اور مقام پر لکھتے ہیں

ان الفريقين اصطلحا وليس لعلى ولا لطلحة قصد القتال بل
ليتكلموا فى اجتماع الكلمة فترامى أوباش الطائفتين بالنبل وشبت
نار الحرب وثارت النفوس (تاریخ الاسلام ج ۱ ص ۱۵ سیر اعلام النبلاء
ج ۲ ص ۶۴۰)

جامعہ ازھر کے الاستاذ شیخ عبدالوہاب عبداللطیف الکامل لابن اثیر کے حوالہ سے لکھتے ہیں

فان قتالهم لم يكن مقصودا بل كان نتيجة المكر من قتلة عثمان
الذين كانوا فى عسكر علىٍ خوفا من ان يسلمهم الى أولياء عثمان
فأوقعوا بين الفريقين (مقدمہ صواعق محرقہ ص و)

صحابہ کے درمیان یہ جنگ قصداً نہ تھی یہ درحقیقت قاتلین عثمان کی سازش کا
نتیجہ تھی جو اس وقت حضرت علیؓ لشکر میں گھسے ہوئے تھے انہوں نے اس
خوف کے پیش نظر کہ کہیں وہ حضرت عثمان کے قتل میں پکڑے نہ جائیں اور
انہیں قصاص کے لئے ان کے اولیاء کے حوالہ نہ کر دیا جائے ایک سازش کے
ذریعہ دونوں میں جنگ کی آگ لگا دی

Scanned with CamScanner

شرح عقیدہ طحاویہ میں ہے

فجرت فتنة الجمل على غير اختيارمن علی ولا من طلحة وانما آثارها المفسدون بغير اختيار السابقين (شرح عقیدہ طحاویہ ص ۵۴۶)

علامہ جلال الدین محمد بن اسعد دوانی (۹۲۸ھ) لکھتے ہیں

ووقعت الفتنة بغير قصد أحد منهم (الحجج الباہرۃ ص ۱۲۵)

حاصل یہ کہ جنگ جمل اسلام دشمن گروہ کی ایک بڑی اور گہری سازش کے نتیجہ میں وجود میں آئی دونوں فریق ارادۃ یہاں جنگ کے لئے نہ آئے تھے بات صلح تک جا پہنچی تھی مگر اشرار ابن سبا اور اس کے ساتھی ایک گہری چال چل گئے اور اہل اسلام بڑی آزمائش میں آگئے تاہم یہ جنگ کفر واسلام کی جنگ نہ تھی اگر ایسا ہوتا تو حضرت علی مرتضیٰؓ اپنے مقابل آنے والوں کو کھلے عام کافر کہتے اور دونوں فریق کے مقتولین کی نماز جنازہ نہ پڑھاتے ان کے لئے دعائے رحمت نہ کرتے۔ حضرت علی مرتضیٰؓ فرماتے ہیں کہ یہ جنگ کفر واسلام کی نہیں تھی

انما اقتتلنا على البغي ولم نقتل على التكفير (عقد الفرید ج ۵ ص ۷۴)

امام جعفر اپنے والد امام محمد باقر سے نقل کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت علیؓ کے سامنے ایک شخص نے جنگ جمل کا ذکر چھیڑا اور آپ کے مخالفوں کو کافر کہنے لگا تو حضرت علی مرتضیٰؓ نے اسے روک دیا تھا

أن رجلا ذكر عند علي أصحاب الجمل حتى ذكر الكفر فنهاه علي (المصنف لابن أبي شيبه ج ۷ ص ۵۴۲)

عبداللہ بن محمد کہتے ہیں کہ جب حضرت علی مرتضیٰؓ بصرہ کے مقتولین کے پاس سے

Scanned with CamScanner

گزرے تو آپ نے وہاں کھڑے ہو کر ان کے لئے مغفرت کی دعا کی اس وقت آپ کے
ساتھ حضرت عمار بن یاسرؓ اور محمد بن ابی بکر بھی تھے

مر عليّ على قتلى من أهل البصرة فقال أللهم اغفر لهم
(المصنف لابن أبي شيبه ج ۷ ص ۵۴۴)

فنظر إلى اهل الشام فقال أللهم اغفر لي ولهم (ایضا ص ۵۴۹)

آپ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے اللہ مجھے اور ان سب کو معاف کردے

امام اہل سنت حضرت مولانا عبد الشکور صاحب لکھنویؒ (۱۳۸۱ھ) لکھتے ہیں

تاریخی کتابوں میں جنگ جمل کے واقعات دیکھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ لڑائی دھوکہ میں شروع ہوگئی تھی لڑنے کا ارادہ طرفین میں سے کسی کا بھی نہ تھا پھر اس اتفاقی لڑائی سے ان کی باہمی محبتوں میں کوئی فرق نہ آیا حضرت علی کا حضرت زبیرؓ کے قاتل ابن جرموز کو دوزخ کی بشارت دینا اور یہ کہنا کہ مجھے رسول اللہ نے حکم دیا تھا کہ اے علیؓ زبیر کے قاتل کو دوزخ کی بشارت دینا نیز حضرت علی کا حضرت طلحہ کی لاش مبارک پر پہنچ کر یہ فرمانا کہ اے کاش میں آج سے بیس سال پہلے مر گیا ہوتا اور حضرت طلحہؓ کے ہاتھ کو چومنا اور یہ کہنا کہ یہ وہ ہاتھ ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کے اوپر سے مصائب کو دفع کیا ہے غرضیکہ اس قسم کے بہت سے واقعات ہیں جن سے اچھی طرح واضح ہوتا ہے کہ اس اتفاقی لڑائی نے ان کے باہمی محبتوں میں کوئی خلل نہیں ڈالا سچ یہ ہے کہ ان دو لڑنے والوں میں جو محبت اور الفت تھی آج دو حقیقی بھائیوں میں بھی نہیں مل سکتی

Scanned with CamScanner

جھگڑتے تھے لیکن نہ جھگڑوں میں شر تھا　　خلاف آشتی سے خوش آیند تر تھا

(تفسیر آیت معیت ص ۶ ۷ ا النجم لکھنوج ۴ ان ۲۳ ص ۱۲)

☆...... حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ حضرت علی مرتضیٰؓ کی نظر میں

حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت اور آپ کے قصاص کے معاملہ پر حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ حضرت علی مرتضیٰؓ کے درمیان ایک بڑاا ختلاف ہوااور اس پر جنگ جمل بھی ہوئی مگر حضرت علیؓ نے کبھی اسے کفر واسلام کی جنگ نہیں کہااور اگر کسی نے اسے کفر واسلام کی جنگ کہا تو آپ نے اسے مسترد کر دیا ہم اوپر امام محمد باقرؒ کے حوالہ سے یہ بات نقل کر آئے ہیں حضرت علی مرتضیٰؓ اگر اپنے مخالفین کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے تو آپ انہیں کبھی ہدیہ سلام نہ بھیجتے اور ان کے لئے دعائے رحمت و مغفرت نہ کرتے

امام زین العابدینؒ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھے حضرت علیؓ نے حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کے پاس جمل والے دن بھیجا میں نے ان دونوں سے ملاقات کی اور ان سے کہا

ان أخاكما يقرئكما السلام (المصنف لابن ابی شیبہ ج ۶ ص ۱۹۲)

آپ کے بھائی حضرت علیؓ نے آپ دونوں کو ہدیہ سلام ارسال کیا ہے --

حضرت علیؓ کو معلوم تھا کہ آپ کے مقابل آنے والے کسی بری نیت سے نہیں نکلے وہ نیک نیتی کے ساتھ ایک موقف رکھتے ہیں اور وہ بھی حق وانصاف کی خاطر میدان عمل میں اترے ہیں گو ان کا طریقہ کار درست نہیں ہے اہل کوفہ کے کچھ لوگوں نے حضرت علیؓ

Scanned with CamScanner

سے اس جنگ کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ ہمارا مقصد بھی ان کی اصلاح کرنا ہے
جنگ کرنا مناسب نہیں ہے ہم اس وقت تک ان سے نہ لڑیں گے جب تک کہ وہ جنگ
کریں ہاں اگر انہوں نے جنگ شروع کی تو ہم اس کا دفاع ضرور کریں گے اعور بن
المنقری نے آپ سے پوچھا کہ کیا انہیں بھی اسی طرح کا اجر ملے گا جس طرح ہمیں اجر ملے
گا؟ حضرت علیؓ نے فرمایا ہاں انہیں ضرور ملے گا۔

ابو سلامہ الدالانی نے پوچھا کہ کیا ان لوگوں کے لئے شرعی طور پر یہ دلیل کافی ہے کہ
خون عثمان کا مطالبہ کررہے ہیں اور ان کی نیت اس سے اللہ کی رضامندی ہو حضرت علیؓ
نے فرمایا کہ ہاں۔۔ ابو سلامہ نے کہا آپ نے جو قصاص عثمان میں تاخیر کی ہے کیا آپ کے
لئے یہ جواز کی دلیل بن سکتی ہے؟ حضرت علیؓ نے کہا کہ ہاں کیونکہ جب کسی چیز کی اصل
حقیقت کا علم نہ ہو تو ایسا طریقہ اختیار کرنا جس میں احتیاط کا پہلو غالب ہو ابو سلامہ نے کہا
اگر کل ہمارے اور ان کے درمیان جنگ ہو جائے تو آخرت میں اس کا انجام کیا ہوگا حضرت
علیؓ نے کہا

ہمارا یا ان کا جو شخص بھی مارا جائے گا مجھے امید ہے کہ اللہ تعالی اسے جنت
میں داخل فرمادے گا بشرطیکہ اس کی غرض رضائے الہی ہو

مالک بن حبیب نے بھی کھڑے ہو کر یہی سوال دہرایا تو آپ نے فرمایا کہ

من كان يريد وجه الله منا ومنهم نجا يعنى يوم صفين رواه ابن
عساكر (موسوعۃ آثار الصحابہ ج ۲ ص ۲۳۴)

جس کی غرض وغایت اللہ تعالی کی رضامندی ہو تو یہ اس کی نجات کا ذریعہ ہوگا
(طبری ج ۳ ص ۵۱۵)

Scanned with CamScanner

جس بد بخت نے حضرت زبیرؓ کو سوتے ہوئے قتل کر دیا تھا وہ یہ سوچ کر حضرت علیؓ کے پاس آیا کہ آپ اسے بڑا انعام دیں گے آپ نے اسے اس غلیظ کام پر اپنے قریب آنے کی اجازت نہ دی اور کہا کہ اسے باہر ہی دوزخ کی بشارت دے دو اور آپ نے یہ بات اپنی طرف سے نہیں فرمائی حضور ﷺ کی جانب سے کہی حضور ﷺ نے فرمایا تھا ﴿ بشر قاتل ابن صفیة بالنار ﴾ حضرت صفیہ کے بیٹے زبیرؓ کے قاتل کو جہنم کی خبر دے دو (البدایہ ج ۷ ص ۲۵۰۔ مسند احمد ج ۱ ص ۱۶۴) آپ کا قاتل کہنے لگا کہ

نقتل اعدائكم وتبشروننا بالنار (الاخبار الطّوال ص ۱۴۹ لاحمد بن داؤد الدینوری۔ مروج الذھب ج ۲ ص ۳۶۴ للمسعودی)

جناب والا ہم تو آپ کے دشمنوں کو ختم کریں اور آپ ہمیں جہنم کی بشارتیں دے رہے ہیں

یہ سن کر ابن جرموز نے خودکشی کر لی (تفسیر قرطبیؒ ج ۱۴ ص ۳۲۲)

ابونضرۃ کہتے ہیں کہ جب حضرت زبیرؓ کا قاتل حضرت علیؓ کے پاس آیا اور بتایا کہ اس نے حضرت زبیرؓ کو قتل کر دیا ہے تو آپ نے کہا اے اعرابی میں ایک مرتبہ حضور ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ زبیرؓ کا قاتل جہنم میں جائے گا اے اعرابی تو اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے

فقال (علی) یا أعرابی حدثنی رسول الله ﷺ وأنا إلی جنبه قاعد أن قاتل الزبیر فی النار یاأعرابی تبوأمقعدك فی النار (رواه ابن عساکر ورجاله ثقات وله طرق عن علی.. موسوعة آثار الصحابة ج ۲ ص ۲۵۶)

حضرت علی مرتضیٰؓ نے حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کے بارے میں فرمایا کہ میں نے خود

Scanned with CamScanner

حضور ﷺ کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ طلحہؓ اور زبیرؓ جنت میں ایک دوسرے کے پڑوسی ہوں گے (البدایہ ج ۷ ص ۲۴۹)

حضرت زبیرؓ کی شہادت کے بعد جب ان کے ہتھیار حضرت علیؓ کے پاس لائے گئے تو ان میں ایک تلوار بھی تھی حضرت علی مرتضیٰؓ کی جب اس پر نظر پڑی تو آپ نے کہا

ان هذا السيف طالما فرج به صاحبه الكرب عن وجه رسول الله ﷺ (الاخبار الطوال ص ۱۴۹ مروج الذهب ج ۲ ص ۳۶۴)

یہ وہ تلوار ہے جس کے ذریعہ سے حضرت زبیرؓ نے رسول اللہ ﷺ کی جانب آنے والی بہت سی تکلیفوں کو دور کیا ہے

اما والله لرب كربة وكربه قد فرجها صاحب هذا السيف عن وجه رسول الله ﷺ رواه ابن عساكر (موسوعۃ آثار الصحابۃ ج ۲ ص ۷۹ و ص ۱۵۲)

آپ نے ان کے بارے میں فرمایا

والله ما كان ابن صفية جبانا ولا لئيما (شرح نہج البلاغۃ ج ۱ ص ۷۹ لابن ابی الحدید)

بخدا حضرت زبیر نہ تو بزدل تھے نہ ان پر کسی طرح کا کوئی طعن نہ تھا

طلحہ بن مصرف کہتے ہیں کہ حضرت علی مرتضیٰؓ حضرت طلحہؓ کی شہادت پر بہت غمزدہ تھے آپ ان کی میت کے پاس آئے ان کے چہرے پر لگی ہوئی مٹی صاف کی اور اپنے بیٹے حضرت حسنؓ سے فرمایا کہ کاش کہ میں یہ منظر دیکھنے سے پہلے ہی مر چکا ہوتا إني وددت أني مت قبل هذا (المصنف لابن أبي شيبه ج ۷ ص ۵۳۹) اور آپ انہیں یاد کر کے

رہا کرتے تھے یبکون علی طلحة والزبیرؓ (المصنف لابن ابی شیبہ ج ۷ ص ۵۳۶)

حضرت زبیر بن عوامؓ اور حضرت طلحہؓ کے تفصیلی حالات کے لئے راقم الحروف کی کتاب (الحطہ فی تراجم الستة) پڑھیے۔

حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ نے بھی کبھی یہ نہیں کہا کہ یہ لڑائی کفر واسلام یا حق باطل کی تھی آپ نے بھی وہی بات فرمائی جو حضرت علیؓ نے فرمائی تھی جب آپ کے سامنے دونوں طرف کے لوگوں کی موت کا ذکر آتا تو آپ فرماتی کہ اللہ ان پر رحم کرے ان سے کسی نے پوچھا کہ اللہ ان پر کیسے رحم کرے گا؟ آپ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ فلاں جنت میں جائے گا فلاں جنت میں جائے گا حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ مجھے امید ہے کہ جس کا دل ان لوگوں کی طرف سے صاف ہوگا اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائیں گے۔

حضرت علی مرتضیٰؓ کے دل میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ کا احترام جنگ جمل کے بعد بھی وہی تھا جو اس جنگ سے پہلے تھا آپ انہیں دنیا و آخرت میں حضور ﷺ کی زوجہ مبارکہ ہی سمجھتے تھے اور ان کے بارے میں ذرا بھی بے ادبی پسند نہ کرتے تھے حضرت علیؓ فرماتے ہیں ولها بعد حرمتها الاولى (نہج البلاغة ص ۴۰۸ خ ۱۵۴) اس جنگ کے بعد بھی ام المؤمنینؓ کی حرمت وعظمت اسی طرح باقی ہے جیسے پہلے تھی اس میں سر مو فرق نہیں آیا اور آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ حضرت علی مرتضیٰ نے ان دو آدمیوں کو برہنہ کر کے سو کوڑے مارنے کا حکم دیا تھا جنہوں نے ام المؤمنینؓ کے بارے میں کچھ نازیبا کلمات کہے تھے اور یہ بات بہت بعد کی نہیں عین جنگ جمل کے اختتام پر ہوئی تھی۔

جو لوگ ان واقعات سے حضرت علی مرتضیٰؓ کے مقابل آنے والوں کو دائرہ اسلام سے

Scanned with CamScanner

خارج قرار دیتے ہیں اور کھلے عام انہیں کافر کہتے نہیں شرماتے انہیں کم از کم حضرت علی مرتضیٰؓ کی بات تو مان لینی چاہیئے کہ آپ نے انہیں کبھی دائرہ اسلام سے خارج نہیں کہا حتی کہ جنگ کے بعد آپ نے فریق ثانی کے کسی شخص کو کوئی سزا تک نہ دی تھی اور نہ ان کا سامان لینے کی کسی کو اجازت تھی علامہ ابن حجر مکی (۹۷۳ھ) لکھتے ہیں

أنهم معذورون في إجتهادهم الحامل لهم على قتال وأنهم كانوا مخطئين فيه ولو اقتضى قتالهم هذا إثما عليهم ونقصا في رتبتهم لعاقبهم عليّ عليه بعد انقضاء القتال وليس الامر كذلك بل لم يتعرض بعد القتال لأحد من مقاتليه بوجه من الوجوه بل قابلهم بغاية الحلم والاحسان ونهاية السلم والامتنان (تطهیر الجنان واللسان ص ۳۶)

وہ لوگ اپنے اجتہاد کی بناء پر اس بارے میں معذور ہیں اور وہ اس میں غلطی پر تھے اگر یہ جنگ ان کا گناہ اور ان کے مرنے میں کسی نقص کا باعث ہوتی تو حضرت علیؓ جنگ کے بعد انہیں ضرور سزا دیتے حالانکہ آپ نے کسی کو سزا نہیں دی بلکہ آپ نے فریق ثانی کے کسی شخص سے کسی وجہ سے بھی کوئی تعرض نہ کیا آپ ان سے نہایت حلم و احسان سے ملے۔

مگر افسوس کہ شیعہ علماء اب تک اسی لکیر کو پیٹتے چلے آرہے ہیں کہ حضرت معاویہؓ اور وہ تمام حضرات جو حضرت علی مرتضیٰؓ کے مقابل آئے وہ مسلمان نہیں علامہ ابن حجر ان کی زیادتیوں کا اس طرح جواب دیتے ہیں

فأولئك كالانعام بل هم أضل سبيلا فلا يتأهلون لخطاب ولا يوجه اليهم جواب لانهم معاندون وعن الحق ناكثون بل أشبهوا كفار قريش

فی العناد والبهتان حتی لم تنفع فیهم معجزة ولا قرآن وانما النافع لهم القتل والجلاء عن الاوطان کیف وهم لا یرجعون لدلیل وشفاء العلیل منهم کالمستحیل وقد صح فی الاحادیث الکثیرة انه ﷺ قال بحضرة الجم إظهارا لمنقبة ولده الحسن رضی الله عنه وعن أهل بیته إن إبنی هذا سید وسیصلح الله به بین فئتین عظیمتین من المسلمین وهما فئة الحسن وأبیه وفئة معاویة فحکم ﷺ علی کل من الفئتین بالاسلام وذلك صریح فی بقائهم أجمعین علی کمالهم وأنهم معذورون فیما صدر عنهم وإن کان الامام الحق هو علی کرم الله وجهه (تطہیر الجنان ص ۳۷)

یہ لوگ چوپاؤں کی طرح ہیں بلکہ اس سے بھی گئے گزرے ہیں جو کسی خطاب کے قابل نہیں اور نہ ہی انہیں جواب دینے کی ضرورت ہے کیونکہ وہ معاند اور حق سے پھر جانے والے ہیں بلکہ عناد و بہتان طرازی میں کفار قریش کے مشابہ ہیں جنہیں قرآن کریم اور کسی معجزہ نے فائدہ نہیں پہنچایا انہیں صرف قتل اور جلاء وطنی نے ہی فائدہ دیا ہے اس لئے کہ وہ کسی دلیل کی طرف رجوع نہیں کرتے اور ان میں سے کسی بیمار کا شفا پانا ایک محال بات ہے اور بہت سی صحیح احادیث میں آیا ہے کہ حضور ﷺ نے ایک بڑے مجمع میں حضرت حسن اور اہل بیت کے مناقب بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سردار ہے جو عنقریب مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرائے گا حضرت حسن اور ان کے والد محترم کا گروہ اور حضرت معاویہ کا گروہ یہ وہ دو بڑی جماعتیں ہیں پس

Scanned with CamScanner

حضور علیہ السلام نے دونوں جماعتوں کے مؤمن ہونے کا فیصلہ دیا ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ سب لوگ اپنے کمال پر قائم ہیں اور جو کچھ ان سے ہوا اس میں معذور ہیں اگرچہ حضرت علی امام بر حق ہیں (تطہیر الجنان ص ۱۰۱ اردو)

اس سے یہ بات کھل جاتی ہے کہ حضرت علی مرتضیٰؓ کے مقابل جو لوگ آئے اور انہوں نے آپ کا مقابلہ کیا وہ اپنے اجتہاد کی وجہ سے خطا اور غلطی پر تو ہو سکتے ہیں اور علماء محققین ان کی نشان دہی کرتے ہیں لیکن امت کے کسی محقق اور محدث نے انہیں باطل اور دائرہ اسلام سے باہر نہیں کہا جب خود حضرت علی مرتضیٰؓ نے یہ بات نہیں کہی اور آپ نے اپنے تمام قریبی ساتھیوں کو بھی یہ بات بتادی اور انہیں فریق مخالف کے بارے میں اسلام اور کفر کے دائرے کھینچنے سے روک دیا تو اب کسی کی مجال ہے کہ وہ حضرت علی مرتضیٰؓ کی بات پر اپنی بات لائے اور کہے کہ حضرت علی مرتضیٰؓ کا موقف غلط تھا ہم آپ کو منصوص من اللہ امام تو مانتے ہیں مگر ہم اہل شام کے بارے میں آپ کا یہ موقف ماننے کے لئے تیار نہیں (استغفر اللہ) ہم یہ بات پہلے بھی بتا آئے ہیں کہ روافض محض زبانی طور پر حضرت علیؓ کی محبت و عقیدت کا نعرہ لگاتے ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ آپ کے کسی اس قول و عمل کی پیروی کے قائل نہیں جس سے حضرت علی مرتضیٰ کے وقار میں اضافہ ہوتا ہے اسی سے آپ ان کی نام نہاد محبت کا اندازہ لگا سکتے ہیں حضرت علیؓ کا یہ موقف و مسلک صرف جنگ جمل تک ہی محدود نہ تھا جنگ صفین کے متعلق بھی آپ اسی موقف پر تھے آپ نے اس جنگ کو بھی کبھی کفر و اسلام کی جنگ نہیں کہا تھا مگر افسوس کہ آپ کی محبت کے دعویدار آپ کے اس موقف کو کھلے عام مسترد کرتے ہیں اور پھر صحابہ کرام پر تبرا کرنے سے بھی باز نہیں آتے۔ آیئے جنگ صفین پر بھی ایک سرسری نظر ڈالتے چلیں

Scanned with CamScanner

جنگ صفین (۳۶ھ)

حضرت علی مرتضیٰؓ جنگ جمل سے فارغ ہونے کے بعد بصرہ آئے آپ نے پہلے حضرت ام المؤمنین کو عزت واحترام کے ساتھ مدینہ منورہ روانہ کیا پھر آپ کوفہ تشریف لے گئے ۱۲رجب ۳۶ھ کا واقعہ ہے اہل کوفہ نے آپ کے لئے قصر بیض (سفید محل) میں ٹھہرنے کا انتظام کیا آپ نے فرمایا کہ حضرت عمر فاروقؓ اس میں قیام کو ناپسند کرتے تھے اس لئے میں بھی اس میں نہیں رہوں گا

لاحاجة لی فی نزوله لان عمرابن الخطاب رضی الله عنه کان یبغضه ولکنی نازل الرحبة (الاخبار الطّوال ص ۱۵۲)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ سیرت شیخینؓ پر چلنا اپنے لئے راہ صواب سمجھتے تھے علامہ یحیٰ بن آدم لکھتے ہیں

کان علی یشبه بعمر یعنی فی السیرة (کتاب الخراج ص ۲۴)

چنانچہ آپ الرحبہ نامی ایک جگہ قیام پذیر ہوئے اور جامع مسجد میں دو رکعت نماز ادا کی اور ملاقات کے لئے آنے والوں سے مختصر خطاب کیا جس میں آپ نے انہیں نیکی کرنے اور برائی سے بچنے کی ہدایت کی بعد ازاں آپ نے حضرت جریر اور حضرت اشعث کو پیغام بھیجا کہ وہ ان کی طرف سے آذربائیجان والوں کی بیعت لیں

حضرت علی مرتضیٰؓ چاہتے تھے کہ حضرت معاویہؓ بھی ان کی بیعت کرلیں تاکہ مسلمانوں میں پیدا ہونے والا انتشار دور ہو جائے آپ نے چاہا کہ اس غرض کے لئے کوئی مناسب شخص ان کے پاس بھیجا جائے حضرت جریر بن عبداللہؓ (۵۴ھ) نے کہا مجھے بھیج دیجئے میرا

Scanned with CamScanner

ان کے ساتھ تعلق بھی ہے میں کوشش کروں گا کہ انہیں آپ کی بیعت میں لے آؤں۔ اشتر نخعی نے اس بات کی مخالفت کی تاہم حضرت علیؓ نے اس کی بات نہ مانی اور آپ کے ہاتھ حضرت معاویہؓ کے نام ایک خط بھیجا جس میں آپ نے انصار و مہاجرین کی بیعت اور جنگ جمل کا حال لکھ بھیجا

وكتب معه كتابا إلى معاوية يعلمه باجتماع المهاجرين والانصار على بيعته ويخبره بما كان في وقعة الجمل ويدعوه الى الدخول فيما دخل فيه الناس (البدایہ ج ۷ ص ۲۶۵)

جب یہ خط حضرت معاویہؓ کے پاس پہنچا تو آپ نے اپنے سر کردہ لوگوں کو مشورہ کے لئے بلایا سب کی رائے یہ تھی کہ جب تک حضرت علیؓ قاتلین عثمان کو سزا نہ دیں تب تک وہ بیعت کے لئے تیار نہیں ہیں اگر حضرت علیؓ ایسا نہیں کر سکتے تو وہ قاتلین عثمان کو ان کے حوالے کر دیں قاتلین عثمان کو سزا دیئے بغیر وہ ان کی بیعت نہ کریں گے

فابوا أن يبايعوا حتى يقتلهم قتلة عثمان أو أن يسلم إليهم قتلة عثمان وإن لم يفعل قاتلوه ولم يبايعوه (البدایہ ج ۷ ص ۲۶۵)

یہی بات حضرت معاویہؓ نے حضرت حبیب بن مسلمہ فہریؓ کے ذریعہ حضرت علی مرتضیٰؓ تک پہنچادی تھی آپ نے کہا

فادفع إلينا قتلة عثمان إن زعمت أنك لم تقتله ...... نقتلهم به (طبری ج ۴ ص ۴)

اگر آپ کسی وجہ سے قاتلین عثمان پر ہاتھ نہیں ڈال سکتے تو آپ انہیں ہمارے حوالہ کر دیں ہم انہیں قصاص میں قتل کر دیں گے

Scanned with CamScanner

تاہم حضرت علی مرتضیٰؓ آپ کا یہ مطالبہ پورا نہ کرپائے

بعث معاوية أبا مسلم الخولانی إلی علی باشیاء یطلبها منه منها أن یدفع أليه قتلة عثمان فأبی علی (سیر اعلام النبلاء ج ۲ ص ۴۴۴)

شیعہ مؤرخ احمد بن داؤد دینوری (۲۸۲ھ) لکھتا ہے کہ حضرت علیؓ نے ابو مسلم خولانی کو جواب دیتے ہوئے کہا

انی ضربت أنف هذا الامر وعينه فلم أر ليستقيم دفعهم إليك ولا ألی غيرك (الاخبار الطّوال ۱۶۳)

میں نے آپ کے مطالبہ پر خوب غور کیا ہے اور میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ان لوگوں کو (یعنی قاتلین عثمان کو) نہ تم لوگوں کے حوالے کروں گا اور نہ کسی دوسرے کے حوالے کروں گا

حضرت معاویہؓ نے حضرت علیؓ کے قاصد سے یہ بھی کہا کہ اگر حضرت علی مرتضیٰؓ قاتلان عثمانؓ کو سزا دے دیتے ہیں تو وہ سب سے پہلے ان کے ہاتھ پر بیعت کرنے والے ہوں گے أنا أوله من أبايعه من أهل الشام (البدایہ ج ۷ ص ۲۷۰)

جب حضرت جریرؓ نے حضرت علی مرتضیٰؓ کو ساری بات بتائی تو حضرت علیؓ نے محسوس کیا کہ شاید معاملہ افہام و تفہیم سے حل نہ ہو تو آپ نے ایک لشکر تیار کیا اور کوفہ سے شام جانے کے لئے نکلے بعض حضرات نے آپ سے کہا کہ آپ خود نہ جائیں صرف فوج بھیج دیں جبکہ بعض لوگوں نے آپ کو خود جانے کا مشورہ دیا

الغرض سب لوگ اس رائے پر متفق ہوئے کہ امیر المؤمنین بھی لشکر کے ساتھ صفین جائیں گے اور لوگوں نے زور و شور کے ساتھ جنگی تیاریاں شروع

Scanned with CamScanner

کردیں (طبری ج ۳ ص ۴۷۰)

آپ کے صاحبزادہ سیدنا حضرت حسنؓ نے پھر ایک مرتبہ آپ کو روکنا چاہا آپ نے والد محترم سے کہا

یا أبت دع هذا فان فيه سفك دماء المسلمين ووقوع الاختلاف بينهم (البدایہ ج ۷ ص ۲۲۹)

ابا جان آپ اس ارادہ سے باز آجایئے کیونکہ اس میں مسلمانوں کے درمیان خونریزی ہوگی اور ان کے درمیان بڑا اختلاف ہوگا

اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ اس وقت حضرت علی مرتضیٰؓ کے پورے حلقے میں کسی کا یہ عقیدہ نہ تھا کہ آپ کسی آسمانی عہدہ پر فائز ہیں اور آپ سے اختلاف کرنے والے دائرہ اسلام سے خارج ہیں حضرت علی مرتضیٰؓ نے حضرت حسنؓ کا مشورہ قبول نہ کیا اور جنگ کے لئے آگے بڑھ گئے

فلم يقبلُ منه ذلك بل صمم على القتال وربت الجيش (ایضا)

اہل مدینہ چاہتے تھے کہ حضرت علی مرتضیٰؓ حضرت سیدنا حسنؓ کا مشورہ قبول کرلیں تاکہ مسلمان ایک بڑی آفت سے بچ جائیں یہی وجہ ہے کہ جب آپ نے اہل مدینہ کو اپنے ساتھ چلنے کے لئے کہا تو انہوں نے معذرت کرلی علامہ ابن الاثیر لکھتے ہیں

فندب أهل المدينة لمسيرهم فتثاقلوا (الکامل ج ۳ ص ۱۰۵)

حافظ ابن کثیرؒ (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں

كان على لما عزم على قتال أهل الشام قد ندب أهل المدينة إلى الخروج معه فابوا عليه (البدایہ ج ۷ ص ۲۳۰)

Scanned with CamScanner

اہل مدینہ نے یہ موقف کیوں اپنایا؟ یہ اس لئے کہ ان کے بقول ان پر ابھی تک بات مشتبہ تھی ابھی اس بارے میں بات پوری طرح واضح نہ ہوئی تھی انہوں نے کہا

واللہ لاندری کیف نصنع فان ھذا الامرلمشتبھة علیناونحن مقیمون حتی یضیء لنا ویسفر (طبری ج ۵ ص ۱۶۴)

خدا ہمیں اس بارے میں کچھ پتہ نہیں چلتا کہ ہم کیا کریں اور معاملہ ہم پر مشتبہ ہے جب تک معاملہ واضح نہ ہو جائے اس وقت تک ہم اس باب میں فیصلہ کن قدم نہیں اٹھا سکتے

جب حضرت معاویہؓ کو پتہ چلا کہ حضرت علی مرتضیٰؓ ایک لشکر کے ساتھ شام کی طرف آ رہے ہیں تو آپ نے اپنے رفقاء سے مشورہ کیا حضرت معاویہؓ چاہتے تھے کہ یہ جنگ نہ ہو تاہم جب انہیں معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ ایک لشکر کے ساتھ نکل پڑے ہیں تو پھر آپ کے لئے بھی نکلے بغیر چارہ نہ تھا مؤرخ طبری ابن سعدؒ اور حافظ ابن کثیرؒ نے اس کی وضاحت کی ہے شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ (۷۲۸ھ) لکھتے ہیں

لم یکن معاویة ممن یختار الحرب إبتداء بل کان من أشد الناس حرصا علی أن لا یکون قتال (منہاج السنہ ج ۲ ص ۲۲۰)

حضرت معاویہؓ جنگ کی ابتداء کرنے والے نہیں تھے بلکہ آپ تو اس بات کے بہت زیادہ حریص تھے کہ کسی طرح مسلمانوں میں جنگ نہ ہو

اشتر نخعی کا اعتراف دیکھیں اس نے کہا کہ ہم اس پہل کے ذمہ دار ہیں

قال الاشتر النخعی انھم ینصرون علینا لانا نحن بدأناھم بالقتال (منہاج ج ۴ ص ۳۸۳)

Scanned with CamScanner

حضرت علی مرتضیٰؓ کے ساتھ تقریبا آٹھ ہزار افراد کا لشکر تھا جبکہ شریح بن ہانی کے پاس مزید چار ہزار کی فوج موجود تھی چنانچہ فرات عبور کرنے کے بعد ان لوگوں کی اہل شام کی فوج کے ساتھ مڈ بھیڑ ہو گئی اس فوج کے سالار عمرو بن سفیان سلمی تھے حضرت علیؓ کے دستے نے انہیں بیعت کے لئے بلایا تو انہوں نے کوئی جواب نہ دیا حضرت علیؓ کو اس کی خبر گئی تو آپ نے اشتر نخعی کو بھیجا اور کہا کہ میں بھی وہاں پہنچ رہا ہوں

اشتر نخعی کے وہاں پہنچنے سے قبل دونوں گروہ ایک دوسرے کے مد مقابل آ چکے تھے جب شام ہوئی تو عمرو بن سفیان کے دستے نے دوسرے گروہ پر حملہ کر دیا اور ہلکی جھڑپ کے بعد دونوں فریق اپنے اپنے مقام پر لوٹ گئے دوسرے دن پھر وہ ایک دوسرے کے مقابل آ گئے اشتر نے حملہ کر کے عبداللہ بن منذر کو قتل کر دیا جو اہل شام کے سواروں میں سے ایک تھا اس پر عمرو بن سفیان سلمی اور ان کی فوج مقابلہ کے لئے میدان میں اتر آئی شام کے وقت دونوں گروہ پھر اپنے اپنے مقام پر لوٹ آئے تیسرے دن صبح کے وقت حضرت علیؓ اپنی فوج کے ساتھ جبکہ حضرت معاویہؓ بھی اپنی فوج کے ہمراہ وہاں پہنچ گئے

بعض تاریخی کتابوں میں بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت علیؓ قیام کے لئے کسی ایسی جگہ کی تلاش میں تھے جہاں انہیں پانی کی سہولت بھی حاصل ہو قبل اس کے کہ آپ وہاں پہنچیں حضرت معاویہؓ کی فوج وہاں پہنچ گئی اور انہوں نے اس جگہ پر قبضہ کر لیا اور اس پر فریقین کے درمیان جھڑپ بھی ہوئی مگر اہل شام اس پر قابض رہے جب اہل عراق پیاس میں مبتلا ہوئے تو انہوں نے پانی کے لئے اہل شام سے درخواست کی اہل شام نے جواب دیا کہ جس طرح تم نے حضرت عثمانؓ پر پانی روکے رکھا اور ان کو شدید پیاس میں مبتلا کیا تم بھی اس پیاس کا تھوڑا سا مزہ چکھو (طبری ج ۳ ص ۵۸۰) اہل شام چاہتے تھے کہ یہ لوگ اس

Scanned with CamScanner

تکلیف سے گھبرا کر واپس لوٹ جائیں اور لڑائی ٹل جائے تاہم ہلکی پھلکی جھڑپ کے بعد
دونوں فریق اس پانی پر رضامند ہو گئے
(نوٹ) قطع نظر اس بات کے کہ یہ روایت سنداً اور درایتاً کس درجے کی ہے قابل غور بات
یہ ہے کہ فرات کے پانی پر قبضہ کرنے اور اس پر لڑائی کا مذکورہ واقعہ جس روایت کے
حوالے سے بیان کیا جاتا ہے اس کا تعلق جناب عبداللہ بن سعد بن ابی سرح سے ہے جبکہ
مؤرخین تسلیم کرتے ہیں کہ عبداللہ بن سعدؓ جنگ صفین کے موقع پر موجود ہی نہ تھے اور نہ
ہی ولید بن عقبہؓ اس میں شریک تھے علامہ ابن اثیر یہ روایت ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں

ان الولید وابن ابی سرح لم یشهدا صفین (الکامل ج ۳ ص ۲۸۴)

حافظ ابن کثیر کا بیان ہے کہ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح تو اس سارے معاملات سے بالکل
الگ تھلگ رہے تھے هو معتزل علیا ومعاویة (البدایہ ج ۷ ص ۳۱۱)

بعد ازاں حضرت علیؓ نے تین حضرات کو بلایا اور انہیں حضرت معاویہؓ کی خدمت میں بھیجا
کہ وہ انہیں بیعت کے لئے دعوت دیں محمد بشیر بن عمرو حضرت امیر معاویہؓ کے پاس آئے
اور ان سے کہا کہ

بلاشبہ دنیا آپ سے الگ ہونے والی ہے اور آپ آخرت کی طرف لوٹنے والے
ہیں اور اللہ آپ کے ہر عمل کا محاسبہ کرنے والا ہے اور جو کچھ آپ نے آگے بھیجا
ہے اس کا بدلہ آپ کو ملنے والا ہے اور میں درخواست کرتا ہوں کہ آپ اس
امت کی فکر کریں اور اسے خون ریزی میں مبتلا نہ کریں

حضرت معاویہؓ نے ان کی بات سن کر کہا کہ آپ نے بہت اچھی بات کہی ہے تاہم آپ نے
یہ نصیحت حضرت علیؓ کو بھی کی ہے؟ اس نے کہا کہ

Scanned with CamScanner

حضرت علیؓ اپنے فضل ودین اور مسابقت وقرابت کی بناء پر اس مخلوق کی امارت کے
سے زیادہ حقدار ہیں اور وہ آپ کو بیعت کی دعوت دیتے ہیں وہ آپ کے لئے دنیا کے
سے زیادہ سلامت رو اور آپ کی آخرت کے لئے بہتر ہیں۔ حضرت معاویہؓ نے کہا کہ
حضرت عثمانؓ کا خون یونہی رائیگاں جائے گا خدا کی قسم ایسا کبھی نہیں ہو سکتا (طبری ج ۴
ص ۵۸۱)

اس سے پتہ چلا کہ حضرت امیر معاویہؓ اس وقت بھی حضرت علیؓ مرتضیٰ کے دین اور فضل
وکمال نیز آپ کی مسابقت اور استحقاق خلافت کے منکر نہ تھے تاہم آپ کا موقف تھا کہ
حضرت عثمان غنیؓ آپ سے مقدم ہیں اور ان کے قاتلوں کو گرفتار کرنا بیعت لینے سے
مقدم ہونا چاہئے حافظ ابن حزم ظاہریؒ (۴۵۶ھ) لکھتے ہیں

ولم ینکر معاویة قط فضل علیّ واستحقاقه الخلافة ولكن اجتهاده
أداه الى أن رأى تقديم أخذ القود من قتلة عثمان رضی الله عنه على
البيعة ورأى نفسه أحق بطلب دم عثمان (الفصل فی الملل والاهواء
والنحل ج ۴ ص ۱۶۰)

حضرت معاویہؓ نے کبھی حضرت علیؓ کی فضیلت کا انکار نہ کیا اور نہ آپ ان کے
مستحق خلافت ہونے کے منکر ہوئے لیکن آپ نے اپنے اجتہاد کی بناء پر
حضرت عثمان کے قاتلوں سے قصاص لینے کو بیعت کرنے پر مقدم جانا اور
حضرت عثمانؓ کے قصاص کے طلب کرنے میں اپنے آپ کو زیادہ حقدار سمجھا
(ماخوذ از خارجی فتنہ حصہ اول ص ۲۸۱)

خود حضرت معاویہؓ نے بھی قسم کھا کر اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ حضرت علیؓ مرتضیٰؓ

Scanned with CamScanner

آپ سے افضل ہیں اور حق خلافت بھی آپ ہی کا ہے آپ کا اختلاف خون عثمان اور قاتلین عثمان کے متعلق تھا اور آپ چاہتے تھے کہ ان ظالموں کو حضرت علی مرتضیٰؓ خود پکڑیں اور سزا دیں اگر آپ کسی وجہ سے یہ کام نہیں کرپاتے تو پھر ان ظالموں کو ہمارے حوالہ کردیا جائے اور بس۔ آپ نے کہا

واللہ انی أعلم ان علیاً افضل منی وأحق بالامر ولکن ألستم تعلمون ان عثمان قتل مظلوما وأنا إبن عمه وانما أطلب دمه فاتوا علیا فقولوا له فلیدفع إلی قتلة عثمان (سیر اعلام النبلاء ج ۲ ص ۶۴۵ للذہبی)

حضرت معاویہؓ حضرت علی مرتضیٰؓ کے نام ایک مکتوب میں لکھتے ہیں

فاما شرفك فی الاسلام وقرابتك من النبی ﷺ ومن موضعك من قریش فلست أدفعه (درہ نجفیہ شرح نہج البلاغۃ ص ۱۰۲)

آپ کو اسلام میں جو شرف و فضل حاصل ہے اور حضور علیہ السلام کے ساتھ آپ کو جو قرابت نسبی حاصل ہے اور بنو ہاشم میں آپ کا جو مقام و مرتبہ ہے میں اسے کس طرح رد کر سکتا ہوں

حضرت معاویہؓ خون عثمان کے بارے میں اٹل فیصلے پر تھے آپ قاتلوں کو سزا دلوائے بغیر چین سے بیٹھنے کے لئے تیار نہ تھے اور اس بارے میں آپ اکیلے نہ تھے مسلمانوں کا ایک بڑا طبقہ اور اہل شام کے مشائخ کی ایک بڑی تعداد آپ کے ساتھ تھی۔ ہم پہلے بتا آئے ہیں کہ حضرت علی مرتضیٰؓ کا قاصد جب شام سے واپس لوٹا تو آپ نے اس سے وہاں کا حال معلوم کیا تو قاصد نے کہا کہ میں نے ساٹھ ہزار شیوخ کو اس منبر کے قریب روتے ہوئے پایا ہے جہاں حضرت عثمان غنیؓ کا خون آلود کپڑا رکھا ہوا ہے حضرت علیؓ نے یہ سن کر فرمایا اے اللہ

Scanned with CamScanner

میں خون عثمان سے بری ہوں

جئتك من عند قوم لا يريدون الا القود و كلهم موتور تركت ستين

ألف شيوخ يبكون تحت قميص عثمان وهو على منبر دمشق فقال

اللهم إني أبرء إليك من دم عثمان (البدایہ ج ۷ ص ۲۴۰)

آپ نے کھل کر کہہ دیا تھا کہ حضرت عثمان کے خون کو رائیگاں نہیں جانے دیا جائے گا (طبری ج ۳ ص ۵۸۱) حضرت معاویہؓ کا یہ فیصلہ حضرت علیؓ تک پہنچ چکا تھا ظاہر ہے کہ یہ بات آسانی سے طے ہونے والے نہ تھی چنانچہ لڑائی ناگزیر تھی آپ کی فوج کا بڑا امیر اشتر نخعی تھا لڑائی روزانہ کی بنیاد پر ہو رہی تھی شام ہوتی تو دونوں گروہ اپنے اپنے مقام پر لوٹ آتے پھر صبح لڑائی کے لئے میدان میں دوبارہ اترتے انہی دنوں ذی الحج شروع ہو گیا حضرت علیؓ مرتضیٰؓ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو حج کرائیں (ایضا ص ۵۸۳) یہ لڑائی محرم تک چلتی رہی محرم کا چاند طلوع ہوا تو دونوں فریق نے جنگ بندی پر اتفاق کیا کہ شاید اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے امن کا کوئی راستہ پیدا کر دیں اور دونوں فریقوں کو اپنے اپنے حالات پر غور کرنے کا موقع مل جائے۔

اس دوران حضرت علیؓ نے عدی بن حاتم یزید بن قیس شبیث اور زیادہ کو حضرت معاویہؓ کے پاس بھیجا اور انہوں نے حضرت علیؓ کے فضائل اور ان کے مناقب بیان کرتے ہوئے حضرت معاویہؓ کو پھر سے بیعت کی طرف بلایا اور انہیں جنگ جمل کا حال سنایا حضرت معاویہؓ نے کہا کہ میں ان چیزوں سے نہیں گھبراتا اور کہا کہ میں آپ کی بیعت کیسے کروں جو اب تک حضرت عثمانؓ کے قاتلوں کو سزا دیتے ہیں نہ انہیں ہمارے سپرد کرتے ہیں۔

حضرت معاویہؓ نے پھر اپنے تین آدمی حضرت علیؓ کے پاس بھیجے انہوں نے حضرت عثمانؓ

Scanned with CamScanner

کی شان اور ان کی افسوسناک شہادت کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت علیؓ سے کہا کہ آپ ان کے قاتلوں کو سزا دیجئے یا انہیں ہمارے سپرد کردیں مگر بات کسی کنارے نہیں لگی اور حضرت علی ان حضرات کا یہ مطالبہ پورا نہ کرپائے تاہم دونوں جانب سے وفود کی آمد اور بات چیت کا سلسلہ برابر جاری رہا دو تین ماہ اسی میں گزر گئے

ایک دن حضرت ابو الدرداءؓ اور حضرت ابو امامہ باہلیؓ دونوں حضرت معاویہؓ کے پاس آئے تو آپ نے پھر اپنے اسی مطالبہ کو دہرایا کہ اگر حضرت علیؓ قاتلین عثمان سے قصاص لے لیں تو وہ سب سے پہلے آپ کی بیعت کریں گے اور وہ آپ کی اطاعت کرنے اور اتحاد جماعت کو تسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں (طبری ج ٣ ص ٥٨٤)

محدث شہیر حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی (١٣٩٤ھ) لکھتے ہیں

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب (حضرت علیؓ کی طرف سے بھیجے گئے ایک وفد نے) حضرت معاویہؓ سے بیعت کرنے کو کہا تو حضرت معاویہؓ نے فرمایا کہ میں حضرت علیؓ سے بیعت کرلوں گا بشرطیکہ وہ یا تو خود قصاص عثمان میں قاتلوں کو قتل کردیں (اگر وہ خود نہ کرسکیں تو) ان کو میرے حوالے کردیں اور دلیل کے طور پر یہ آیت پڑھی

ومن قتل مظلوما فقد جعلنا لولیه سلطانا فلا یسرف فی القتل إنه کان منصورا (پ ١٥ بنی اسرائیل ٣٣)

اور جو شخص ظلماً مار دیا جائے تو ہم نے بنا رکھا ہے اس کے ولی وراث کے لئے مضبوط حق پھر وہ وارث (بدلہ لیتے وقت) مارنے میں زیادتی نہ کرے (تو) بلاشک وہی مدد یافتہ و غالب اور کامیاب رہے گا

Scanned with CamScanner

(اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ حضرت معاویہ کی قرآن پر کتنی گہری نظر تھی اس پر ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا یہ اعتراف بھی ملاحظہ فرمائیں۔ ناقل)

عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ مجھے اسی وقت یقین ہو گیا تھا کہ اگر حضرت عثمانؓ کا قصاص نہ لیا گیا تو معاویہؓ ضرور غالب ہوں گے (برات عثمان ص ۵۲ بحوالہ ازالۃ الخفاء ج اص ۴۳۴)

یہ سن کر دونوں حضرات حضرت علیؓ کے پاس آئے تو آپ نے انہیں بتایا کہ مجھے ان کی بات سے اختلاف نہیں اصل مسئلہ یہ ہے کہ یہاں جن لوگوں کو تم دیکھ رہے ہو وہ قاتلین عثمان ہیں دوران گفتگو بہت سے لوگ باہر نکل آئے اور کہنے لگے کہ ہاں ہم سب قاتلین عثمان ہیں جو چاہے ہم سے بدلہ لے لے

هؤلاء الذين تريان فخرج خلق كثير فقالوا كلنا قتلة عثمان فمن شاء فليرمنا (البدایہ ج ۷ ص ۲۶۰)

ہو سکتا ہے کہ وہ سارے قاتلان عثمان نہ تھے وہ یہ بات صرف ان کی بات توڑنے کے لئے بطور ضد کہہ رہے تھے ہاں یہ صحیح ہے کہ ان میں قاتلین عثمان بھی تھے

حضرت علامہ قاضی عیاضؒ (۵۵۴ھ) بھی لکھتے ہیں

حضرت عثمان کے قاتلین کا گروہ بڑا تھا اور وہ طاقت میں تھے اگر حضرت علیؓ ان سے قصاص لیتے یا انہیں حضرت معاویہؓ کے حوالہ کرتے تو خود ان کے درمیان ایک بڑا انتشار پھیل پڑتا (اکمال المعلم شرح صحیح مسلم ج ۷ ص ۲۴۱)

شیعہ مؤرخ احمد بن داؤد دینوری (۲۸۲ھ) کہتے ہیں کہ

Scanned with CamScanner

یہ لوگ تقریبا بیس ہزار کی تعداد میں تھے جنہوں نے کہا کہ ہم سب عثمان کے قاتل ہیں (اخبار الطوال ص ۱۸۱۔ سیر الصحابہ ج ۶ ص ۴۹)

حضرت ابو امامہؓ اور حضرت ابو الدرداءؓ نے کسی فریق کے ساتھ شامل نہ ہونے کا فیصلہ کر لیا حضرت علی مرتضیٰؓ کے پاس فوج کی تعداد کم نہ تھی تاہم آپ جب بھی کسی بات کا فیصلہ کرنا چاہتے تو ان کی ایک بڑی تعداد آپ کی بات قبول نہ کرتی تھی آپ نے ایک شعر میں اس کا اس طرح اظہار کیا ہے

فلو انی أطعت عصمت قومی　　الی رکن الیمامۃ أو الشام

ولکنی اذا أبرمت أمرا　　یخالفہ الطغام بنو الطغام

اگر میری قوم میری بات مان جاتی تو میں انہیں رکن یمامہ یا رکن شامی تک پہنچا دیتا لیکن حال یہ ہے کہ جب میں کسی کام کرنے کا پختہ ارادہ کرتا ہوں تو کمینے اور کمینوں کے بیٹے اس بات کی مخالفت کرتے ہیں (ایضا)

ایک مرتبہ آپ نے نہایت افسوس کے ساتھ فرمایا

واعجبا أعصی ویطاع معاویۃ (تاریخ اسلام ج ۲ ص ۶۹ اللامام الذہبی)

کس قدر تعجب کا مقام ہے کہ میرے اپنے لوگ میری بات نہیں مانتے اور معاویہ کے ساتھی اس کی اطاعت کرتے ہیں

شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ حنبلیؒ (۷۲۸ھ) کا یہ بیان ہم پہلے لکھ آئے ہیں کہ حضرت علی مرتضیٰؓ اپنے فوجیوں اور لشکریوں کی زیادتیوں اور بار بار کی نافرمانیوں سے بہت تنگ آئے ہوئے تھے یہ لوگ آپ کی بات نہیں مانتے تھے اور نہ آپ کی مدد کرتے تھے اس کے برعکس حضرت معاویہ کے ساتھی ان کی بات مانتے اور ان کی نصرت میں پیش پیش رہتے تھے

Scanned with CamScanner

وكان عليا عاجزا عن قهر الظلمة من العسكرين ولم تكن أعوانه يوافقونه على ما يأمر به وأعوان معاوية يوافقونه (منہاج السنۃ ج ۲ ص ۲۰۲)

حضرت علیؓ نے خود بھی انہیں یہ بات صاف صاف کہی

أيها الشاهدة أبدانهم الغائبة عقولهم المختلفة أهوائهم المبتلى بهم أمراؤهم صاحبكم يطيع الله وأنتم تعصونه وصاحب أهل الشام يعصى الله وهم يطيعونه لو وددت والله لو أن معاوية صارفني بكم صرف الدينار بالدرهم فاخذ منى عشرة منكم وأعطانى رجل منهم (نہج البلاغۃ ج ۱ ص ۲۸۶ خ ۹۵)

مذہبی گروہوں میں ننگے بدن سڑکوں پر کون آتا ہے ؟ صرف شیعان علی جو ۱۰ محرم کو سڑکوں پر ننگے بدن ماتم کرنے نکلتے ہیں اور قمیص اتارے ہوئے ہوتے ہیں بطور گروہ کے صرف وہی ننگے بدن دیکھے جاتے ہیں اور جب وہ خود اپنے بدنوں کو زخمی کرتے ہیں تو لوگ انہیں خالی از عقل بھی سمجھتے ہیں

حضرت علی مرتضیٰؓ کی بصیرت دیکھئے انہوں نے ان کے ان ماتمی جلوسوں کے سڑکوں پر نکلنے سے برسوں پہلے انہیں اس طرح خطاب کیا

أيها الشاهدة أبدانهم الغائبة عقولهم

ان کے علاوہ سڑکوں پر عام آنے جانے والے ہمیشہ اپنے بدن ڈھانک کر چلتے ہیں اور کسی نہ کسی لباس میں ملبوس ہوتے ہیں ننگے بدن نکلنے والے یہ کون لوگ ہیں ؟ یہ وہ ہیں جن کے دس کو حضرت علیؓ پیروان معاویہؓ میں سے ایک پر نثار کرتے نظر آتے ہیں حضرت علی

مرتضیٰ کی نظر میں اپنے ان شیعوں کی یہ قدر ہے

حضرت علی مرتضیٰؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کی فوج کے درمیان محرم کے خاتمہ تک لڑائی رکی رہی بعد ازاں حالات پھر سے بگڑے اور دونوں فوجیں وقفہ وقفہ سے ایک دوسرے سے ٹکراتی رہیں دونوں کے پاس افرادی قوت بھی کچھ کم نہ تھی لاکھ سے زیادہ افراد تھے جو ایک دوسرے کے مدمقابل کھڑے تھے حضرت علی مرتضیٰؓ بھی کئی مرتبہ میدان میں آئے اور خود آپ نے بھی بڑی ثابت قدمی کے ساتھ مقابل فریق کے سواروں کا مقابلہ کیا آپ کے ہاتھوں بہت سے لوگ قتل ہوئے شام کو لڑائی بند ہو جاتی اور صبح ہوتے ہی پھر سے لڑائی کا آغاز ہو جاتا حضرت علی مرتضیٰؓ کے ساتھ آپ کے دو بیٹے حضرت امام حسنؓ اور محمد بن حنفیہؒ بھی تھے ایک موقع پر شام کے کچھ لوگ حضرت علیؓ کی جانب بڑھے تو حضرت امام حسنؓ نے آپ سے کہا ابا جان بہتر ہو تا کہ آپ ذرا تیز چلے جاتے آپ نے اپنے بیٹے سے فرمایا

ان لابيك يوما لن يعدوه ولا يبطى به عنه السعي ولا يعجل به إليه المشي إن أباك والله وقع على الموت أو وقع عليه (البدایہ ج ۷ ص ۲۶۵ طبری ج ۳ ص ۵۹۸)

بیٹا تیرے باپ کے لئے موت کا ایک دن مقرر ہے اس سے وہ بچ نہیں سکتا اور نہ ہی ڈورنے سے وہ وقت مؤخر ہو جائے گا اور نہ ہی پیدل چلنے سے وہ وقت جلد آجائے گا بخدا تیرا باپ اس بات کی قطعا پروا نہیں کرتا کہ وہ موت پر گرے یا موت اس پر گرے

ایک اور موقع پر آپ نے فرمایا

بالموت تهددني؟ ماأبالي سقط علي أو سقطت عليه (رواہ ابن عساکر

موسوعۃ آثار الصحابۃ ج ۲ ص ۱۲۵)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ (۱۳۶۲ھ) فرماتے ہیں کہ حضرت علی مرتضیٰؓ صفین کی جنگ میں گھوڑے پر اونگھ رہے تھے کسی نے کہا حضرت یہ میدان حرب وضرب ہے گردنیں اڑ رہی ہیں اور آپ کو نیند آرہی ہے آپ نے جواب دیا

أی یومین من الموت أفر   یوم لا یقدر أو یوم قدر

یوم لا یقدر لا یاتی القضاء   یوم قد قدر لا یغنی الحذر

کون سے دن میں موت سے بھاگوں یا تو مقدر دن میں یا غیر مقدر دن میں۔ جو دن مقرر ہے اس دن سے میں بچ نہیں سکتا اور جو دن مقرر نہیں اس دن قضاء نہیں آئے گی (وعظ۔ الاتمام لنعمۃ الاسلام حصہ ۲ ص ۵۱)

اس کا ترجمہ کسی نے فارسی میں خوب کہا ہے

دو روز حذر کردن از مرگ روا نیست   روزیکہ قضا باشد و روزیکہ قضاء نیست

روزے کہ قضا باشد کوشش بخند سود   روزیکہ قضا نیست در و مرگ روا نیست

(افاضات یومیہ ج ۱۰ ص ۱۴)

اس جنگ میں حضرت عبد اللہ بن بدیل جو حضرت علیؓ کی صف میں تھے شامیوں پر حملے کے دوران مارے گئے اشتر نخعی نے حضرت معاویہؓ کے قریب پہنچ کر حملہ کرنا چاہا مگر اس کا بیان ہے کہ وہ آپ کے قریب پہنچ تو گیا تھا مگر اس پر آپ کا رعب اور خوف طاری ہو گیا حضرت علیؓ کی فوج کے کچھ لوگ خوف کے مارے اس جنگ سے نکلنا چاہتے تھے مگر آپ نے انہیں ثابت قدم رہنے کی ترغیب دی اور ان کو جانے سے روکا چنانچہ آپ کی ترغیب سے یہ لوگ پھر ایک جگہ جمع ہو گئے یہ جنگ کئی روز تک جاری رہی اس میں دونوں فریق کے لوگوں کی

Scanned with CamScanner

بہت سی جانیں گئیں

جب معاملہ طول پکڑنے لگا اور دونوں طرف کے مسلمانوں کی جانیں بڑی تیزی سے جانے لگی تو حضرت عمروؓ نے حضرت معاویہؓ سے کہا کہ حضرت علیؓ کی طرف مصحف بھیج کر انہیں اس کی طرف دعوت دیں چنانچہ ایک شخص قرآن لے کر حضرت علیؓ کے پاس آیا اور کہا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان اللہ کی کتاب حکم ہے حضرت علی مرتضیٰؓ سمجھتے تھے کہ شامیوں کا مصحف کو حکم بنانا محض ایک وقتی چال ہے مگر آپ کی فوج یہ ماننے کے لئے تیار نہ ہوئی انہوں نے کہا کہ جب ہمیں کتاب اللہ کی طرف بلایا گیا ہے تو ہم اس کو قبول کرنے سے انکار نہیں کر سکتے حضرت علیؓ نے ان سے کہا کہ اگر وہ کتاب اللہ کے فیصلہ کو قبول کرلیں تو معاملہ حل ہو سکتا ہے انہوں نے تو اللہ کی نافرمانی کی ہے اور عہد کو توڑا ہے اس لئے ان سے یہ توقع کس طرح رکھی جا سکتی ہے کہ وہ کتاب اللہ کی بات قبول کرلیں گے۔

مگر آپ کی فوج نے آپ کی بات نہ مانی اور کہا کہ

يا علي أجب إلى كتاب الله إذا دعيت إليه وإلا دفعناك برمتك إلى القوم أو نفعل بك ما فعلنا بابن عفان إنه غلبنا أن يعمل بكتاب الله فقتلناه والله لتفعلنها أو لنفعلنها (البدایہ ج ۷ ص ۲۷۴)

جب آپ کو کتاب اللہ کی طرف بلایا گیا تو اس کا آپ جواب دیں ورنہ ہم آپ کو ان کے حوالہ کر دیں گے یا ہم آپ کے ساتھ وہ سلوک کریں گے جو ہم نے عثمان بن عفان کے ساتھ کیا ہے بلا شبہ وہ کتاب اللہ پر عمل کرنے میں ہم پر غالب آگئے تھے مگر ہم نے انہیں پھر بھی قتل کر دیا اللہ کی قسم اگر آپ یہ نہ کریں گے تو ہم آپ کے ساتھ بھی عثمان والا سلوک کریں گے (تاریخ طبری

Scanned with CamScanner

ج ۳ ص ۶۲۸)

ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علیؓ نے ان کی یہ دعوت منظور کر لی اور فرمایا کہ میں لوگوں کو اس دعوت دینے کا زیادہ حقدار ہوں ٹھیک ہے ہمارے اور تمہارے مابین اللہ کی کتاب فیصلہ کرے گی (ایضاً ص ۲۷۲)

حضرت علی مرتضیٰؓ کو قتل کی دھمکی دینے والے اور آپ سے اس قسم کی گفتگو کرنے والے حضرت معاویہؓ کے لوگ نہیں بلکہ آپ کی اپنی فوج کے لوگ تھے یہ وہی لوگ تھے جو امام مظلوم حضرت عثمانؓ کے قتل میں کسی نہ کسی طرح ملوث تھے اور انہیں یہ کہتے ہوئے ذرا بھی خوف نہ تھا کہ وہ حضرت عثمانؓ کے قاتل ہیں اور حضرت علی مرتضیٰؓ کو قتل کرنے میں بھی انہیں کوئی خوف و فکر نہیں ہے اور وہ ببانگ دہل حضرت عثمانؓ کے قتل کا اعتراف کرتے تھے حضرت علی مرتضیٰؓ نے انہیں بار بار جنگ کے لئے کہا اور یہاں تک فرمایا کہ اگر تم لوگوں نے میری بات نہیں مانی تو پھر جو جی میں آئے کرو انہوں نے کہا کہ آپ اشتر کو پیغام بھیجیں کہ وہ جنگ بندی کا اعلان کر دے اور وہ فوراً واپس آجائے اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو ہم آپ کو بھی اسی طرح قتل کر دیں گے جس طرح ہم نے عفان کے بیٹے عثمان کو قتل کیا ہے (طبری ج ۳ ص ۶۲۹) چنانچہ آپ نے اشتر کو جنگ بندی کا پیغام بھیج دیا۔

حضرت علی مرتضیٰؓ سے گفتگو کرنے والے کون تھے؟ مسعر بن فدکی تمیمی...... زید بن حصین طائی اور ان کے دوسرے ساتھی تھے جو بعد میں حضرت علی مرتضیٰؓ کے مخالف ہو گئے اور خوارج بن گئے تھے اور پھر انہی لوگوں نے حضرت علی مرتضیٰؓ کے خلاف سازشیں بھی کیں تھیں اور وہ آپ کو شہید کرنے سے بھی نہیں چوکے

حضرت علی مرتضیٰؓ نے جب اشتر کے نام جنگ بندی کا پیغام بھیجا تو وہ کہنے لگا کہ میں فتح کے

قریب پہنچ چکا ہوں اس لئے مجھے اپنا کام پورا کرنے دیں مگر حضرت علیؓ کے پاس موجود لوگوں نے آپ پر دباؤ ڈال کر اسے بلا لیا اور جنگ بندی کرادی اس وقت تک دونوں جانب سے کافی خون بہہ چکا تھا اور کئی گھر اجڑ چکے تھے ابن سیرینؒ کے بیان کے مطابق اس جنگ میں ستر ہزار انسانوں کا خون بہا تھا بلغ القتلى يوم صفين سبعين الفا (المصنف لابن ابی شیبہ ج ۷ ص ۵۴۹) جن میں حضرت علیؓ کی فوج کے ۲۵ ہزار جبکہ حضرت معاویہؓ کے ۴۵ ہزار افراد تھے امام زہری کہتے ہیں کہ ایک ایک قبر میں پچاس آدمیوں کو دفن کیا گیا تھا (البدایہ ج ۷ ص ۲۷۵) تاہم مؤرخین نے اس تعداد کو مبالغہ قرار دیا ہے اور کہا کہ مقتولین کی تعداد ساڑھے آٹھ ہزار سے زیادہ نہیں ہے (طبری ج ۴ ص ۳۸۸) حافظ ابن کثیر نے بھی ایک بڑی تعداد کے قتل ہونے کا گو ذکر کیا ہے مگر ساتھ ہی کہا کہ اصل تعداد اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا

فقتل فی هذا الموطن خلق كثير من الفريقين لا يعلمهم إلا الله وقتل من العراقيين خلق كثير أيضا (البدایہ ج ۷ ص ۲۷۱)

بعد ازاں فریقین نے اس سارے معاملے کو طے کرنے کے لئے دو حکم مقرر کئے کہ وہ اس مسئلہ پر غور کریں اور جس بات میں مسلمانوں کا فائدہ ہو اس پر وہ اتفاق کریں حضرت معاویہؓ کی طرف سے حضرت عمرو بن العاصؓ مقرر ہوئے حضرت علیؓ چاہتے تھے کہ ان کی جانب سے حضرت عبداللہ بن عباسؓ ہوں مگر آپ کے اپنے لوگ پھر سے آڑے آگئے اور کہا کہ ہم حضرت ابو موسی اشعریؓ کے سوا اور کسی کو قبول نہ کریں گے آپ نے اشتر نخعی کو بھی وکیل بنانا چاہا مگر آپ کی جماعت اس کے لئے بھی تیار نہ ہوئی حضرت ابو موسیؓ ان دنوں گوشہ نشین ہو چکے تھے اور اس سارے معاملہ سے الگ تھلگ تھے جب آپ کو یہ خبر ملی کہ

Scanned with CamScanner

دونوں فریق صلح کے قریب پہنچ چکے ہیں تو آپ کو بہت خوشی ہوئی اور انہوں نے اللہ کا شکر ادا کیا مگر جب انہیں بتایا گیا کہ آپ کو حکم بنایا گیا تو آپ نے انا للہ پڑھا اور معذرت کی مگر وہ آپ کو پکڑ کر حضرت علیؓ کے پاس لے آئے۔ پھر آپ نے ایک تحریر لکھی دونوں فریق سے اس پر دستخط لئے یہ تحریر ۱۳ صفر ۳۷ کو لکھی گئی تھی

اس تحریر کے بعد دونوں جانب سے یہ بات طے ہوئی کہ جب تک دونوں فریقین کسی نتیجہ پر نہ پہنچیں ایک دوسرے کے خلاف تلواریں اٹھانے سے باز رہیں گے چنانچہ جنگ کے خاتمہ پر حضرت معاویہؓ اپنی فوج لے کر شام چلے گئے جبکہ حضرت علی مرتضیٰؓ اپنے لوگوں کے ساتھ کوفہ واپس تشریف لے آئے۔

☆......خوارج کے ایک الزام کا جواب

خوارج کا آپ پر یہ الزام کہ آپ نے مسلمانوں کو حضرت معاویہؓ کے مقابل تو لا کھڑا کیا اور ان میں سے بہت سے لوگ موت کے منہ میں بھی گئے مگر آپ نے اپنی اولاد کو مقابلہ پر نہیں بھیجا بلکہ انہیں اس میں آنے سے روکا چنانچہ جنگ صفین میں جب ایک موقع پر حضرت امام حسنؓ میدان کی طرف تیز چلنے لگے تو آپ سے نہ رہا گیا آپ نے لوگوں سے کہا کہ انہیں جانے نہ دیں روک لیں آپ کو ایسا نہ کرنا چاہئیے تھا؟

☆......الجواب

جواباً عرض ہے کہ اس کا سبب خود آپ نے اسی جگہ بیان بھی کر دیا تھا آپ نے کہا

املكوا عنى هذا الغلام لا يهدنى فاننى انفس بهذين (يعنى الحسن

والحسين رضي الله عنهما) على الموت لئلا ينقطع بهما نسل رسول الله ﷺ (نہج البلاغۃ ص ۱۷۵ خ ۲۰۵)

اس جوان کو روکو کہیں ان کی موت مجھے خستہ و بے حال نہ کر دے کیونکہ میں ان دونوں کو موت کے منہ میں دینے سے بخل کرتا ہوں کہ کہیں ان کی موت سے رسول اللہ ﷺ کی نسل قطع نہ ہو جائے

سو آپ کا اپنے بچوں کو محاذ پر جانے سے روکنا اپنے لئے نہ تھا اور نہ یہ محض شفقت پدری کی وجہ سے تھا بلکہ اس کا مقصد حضور ﷺ کی نسل مبارک کی بقاء تھا سو آپ پر خوارج کا یہ اعتراض درست نہیں

حضرت علی مرتضیٰؓ نے یہ جنگ لڑی اور لڑی خلافت راشدہ کے تسلسل کے لئے تاہم آپ فریق ثانی کے کسی فرد کے ساتھ کسی طرح کی زیادتی کو جائز نہ سمجھتے تھے آپ نے اس موقع پر جس کشادہ دلی کا مظاہرہ فرمایا اس کی مثال نہیں ملتی جنگ صفین کا ایک قیدی جب آپ کے پاس لایا گیا تو آپ نے فرمایا اسے چھوڑ دو میں اسے قتل کرنے کے لئے بند نہیں کروں گا میں پروردگار سے ڈرتا ہوں (المصنف لعبد الرزاق ج ۱۰ ص ۱۲۴ سنن سعید بن منصور ج ۲ ص ۳۳۹) آپ کسی مقتول کا سامان نہیں لیتے تھے (ایضا) آپ نے فرمایا کہ تم ان کا مال نہ لینا (المصنف ج ۷ ص ۵۴۳) آپ نے کہہ رکھا تھا کہ جو شخص اپنی کوئی چیز کسی کے پاس دیکھے تو وہ اس سے لے سکتا ہے حد تو یہ ہے کہ حضرت علی مرتضیٰؓ کی فوج کے ایک شخص کے پاس کسی کی ہانڈی تھی وہ اسے لینے آگیا یہ اس میں کچھ پکا رہا تھا اس نے طلب کیا اس نے اتنی مہلت مانگی کہ کھانا پک جائے اس نے انکار کر دیا اور ہانڈی انڈیل کر وہ ہانڈی لے کر چلتا بنا (المغنی ج ۸ ص ۱۱۵) آپ نے ہدایت کی تھی کہ کسی زخمی پر حملہ نہ کرنا کسی

Scanned with CamScanner

کو ننگا نہ کرنا کسی کے گھر میں بغیر اجازت داخل نہ ہونا کسی مقتول کا مثلہ نہ کرنا ان کی عورتوں کو نہ ستانا (طبری ج ۳ ص ۵۸۹) اور نہ کسی بھاگنے والے کا پیچھا کرنا نہ کسی زخمی پر ہاتھ اٹھانا اور جو ہتھیار ڈال دے اسے نہ مارنا (المصنف لابن ابی شیبہ ج ۷ ص ۵۴۳) اور نہ ان کا مال لینا (ایضا ص ۵۴۳) حضرت علیؓ نے جنگ جمل کے موقع پر کچھ لوگوں کی دیت مسلمانوں کے بیت المال سے ادا کی تھی یہ وہ لوگ تھے جو بھاگتے ہوئے حضرت علیؓ کے لوگوں کے ہاتھوں مارے گئے تھے (المغنی ج ۴ ص ۱۱۴) آپ نے اس جنگ کے بعد اہل بصرہ کے گھروں سے بھی کوئی تعرض نہ کیا تھا نہ ان کے سازوسامان اپنے قبضے میں لئے تھے صورت حال یہ تھی کہ کسی زخمی کو مزید زخمی کرنے کی اجازت نہیں تھی اور کسی بھاگنے والے کا تعاقب نہیں کیا جاتا تھا اور نہ کسی مقتول کا سامان سلب کیا جاتا تھا (المصنف لابن ابی شیبہ ج ۱۲ ص ۴۲۴)

اور فریقین میں سے جو لوگ اس جنگ میں کام آئے آپ نے انہیں غسل دیا کفن پہنایا اور بلا تفریق ان سب کی نماز جنازہ ادا کی فكان من مات منهم غسله و كفنه وصلى عليه (تاریخ دمشق ج ۱ ص ۳۳۱)

سعید بن نجیہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ صفین والے دن میرا ہاتھ تھامے ہوئے تھے ہمارا گذر فریق مخالف کے مقتولوں پر ہوا تو آپ نے ان کے لئے دعا کی اور کہا اللہ تم سب پر رحم فرمائے ﴿فقال يرحمكم الله﴾ پھر آپ اپنے مقتولین کے پاس آئے اور ان کے لئے بھی اسی طرح دعائے رحمت کی جس طرح ان کے لئے کی تھی ﴿فترحم عليه بمثل ماترحم على أصحاب معاويه﴾ میں نے آپ سے کہا کہ آپ نے ہمارے لئے ان کے ساتھ جنگ کو تو جائز کیا اور آپ ان کے مقتولین کے لئے دعائے رحمت بھی کر رہے ہیں اس پر

Scanned with CamScanner

حضرت علیؓ نے فرمایا

ان اللہ جعل قتلنا إیاھم کفارۃ لذنوبھم (رواہ الخطیب وابن عساکر

وعبدالرزاق)

اللہ تعالیٰ نے ہمارے ہاتھوں ان کے قتل کو ان کے گناہوں کا کفارہ کردیا ہے

یزید بن اصم کہتے ہیں کہ جب حضرت علی مرتضیٰؓ اور حضرت معاویہؓ کے درمیان صلح ہوگئی

تو حضرت علیؓ مقتولین کے پاس آئے اور فرمایا کہ یہ لوگ جنت میں جائیں گے پھر آپ

حضرت معاویہؓ کی جانب کے مقتولین کے پاس آئے اور فرمایا کہ یہ لوگ جنت میں جائیں

گے اور معاملہ میرے اور حضرت معاویہ کے درمیان ہوگا

فخرج علی فمشی فی قتلاہ فقال ھولاء فی الجنۃ ثم خرج إلی قتلی

معاویۃ فقال ھؤلاء فی الجنۃ ویصیر الامر إلیّ وإلی معاویۃ (المصنف

لابن ابی شیبہ ج ۱۵ ص ۳۰۳)

اور آپ ان سب کے بارے میں فرماتے تھے کہ یہ سب مؤمن ہی ہیں...... ھم المؤمنون

(تاریخ دمشق ج ا ص ۳۳۹) یہی وجہ ہے کہ آپ نے ان کے ساتھ وہی معاملہ کیا جو ایک

مسلمان کے ساتھ کیا جاتا ہے آپ نے کبھی انہیں کافر کہا نہ ان کو جنگی قیدی بنایا نہ ان کے

مال کو مال غنیمت سمجھا اور نہ ان کی کسی چیز کو لینے کا حکم فرمایا اور خود آپ نے اس واقعہ پر

بڑے گہرے دکھ اور افسوس کا اظہار فرمایا ہے سلیمان بن مہران کہتے ہیں کہ مجھ سے جنگ

صفین میں شریک رہنے والے ایک صاحب نے بتایا کہ اس نے حضرت علی مرتضیٰؓ کو بڑی

پریشانی اور اضطرابی حالت میں دیکھا آپ نے اپنے ہونٹوں کو اپنے دانتوں تلے دبایا ہوا تھا

آپ فرماتے تھے

Scanned with CamScanner

لو علمت أن الامر يكون هكذا ماخرجت إذهب يا أباموسى فاحكم ولو حز عنقي (المصنف لابن ابی شیبہ ج ۱۵ ص ۲۹۳)

اگر مجھے پتہ ہوتا کہ معاملہ اس حد تک چلا جائے گا تو میں کبھی یہاں تک نہ آتا پھر آپ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری سے کہا کہ آپ تشریف لے جائیں اور فیصلہ کریں اگر چہ اس بارے میں مجھے نقصان ہی کیوں نہ ہو

ہم نے یہ تفصیل اس لئے کی ہے تاکہ ہمارے قارئین کو پتہ چلے کہ جنگ صفین کیوں ہوئی اور وہ کونسی بات تھی جس نے ان دونوں بزرگوں کو ایک دوسرے کے سامنے لا کھڑا کیا تھا اور اہل اسلام ان دنوں ایک بڑی آزمائش میں مبتلا ہوئے تھے اور اس کے بڑے گہرے اور دور رس اثرات مرتب ہوئے تھے

ان جنگوں پر کچھ اور سوالات بھی وارد ہوتے ہیں آیئے ان کے جوابات بھی لیتے چلیں

☆...... جنگ صفین کے بارے میں چند سوالات کے جوابات......☆

(۱) حضرت عثمانؓ کے خون اور ان کے قصاص کا مطالبہ ان کے ورثاء کا حق تھا حضرت معاویہؓ اور ان کے دوسرے ساتھیوں کا حضرت علیؓ سے اس بات کا مطالبہ کرنا کہاں تک درست تھا؟

الجواب...... یہ صحیح ہے کہ کسی شخص کے قتل ہونے پر اس کے قصاص کے مطالبہ کا حق اس کے ورثاء کا ہوتا ہے سوال یہ ہے کہ کیا حضرت معاویہؓ حضرت عثمانؓ کے رشتہ دار نہ تھے؟ اور کیا آپ محض اپنی طرف سے اس کا مطالبہ کر رہے تھے یا حضرت عثمان کی اولاد نے

بھی آپ کو اپنا نمائندہ بنایا تھا حضرت علی مرتضیٰؓ کے شاگرد سلیم بن قیس کوفی (۹۰ھ) لکھتے ہیں حضرت معاویہؓ کے ساتھ حضرت عثمانؓ کی اولاد بھی تھی

إن معاوية يطلب بدم عثمان ومعه أبان بن عثمان وولد عثمان (کتاب سلیم بن قیس ص ۱۵۳ طبع نجف)

حضرت معاویہؓ جب حضرت عثمانؓ کے قصاص کے لئے اٹھے تو آپ کے ساتھ حضرت عثمانؓ کے بیٹے ابان اور ان کے دوسرے بیٹے بھی تھے

اور خود حضرت معاویہؓ نے بھی یہ بات بتائی کہ والیوں نے مجھے اپنا نمائندہ بنایا ہے

أنا وابن عمه وأنا اطلب بدمه وأمره إليّ (البدایہ ج ۸ ص ۱۲۹)

میں حضرت عثمان کا چچازاد بھائی ہوں میں ان کے قصاص کا طالب ہوں اور ان کا معاملہ (والیوں کی طرف سے) میرے سپرد ہے

نیز آپ اس مطالبہ میں اکیلے نہ تھے آپ کے ساتھ لاکھوں مسلمان تھے جو امیر المؤمنین حضرت عثمانؓ کے قاتلوں کو ان کے انجام تک پہنچانے کے خواہاں تھے

اس کے ساتھ اس بات پر بھی غور کیجئے کہ حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت کیا کسی عام فرد کی شہادت تھی؟ جس کے خون کا مطالبہ لے کر ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ اور عشرہ مبشرہ میں سے حضرت طلحہؓ اور حواری رسول حضرت زبیرؓ اٹھے کیا وہ کسی عام آدمی کا خون تھا؟ نہیں۔ حضرت عثمانؓ پوری اسلامی دنیا کے خلیفہ اور امیر تھے اور اور ہر جگہ کے لوگ اس بات کے شدت سے خواہاں تھے کہ حضرت عثمانؓ کے قاتلوں کو جلد گرفتار کیا جائے اور انہیں قرار واقعی سزا دی جائے امام ربانی مجدد الف ثانی (۱۰۳۴ھ) اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں

Scanned with CamScanner

اے بھائی حضرت معاویہؓ اس (مطالبہ) میں تنہا نہیں ہیں...... کم وبیش آدھے اصحاب کرامؓ ان کے ساتھ اس معاملہ میں شریک ہیں پس اگر حضرت علیؓ کے ساتھ لڑائی کرنے والے کافر یا فاسق ہوں تو پھر نصف دین سے اعتماد دور ہو جاتا ہے جو ان حضرات کی دعوت و تبلیغ کے ذریعہ سے ہم تک پہنچا ہے اس بات کو سوائے ان لوگوں کے جو زندیق ہیں اور جن کا مقصد دین کو برباد کرنا ہے کوئی اور پسند نہیں کرتا۔

اے بھائی اس فتنہ کے برپا ہونے کا سبب حضرت عثمانؓ کا قتل اور ان کے قاتلوں سے ان کا قصاص طلب کرنا ہے طلحہ وزبیر جو پہلے مدینہ سے باہر گے تاخیر قصاص کے باعث نکلے تھے اور حضرت عائشہ صدیقہؓ نے بھی اس باب میں ان کے ساتھ موافقت کی اور جنگ جمل جس میں تیرہ ہزار افراد قتل ہوئے حضرت عثمانؓ کے قصاص کے باعث ہوئی۔۔۔امام غزالیؒ نے تصریح کی ہے کہ وہ جھگڑا امر خلافت پر نہ تھا بلکہ قصاص کے پورا کرنے کے لئے حضرت علیؓ کی خلافت کے شروع میں ہوا ہے اور شیخ ابن حجرؒ نے بھی اس بات کو اہل سنت کے معتقدات میں سے کہا ہے (ترجمہ مکتوبات امام ربانی ج ا ص ص ۴۲۴ مکتوب نمبر ۲۵۱)

حضرت مولانا سید نور الحسن شاہ بخاریؒ لکھتے ہیں

حقیقت یہ ہے کہ امام مظلوم حضرت عثمان غنیؓ کی دردناک شہادت نے پوری مملکت اسلامیہ کو ہلا کر رکھ دیا تھا مدینہ طیبہ ہو یا مکہ معظمہ۔ خوبتا ہو یا بصرہ ۔شام ہو یا کوفہ ہر جگہ ایک آگ سی لگی ہوئی تھی ہر ملک ہر صوبہ اور ہر شہر میں

دردمند اہل اسلام مضطرب تھے پریشان تھے اور سیماب وار بے قرار تھے ان سب کا مطالبہ یہی تھا کہ امام مظلوم کی مظلومیت کا بدلہ اور آپ کے خون ناحق کا قصاص لیا جائے انہیں خلافت اور بیعت وغیرہ کی کوئی بات پیاری نہ لگتی تھی انہیں کسی چیز سے دلچسپی نہ تھی ہر جگہ مسلمانوں کو صرف قصاص امام کی فکر تھی اور وہ ہر حالت میں ہر قیمت پر اولین فرصت میں قاتلین امام سے نبٹ لینا چاہتے تھے (عادلانہ دفاع ص ۳۷۵)

جو لوگ بار بار یہ کہتے نہیں تھکتے کہ حضرت معاویہؓ حضرت ام المؤمنین حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ حضرت عثمانؓ کے ورثاء نہ تھے اور انہیں کوئی حق نہ تھا کہ وہ یہ مطالبہ کریں وہ کم از کم یہ تو بتائیں کہ وہ جس نکتہ کو بیان کر رہے ہیں حضرت علی مرتضیٰؓ کے ذہن میں یہ نکتہ کیوں نہ آیا آپ نے انہیں کیوں نہ کہا کہ تم کون ہوتے ہو یہ مطالبہ کرنے والے ؟ تم کو کس نے یہ حق دیا ہے ؟ حضرت علی مرتضیٰؓ نے قاتلوں کو پکڑنے کے بارے میں اپنی کمزوری تو بیان کی اور مزید وقت اور مہلت مانگی ان کے ساتھ مذاکرات کئے سخت بات چیت کا تبادلہ ہوا حتی کہ جنگ ہوئی مگر آپ نے کبھی ان سے یہ نہ کہا کہ آپ کو اس مطالبہ کا کوئی حق نہیں ہے اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت علی مرتضیٰؓ بھی یہ بات جانتے تھے کہ حضرت عثمانؓ کی شہادت عام آدمی کی شہادت سے مختلف ہے اور یہ صرف ان کے ورثاء کی بات نہیں سب مسلمانوں کا حق ہے اور اس پر آواز اٹھانا ان کا حق ہے حضرت علی مرتضیٰؓ یہ بھی جانتے تھے کہ جو لوگ حضرت عثمانؓ کے خون کا مطالبہ لے کر اٹھے ہیں گو وہ ان کے ورثاء نہ سہی مگر ان کے پاس حجت شرعی ضرور موجود ہے اسی جنگ کے موقع پر ایک شخص نے جب حضرت علیؓ سے کہا کہ

جو لوگ حضرت عثمانؓ کے خون کا مطالبہ لے کر کھڑے ہوئے اس بارے میں آپ کے نزدیک ان کے لئے کوئی حجت شرعی ہے کیا اس سے ان کا مقصد اللہ کی رضا ہے آپ نے فرمایا ہاں۔ اس نے پھر پوچھا کہ آپ اس بارے میں جو تاخیر روا رکھے ہوئے ہیں کیا آپ کے پاس بھی اس کی کوئی دلیل ہے آپ نے فرمایا ہاں۔ (تاریخ طبری ج ۳ ص ۵۱۴ الکامل لابن اثیر ج ۳ ص ۲۳۷)

اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حضرت علیؓ کے نزدیک بھی جو لوگ یہ مطالبہ لے کر اٹھے تھے وہ غلط نہ تھے اور ان کے پاس شرعی حجت موجود تھی (گو آپ کو ان کے طریقہ کار سے اختلاف تھا) افسوس ہے کہ آج کے بعض مفکر حضرت علیؓ سے زیادہ اپنے آپ کو نکتہ داں اور دانشور سمجھنے کی بڑی غلطی میں مبتلا ہیں اور یہی غلطی انہیں بدگمانی اور پھر بدزبانی پر لے آئی ہے۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

(۲) اس جنگ میں صحابہ کی تعداد کتنی تھی۔ اور کیا یہ جنگ کفر و اسلام کی جنگ تھی؟

جواب...... اس میں شک نہیں کہ اس وقت صحابہ ایک بڑی تعداد میں زندہ اور موجود تھے اور یہ حضرات اپنے اپنے علاقوں میں دعوت و تبلیغ میں مصروف تھے ان میں سے اس جنگ میں شامل ہونے والوں کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں حضرت امام احمد بن حنبلؒ (۲۴۱ھ) نے حضرت امام محمد بن سیرینؒ (۱۱۰ھ) کے حوالہ سے بتایا ہے کہ اس جنگ میں صحابہ کی تعداد تیس سے بھی کم تھی آپ فرماتے ہیں

هاجت الفتنة وأصحاب رسول الله ﷺ عشرات ألوف فلم

يحضر ها منهم مائة بل لم يبلغوا ثلاثين (منهاج السنۃ ج ۳ ص ۸۶)

اس فتنہ کے وقت دسیوں ہزار صحابہ موجود تھے مگر ان میں سے سو بھی اس میں شامل نہ ہوئے بلکہ ان کی تعداد تیس بھی نہیں تھی۔

حافظ ابن کثیرؒ نے بھی یہ بات بیان کی ہے (البدایہ ج ۷ ص ۲۵۲)

حافظ ابن تیمیہؒ (۷۲۸ھ) اس کی سند کے بارے میں لکھتے ہیں

هذا الاسناد أصح إسناد على وجه الارض (منہاج)

یہ سند روئے زمین پر سب سے زیادہ صحیح سند ہے

تاہم امام شعبیؒ (۱۰۳ھ) کے بیان کے مطابق ان کی تعداد چار سے زیادہ نہ تھی (تاریخ ابن خیاط ص ۱۶)

اور ان کی اس جنگ میں شرکت بھی ان کا اپنا اجتہاد تھا ہر دو فریق میں شامل حضرات نیک نیتی کے ساتھ ان کا ساتھ دے رہے تھے اور دونوں فریق سمجھتے تھے کہ وہ حق کی خاطر لڑ رہے ہیں ان کا مقصد ہرگز طلب مال اور دنیاوی اقتدار نہ تھا امام ابو عبداللہ محمد بن احمد قرطبیؒ (۶۷۱ھ) لکھتے ہیں

كانت تلك الفتنة والقتال بينهم على إجتهادهم منهم فكان المصيب منهم له أجران والمخطئى له أجر ولم يكن قتال على الدنيا (التذكرة فى احوال الموتى وأمور الآخرة ج ۲ ص ۲۲۶)

علامہ ابن خلدونؒ (۸۰۸ھ) لکھتے ہیں

كان طريقهم فيها الحق والاجتهاد ولم يكونوا فى محاربتهم لغرض دنيوى أولا يثار باطل أو لاستشعارهم حقد كما قد يتوهمه متوهم

وينزع إليه ملحد (مقدمہ ابن خلدون ص ۳۶۴)

ان حضرات کا یہ معاملہ تلاش حق کی خاطر تھا اور یہ بطور اجتہاد تھا ان کے درمیان یہ جنگ کسی دنیوی اغراض کے لئے نہ تھی اور نہ کسی باطل چیز کو ترجیح دینے کے لئے تھی اور نہ یہ کینہ و حسد پر تھی جیسا کہ بعض لوگوں کا وہم ہوا ہے اور ملحد لوگ اسے اس طرف لے جاتے ہیں

علامہ کمال الدین مقدسی شافعیؒ (۹۰۵ھ) لکھتے ہیں

وليس المراد بما شجر بين علي ومعاوية المنازعة في الامارة كما توهمه بعضهم وانما المنازعة كانت بسبب تسليم قتلة عثمان الى عشيرته ليقتصوا منهم

حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے درمیان امارت و حکومت (کے حصول) کا جھگڑا نہ تھا جیسا کہ بعض نادانوں کو اس کا وہم ہوا ہے بلکہ اصل میں حضرت عثمانؓ کے قاتلوں کو حضرت عثمان کے وارثوں کے حوالہ کرنے میں تنازع پیدا ہوا تھا تاکہ وہ ان سے قصاص لے سکیں

حضرت معاویہؓ خود فرماتے ہیں

ماقاتلت عليا إلا في أمر عثمان (المصنف لابن ابی شیبہ ج ۶ ص ۱۸۷)

حضرت معاویہؓ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ سے میرا تنازع صرف حضرت عثمانؓ کے قصاص کے مسئلہ پر ہوا ہے۔

معروف محدث حضرت امام اسحٰق بن راھویہؒ (۱۶۱ھ) حضرت امام محمد باقرؒ کے حوالہ سے نقل کرتے تھے کہ حضرت علی مرتضیٰؓ نے جنگ جمل یا صفین کے موقع پر ایک شخص کو غلط

باتیں کرتے سنا تو آپ نے کہا

لاتقولوا إلا خيرا إنما هم قوم زعموا أنا بغينا عليهم وزعمنا أنهم بغوا علينا فقاتلناهم (منہاج السنۃ ج ۵ ص ۲۴۵)

ان میں سے کسی کے بارے میں سوائے اچھی بات کے کچھ نہ کہو انہوں نے یہ سمجھا کہ ہم نے ان کے خلاف زیادتی کی ہے (کہ خلیفہ راشد امام برحق نہایت بے دردی سے شہید کردئے گئے ہیں اور ہم جان کر ان کے قاتلوں کے خلاف نہیں اٹھے) اور ہم نے سمجھا کہ ان لوگوں نے ہمارے خلاف بغاوت کی ہے (ہماری خلافت نہیں مان رہے ہیں) اس بناء پر ہم ان سے لڑے ہیں

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ (۱۰۳۴ھ) ایک مکتوب میں لکھتے ہیں

وہ لڑائی جھگڑے جو اصحاب کے درمیان ہوئے جیسے کہ جمل اور صفین ان کو نیک وجہ پر محمول کرنا چاہئیے اور ہوا و تعصب سے دور سمجھنا چاہئیے کیونکہ ان بزرگواروں کے نفوس حضرت خیر البشر علیہ الصلاۃ والسلام کی صحبت میں ہوا وہوس سے پاک اور حرص وکینہ سے صاف ہو چکے تھے اگر ان میں صلح تھی تو حق کے لئے تھی اور اگر جھگڑا تھا تو حق کے لئے تھا ہر ایک گروہ نے اپنے اپنے اجتہاد کے مطابق عمل کیا ہے اور مخالف کو رنج و تعصب کے بغیر اپنے سے دفع کیا ہے جو اپنے اجتہاد میں مصیب ہے اس کو دو درجہ بلکہ ایک قول کے مطابق دس درجہ کا ثواب ہے اور جو مخطی ہے ایک درجہ ثواب کا اس کو بھی حاصل ہے (مکتوبات دفتر دوم مکتوب نمبر ۶۷ ص ۲۳۷)

علامہ شہاب الدین خفاجی (۱۰۵۸ھ) لکھتے ہیں

Scanned with CamScanner

انها أمور وقعت باجتهاد منهم لا لاغراض نفسانية ومطامع دنيوية كما يظنه الجهلة (نسیم الریاض ج ۳ ص ۴۶۷)

یہ واقعات ان کے اجتہاد رائے کی بناء پر ان سے صادر ہوئے تھے کسی نفسانی اغراض کی خاطر اور دنیوی طمع کے لئے نہیں جیساکہ جاہل لوگوں نے سمجھ رکھا ہے

مولانا ابوالاعلی مودودی صاحب کو بھی اس بات کا اعتراف ہے وہ لکھتے ہیں

وہ جنگ جمل و صفین میں نیک نیتی کے ساتھ اپنے آپ کو حق بجانب سمجھتے ہوئے لڑے تھے نفسانی عداوتوں اور اغراض کی خاطر نہیں لڑے تھے انہیں افسوس تھا کہ دوسرا فریق ان کی پوزیشن غلط سمجھ رہا ہے اور خود غلط پوزیشن اختیار کرتے ہوئے بھی اپنی غلطی محسوس نہیں کر رہا ہے وہ ایک دوسرے کو فنا کردینے پر تلے ہوئے نہیں تھے بلکہ اپنی دانست میں دوسرے فریق کو راستی پر لانا چاہتے تھے۔۔ ان کے دلوں میں ایک دوسرے کی قدر عزت محبت اسلامی حقوق کی مراعات اس شدید خانہ جنگی کی حالت میں بھی جوں کی توں بر قرار رہی اس میں یک سر مو فرق نہ آیا بعد کے لوگ کسی کے حامی بن کر کسی کو گالیاں دیں تو یہ ان کی اپنی بد تمیزی ہے مگر وہ لوگ آپس کی عداوت میں نہیں لڑے تھے اور لڑ کر بھی ایک دوسرے کے دشمن نہ ہوئے تھے (رسائل ومسائل حصہ سوم ص ۳۰۸)

ہم اس وقت اس بات میں نہیں جاتے کہ کس جماعت نے ان اختلافات کو بنیاد بنا کر بد تمیزی کا طوفان برپا کیا اور کس نے اجلہ صحابہ کرام کی عزت و حرمت کے ساتھ کھیلنے کی

Scanned with CamScanner

عبارت کی ہے اور بازاری گالیاں تک دینے میں انہیں کوئی حیاء نہ آئی اور مذکورہ بیان لکھنے کے باوجود دوسرے فریق باطل باطل کی گردان بھی کئے چلے جاتے ہیں تاہم موصوف کے ان بیان سے یہ بات ضرور واضح ہے کہ دونوں فریق اپنے تئیں اپنے موقف کو درست سمجھتے تھے اور ان کا یہ اجتہاد بھی نفسانی نہیں تھا یہ حضرات نیک نیتی کے ساتھ ہی اپنے موقف پر کھڑے ہوئے تھے اور نہ یہ کفر واسلام اور حق اور باطل کی جنگ تھی اور نہ کسی نے اسے کفر واسلام کی جنگ بتایا ہے

حضرت علی مرتضیٰؓ کا اپنا ایک موقف تھا اور وہ درست تھا اور آپ اس پر میدان میں اترے حضرت معاویہؓ کا اپنا ایک اجتہاد تھا اور آپ اس پر ڈٹے رہے یہ کفر واسلام کے معرکے نہ تھے اور نہ ان میں سے کسی فریق نے دوسرے فریق پر کفر کے فتوے لگائے حضرت علیؓ نے کبھی حضرت معاویہؓ پر کفر کا فتویٰ نہیں دیا اور نہ حضرت معاویہؓ نے کبھی آپ کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا باوجودیکہ آپ حضرت علی مرتضیٰؓ کے مقابل ہوئے مگر حضرت علیؓ نے پھر بھی انہیں مؤمن ہی کہا حضرت امام جعفر صادقؒ اپنے والد حضرت امام باقرؒ سے نقل کرتے ہیں

لم يكن ينسب أحدا من أهل حربه إلى الشرك ولا إلى النفاق ولكن يقول هم إخواننا بغوا علينا (قرب الاسناد ص ۴۵ تہران از عبداللہ بن جعفر حمیری قمی (۳۰۰ھ)

حضرت علیؓ اپنے ساتھ جنگ کرنے والوں میں سے کسی کو بھی کفر اور شرک سے منسوب نہ کرتے تھے اور نہ ہی آپ نے ان میں سے کسی کو منافق کہا البتہ آپ کہتے تھے کہ وہ ہمارے بھائی ہیں جنھوں نے ہم پر چڑھائی کی ہے

Scanned with CamScanner

حضرت عبداللہ بن رباح کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ تم لوگ اہل شام (یعنی حضرت امیر معاویہؓ کی جماعت) کے بارے میں یہ نہ کہو کہ انہوں نے کفر کیا ہاں یہ کہو کہ انہوں نے زیادتی کی اور غلط راہ پر چل پڑے ہیں

لاتقولوا كفر أهل الشام ولكن قولوا فسقوا وظلموا (رواہ البیہقی موسوعۃ آثار الصحابۃ ج ۲ ص ۱۸۳)

حضرت علی مرتضیٰؓ سے جب مختلف مقامات کے لوگوں نے اس جنگ کے بارے میں پوچھا تو آپ نے انہیں بذریعہ خط اس کی تفصیلات بیان کیں آپ نے ان خطوط میں حضرت معاویہؓ اور ان کی جماعت کے بارے میں کیا تبصرہ کیا ہے اسے دیکھئے آپ نے لکھا

إن ربنا واحد ونبينا واحد ودعوتنا فى الاسلام واحدة ولا نستزيدهم فى الايمان بالله والتصديق برسوله ولا يستزيدوننا الامر واحد إلا ما اختلفنا فيه من دم عثمان ونحن منه براء (نہج البلاغۃ خطبہ نمبر ۵۸ ص ۶۷۷)

ہمارا اور ان کا رب ایک ہے رسول ایک ہے دعوت اسلام بھی ایک ہے ہم اللہ پر ایمان لانے میں اور اس کے رسول کی تصدیق کرنے میں ان پر کسی فضیلت کے قائل نہیں نہ وہ ہم پر اس فضیلت کے خواہاں ہیں ہماری حالتیں ایک ہیں مگر جس بات پر ہمارے اور ان کے درمیان اختلاف ہوا وہ خون عثمان کا معاملہ ہے حالانکہ ہم اس قتل سے بری ہیں

حضرت علی مرتضیٰؓ کا یہ خطبہ بہت واضح ہے کہ آپ حضرت معاویہؓ اور ان کے ساتھیوں سے مؤمن بہ لہجہ میں زیادہ نہیں اور نہ یہ لوگ حضرت علی مرتضیٰؓ سے ایمان میں آگے

امور میں سب برابر ہیں اور دونوں کی دعوت دینی بھی ایک ہے البتہ اختلاف
میں ہوا کہ داماد رسول امام مظلوم سیدنا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے
کس طرح نمٹا جائے اور خدا گواہ ہے کہ ہم اس خون سے بالکل بری ہیں

کما قال رضی اللہ عنہ

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ جو اس معرکہ میں شہید ہو گئے تھے ان کے سامنے ایک شخص نے
شام (یعنی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جماعت) کی تکفیر کی تو آپ نے اسے روک دیا اور
کہا کہ ایسا نہ کہو ہمارے اور ان کے نبی ایک ہیں ہمارا اور ان کا قبلہ ایک ہے البتہ یہ جماعت
آزمائش میں جا پڑی اور راہ حق سے الگ ہو گئی اب ہم پر یہ ضروری ہو گیا کہ ہم ان سے
قتال کریں یہاں تک کہ وہ درست راہ پر آ جائیں

فقال عمار لا تقولوا ذلك نبينا ونبيهم واحد وقبلتنا واحدة ولكنهم
قوم مفتونون جاروا عن الحق فحق علينا أن نقاتلهم حتى يرجعوا
اليه (المصنف لابن ابی شیبہ ج ۷ ص ۵۴۷ منہاج ج ۵ ص ۲۴۶)

... بن ابی ہند اپنے چچا سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میں جنگ صفین میں
حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا اتنے میں نماز کا وقت آیا تو ہم نے نماز کے لئے اذان دی تو
اہل شام نے بھی اذان دی پھر ہم نے اقامت کہی تو انہوں نے بھی اقامت کہی پھر ہم نے
نماز ادا کی اور انہوں نے بھی نماز ادا کی بعد ازاں جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو ہمارے
درمیان بھی مقتولین تھے اور ان کے درمیان بھی مقتولین تھے اس وقت میں نے آپ سے
پوچھا کہ

ما تقول فی قتلانا وقتلاهم فقال من قتل منا ومنهم يريد وجه الله

والدار الآخرة دخل الجنة (سنن سعید بن منصور ج ۲ ص ۳۴۵)

آپ ہمارے مقتولین اور ان کے مقتولین کے بارے میں کیا کہتے ہیں آپ نے کہا کہ جو ہم میں سے اور ان میں سے اللہ کی رضا اور آخرت کے لئے لڑتا ہوا مارا گیا تو وہ جنت میں جائے گا ۔

یزید بن اصم کہتے ہیں کہ حضرت علی مرتضیٰؓ نے فرمایا

قتلای وقتلی معاویہ فی الجنة ......رواہ الطبرانی ورجاله وثقوا (مجمع الزوائد ج ۵ ص ۳۵۷) ویصیر الامر إلی والی معاویة (المصنف لابن ابی شیبہ ج ۷ ص ۵۵۲۔ کنز العمال ج ۱۱ ص ۳۴۵)

اس جنگ میں دونوں جانب کے مرنے والے اہل جنت ہیں (مؤمن ہیں) اور یہ معاملہ میرے اور معاویہ کے درمیان ہوگا

پھر آپ نے ان کے لئے دعا فرمائی آپ کے ساتھ اس وقت محمد بن ابی بکر اور حضرت عمار بن یاسرؓ بھی تھے آپ نے کہا

أللهم اغفر لی ولهم (المصنف ج ۷ ص ۵۴۴)

اے اللہ تو مجھے اور انہیں معاف کردے

کیونکہ دونوں فریق کی نیتوں میں فتور تھا اور نہ ان کا مقصد طلب دنیا تھا ہاں وہ لوگ جو اس جنگ میں مسلمانوں کے درمیان فتنہ وفساد برپا کرنے والے تھے اور ان کی نیت اور مقصد مسلمانوں کو نقصان پہنچانا تھا ظاہر ہے کہ وہ اس بشارت کے مستحق نہ ہوں گے انہیں اپنے کئے کی سزا ضرور ملے گی یہ لوگ عبداللہ بن سبا اور اس کے ساتھی ہیں

حضرت معاویہؓ کو حضرت علی مرتضیٰؓ کے خلیفہ ہونے اور آپ کی خلافت سے کبھی انکار نہ

Scanned with CamScanner

تھا اور نہ وہ آپ کی فضیلت و شرف کے منکر تھے آپ کا ان سے اختلاف قصاص عثمان کے متعلق تھا حضرت ابو موسی اشعریؓ نے جب معاملہ حل کرنے کے لئے ایک تحریر لکھی اور اس میں حضرت علی مرتضیٰؓ کے اسم گرامی کے ساتھ امیر المؤمنین لکھا تو آپ نے فرمایا

لو كان أمير المؤمنين لم أقاتله ولكن ليكتب إسمه وليبدأ به قبل إسمى لفضله وسابقته (البدایہ ج ۷ ص ۲۷۸)

اگر وہ امیر المؤمنین ہوتے تو میں آپ سے جنگ نہ کرتا آپ کا صرف نام لکھو البتہ ان کی فضیلت اور اسلام میں ان کی سابقیت کی وجہ سے آپ کا نام مجھ سے پہلے لکھو۔

حضرت ابو مسلم خولانیؒ جب حضرت معاویہؓ سے ملنے آئے تو ان سے کہا کہ

أنت تنازع عليا أم أنت مثله فقال والله إنى لأعلم انه خير منى وأفضل وأحق بالامر منى ولكن ألستم تعلمون ان عثمان قتل مظلوما وأنا إبن عمه وأنا أطلب بدمه وأمره إلى فقولواله فليسلم إلى قتلة عثمان وأنا أسلم له أمره فاتوا عليا فكلموه فى ذلك فلم يدفع اليهم أحدا فعند ذلك صمم أهل الشام على القتال مع معاوية (البدایہ ج ۸ ص ۱۲۹)

آپ حضرت علیؓ سے جھگڑا کرتے ہیں کیا آپ علم و فضل میں حضرت علیؓ کے مقام پر ہیں ؟ حضرت معاویہؓ نے کہا خدا کی قسم ایسی بات نہیں ہے مجھے پتہ ہے کہ حضرت علیؓ مجھ سے بہتر ہیں مجھ سے افضل ہیں اور خلافت میں بھی مجھ سے زیادہ مستحق ہیں لیکن کیا تم نہیں جانتے کہ حضرت عثمانؓ مظلوما شہید کئے گئے ہیں اور میں ان کا چچازاد بھائی ہوں اس لئے مجھے ان کے خون کا قصاص لینے کا

Scanned with CamScanner

پورا حق ہے تم لوگ جاکر حضرت علیؓ سے کہو کہ وہ حضرت عثمانؓ کے قاتل کو میرے حوالہ کر دیں چنانچہ وہ وفد حضرت علیؓ کے پاس آیا اور ان سے یہ بات کی مگر حضرت علیؓ نے قاتلین عثمان کو ان کے حوالہ نہیں کیا چنانچہ اہل شام نے حضرت معاویہؓ کا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت معاویہؓ کو آپ کی فضیلت اور بزرگی میں کوئی کلام نہ تھا یہ اختلاف شہادت عثمانؓ اور آپ کے قصاص کے معاملے پر اٹھا تھا اور آپ نے اسے کھل کر بیان بھی کر دیا تھا حضرت علی مرتضیٰؓ حضرت معاویہؓ کے بارے میں کیا رائے رکھتے تھے اسے بھی دیکھئے شیعہ عالم ملا باقر مجلسی لکھتا ہے

بخدا سوگند کہ معاویہ از برائے من بہتر ازیں جماعت اینہا دعوی می کنند کہ شیعہ منند دارادہ قتل من کردند و مال مرا غارت کردند بخدا سوگند اگر از معاویہ عہدے بگیرم و خون خود را حفظ کنم وایمن گردم در اہل و عیال خود بہتر است برائے من از آنکہ اینہا مرا بکشند (جلاء العیون ص ۲۹۰)

خدا کی قسم معاویہؓ میرے لئے ان لوگوں سے بہتر ہے جو دعوی کرتے ہیں کہ وہ میرے شیعہ ہیں اگر میں معاویہؓ کے ساتھ صلح کر لوں اور اپنی اور اپنے اہل وعیال کی حفاظت کر لوں یہ میرے لئے اس سے بہتر ہے کہ میرے اپنے ہونے کا دعوی کرنے والے مجھے مار ڈالیں

ہم آگے چل کر بتائیں گے کہ حضرت معاویہؓ کی نظر میں حضرت علی مرتضیٰؓ کس مقام ومرتبہ کی شخصیت تھے اور آپ کے دل میں ان کی کس قدر عزت تھی

خود شیعہ عالم ملا باقر مجلسی بھی یہ بات تسلیم کرتا ہے کہ حضرت علیؓ کے مناقب و فضائل کا

Scanned with CamScanner

حضرت معاویہؓ کو بھی انکار نہ تھا آپ تسلیم کرتے تھے کہ اللہ نے حضرت علیؓ کو بے شمار فضائل ومناقب کا حامل بنایا ہے ملا مجلسی کا بیان دیکھیے

معاویہؓ فضیلات ومناقب حضرت علیؓ کا منکر نہ تھا اور ماسوائے قتل عثمانؓ میں شریک ہونے کے اور کوئی فسق آپ سے منسوب نہ کرتا تھا بلکہ وہ اسی پر قانع تھا کہ حضرت امیرؓ اس کی امارت بر قرار رکھیں اور حضرت کی بیعت کر کے حضرت کی خلافت کا اقرار کرے اور لوگ حضرت کے مناقب اور فضائل مکرر اس کے سامنے ذکر کرتے تھے اور وہ اس کا انکار نہ کرتا تھا (حق الیقین ص ۱۴۹ اردو)

جہاں تک حضرت معاویہؓ کا معاملہ ہے ہم پہلے بتا آئے ہیں کہ آپ کا حضرت علیؓ سے اختلاف خون عثمان پر ہوا تھا تاہم آپ نے یہاں تک کہہ دیا تھا کہ اگر یہ معاملہ حل ہو جائے تو میں سب سے پہلے حضرت علیؓ کی بیعت کرنے والا ہوں گا

ثم أنا أوله من بايعه من أهل الشام (البدایہ ج ۷ ص ۲۶۰)

پھر یہ واقعہ بھی کسی سے مخفی نہیں کہ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے درمیان اختلافات کی خبریں دشمنان اسلام تک پہنچیں تو انھوں نے موقع سے فائدہ اٹھانا چاہا اور وہ اپنی فوجیں تیار کر کے ایران کے بعض علاقوں پر قبضہ کرنا چاہ رہے تھے یہ علاقے حضرت علیؓ کے قبضے میں تھے جب اس کی خبر حضرت معاویہؓ کو ملی تو آپ جوش میں آگئے اور آپ نے قیصر کے نام خط لکھا کہ

والله لئن لم تنته وترجع إلى بلادك يالعين لاصطلحن أنا وابن عمي عليك ولاخرجنك من جميع بلادك ولاضيقن عليك الارض بما

Scanned with CamScanner

رجبت فعند ذلك خاف ملك الروم والنكف (البدایہ ج ۸ ص ۱۱۹)
خدا کی قسم اگر تو اپنے ارادے سے باز نہ آیا اور اے ملعون اگر تو اپنے ملک واپس نہ
چلا گیا تو میں اور میرا عم زاد (یعنی حضرت علیؓ) اپنی لڑائیاں بھول کر تیرے
خلاف اکٹھے ہو کر آئیں گے اور میں تمہیں تمہارے تمام علاقوں سے بھی نکال
باہر کروں گا اور زمین کو باوجود فراخی کے تم پر تنگ کر دوں گا یہ بات سن کر پر
رومی بادشاہ ڈر گیا اور فرار ہو گیا
(یاد رکھو) اگر تم نے اپنا ارادہ پورا کرنے کی ٹھان لی ہے تو میں قسم کھاتا ہوں کہ
میں اپنے ساتھی (حضرت علیؓ) سے صلح کر لوں گا پھر تمہارے خلاف ان کا جو
لشکر روانہ ہو گا اس کے ہراول دستے میں شامل ہو کر قسطنطنیہ کو جلا ہوا کوئلہ
بنا دوں گا اور تمہاری حکومت کو گاجر مولی کی طرح اکھاڑ پھینکوں گا (حضرت
معاویہ اور تاریخی حقائق ص ۲۱۴ بحوالہ تاج العروس ج ۷ ص ۲۰۸ للزبیدی)
اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت معاویہؓ کا حضرت علی مرتضیٰؓ سے اختلاف ان
کی ذات پر تھا نہ وہ اپنے دل میں آپ کے خلاف کوئی بوجھ اور عداوت رکھتے تھے اور نہ آپ
نے کبھی تیسری قوت کو اپنے ساتھ ملا کر حضرت علی مرتضیٰؓ کو دبانے اور مٹانے کی کوئی
کوشش کی اور نہ ہی ان کا آپ سے خلافت کا کوئی جھگڑا تھا آپ خون عثمانؓ کا مطالبہ لے کر
اٹھے تھے اور اس میں آپ اپنے موقف پر شدت کے ساتھ قائم رہے یہ آپ کا اجتہاد تھا
اور پھر یہ جنگ اسی اجتہادی اختلاف کے سبب وقوع میں آئیں
حضرت امام ابو اسحاق اسفرائنیؒ (۴۱۸ھ) لکھتے ہیں
التخاصم والنزاع والتقاتل والدفاع الذی جری بینهم کان عن

Scanned with CamScanner

إجتهاد قد صدر من كل واحد من رؤوس الفريقين ومقصد سائغ لكل فرقة من الطائفتين وإن كان المصيب في ذلك للصواب (شرح عقائد ج۲ص ۳۸۶ ماخوذ از مقام صحابہ ص ۱۰۴)

جو جھگڑا و جدال اور قتال و دفاع صحابہ کے درمیان پیش آیا وہ اس اجتہاد کی بناء پر تھا جو دونوں جماعتوں کے بڑوں نے کیا تھا اور دونوں میں سے ہر ایک کا مقصد اچھا تھا اگرچہ اس میں درست راہ پر ایک فریق ہے

حضرت امام غزالیؒ (۵۰۵ھ) لکھتے ہیں

وماجرى بين معاوية وعلى رضى الله عنهما مبنيا على الاجتهاد لا منازعة من معاوية فى الامامة (احیاء العلوم ج۱ص ۱۱۵)

حضرت معاویہؓ اور حضرت علیؓ کے درمیان جو کچھ بھی ہوا وہ اجتہاد کی بنیاد پر ہوا حضرت معاویہؓ کا حضرت علیؓ کی امامت (خلافت) پر کوئی جھگڑا نہیں ہوا

حافظ ابن ہمامؒ (۸۶۱ھ) نے بھی یہی بات لکھی ہے (دیکھئے المسایرہ ص ۳۱۴ خارجی فتنہ حصہ اول ص ۴۱۹) شارح صحیح مسلم حضرت امام نوویؒ (۶۷۶ھ) لکھتے ہیں

وأما على رضى الله عنه فخلافته صحيح وكان هو الخليفة فى وقته لا خلافة لغيره وأما معاوية رضى الله عنه فهو من العدول الفضلاء والصحابة النجباء وأما الحروب التى جرت فكانت لكل طائفة شبهة اعتقدت تصويب أنفسها بسببها وكلهم عدول ومتأولون فى حروبهم وغيرها ولم يخرج شئى من ذلك أحدا منهم من العدالة لأنهم مجتهدون (نووی شرح صحیح مسلم ج۲ص ۲۷۲)

Scanned with CamScanner

حضرت علیؓ کی خلافت بالاجماع صحیح ہے اور اپنے وقت میں وہی خلیفہ تھے اور آپ کے سوا کسی کی خلافت نہ تھی اور حضرت معاویہؓ عادل فاضل اور شریف صحابہ میں سے ہیں مگر جو جنگیں آپس میں لڑی گئی ہیں تو ان میں سے ہر ایک گروہ کو ایک شبہ لاحق تھا جس کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو صواب پر ہونے کا اعتقاد رکھتے تھے اور سب صحابہ عادل ہیں اور ان جنگوں وغیرہ اختلافات میں تاویل کرنے والے ہیں اور ان میں سے کوئی چیز بھی ان میں سے کسی کو صفت عدالت سے خارج نہیں کرتی کیونکہ وہ مجتہد ہیں

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ (۱۰۳۴ھ) اپنے مکتوب میں لکھتے ہیں

ان حضرات کے درمیان جو جنگیں ہوئیں انہیں نیک عمل پر محمول کرنا چاہئے اور اسے ہوا و ہوس سے دور سمجھنا چاہئے کیونکہ یہ اختلاف تاویل واجتہاد پر مبنی تھا نہ کہ ہوا و ہوس پر۔ یہی اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے تاہم یہ بات جاننا چاہئے کہ حضرت علی مرتضیٰؓ کے ساتھ جنگ کرنے والے خطا پر تھے اس بارے میں حق حضرت علیؓ کی جانب تھا لیکن یہ خطا چونکہ خطائے اجتہادی کی طرح ہے اس لئے ملامت سے دور ہے اور اس پر کوئی مؤاخذہ نہیں ہے شیخ ابن حجرؒ نے صواعق میں لکھا ہے کہ حضرت معاویہؓ اور حضرت علیؓ کے درمیان اختلافات از روئے اجتہاد ہوئے ہیں اور انہوں نے اس قول کو اہل سنت کے معتقدات سے کہا ہے۔۔۔ پس حضرت علیؓ کے ساتھ جنگ کرنے والوں کے حق میں فسق اور ضلال کا گمان جائز نہیں ہے (مکتوبات جلد ۱ ص ۴۰۴ مکتوب نمبر ۲۵۱)

Scanned with CamScanner

دیکھئے پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑویؒ کے شیخ آستانہ خواجہ شمس الدین سیالویؒ (۱۳۰۰ھ) ایمان

آنچہ میان حضرت علیؓ و امیر معاویہؓ نزاع و خصومت واقع شدہ است از اجتہاد بود نہ از جہت عناد ...... الخ (مرآۃ العاشقین نمبر ۲۳ ص ۱۰۹)

جو کچھ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے درمیان وقوع میں آیا وہ از روئے اجتہاد تھا کسی کینہ و عناد کی وجہ سے نہ تھا۔

اس سے واضح ہے کہ یہ جنگیں اجتہادی نتائج کا نتیجہ تھیں اور اس میں دونوں فریق کسی نفسانی غرض کے لئے ایک دوسرے کے مقابلہ پر نہ آئے تھے البتہ حضرت علی مرتضیٰؓ کا موقف حق کے زیادہ قریب تھا حضور ﷺ نے ایک پیش گوئی میں آپ کو اولی الطائفتین بالحق (صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۴۲) یعنی دو جماعتوں میں حق سے زیادہ قریب جماعت بتایا ہے جبکہ حضرت معاویہؓ اور دوسرے حضراتؓ کا اجتہاد خطا کر گیا۔ حافظ ابن کثیرؒ (۷۷۴ھ) جنگ صفین پر لکھتے ہیں

إن أصحاب عليؓ أولى الطائفتين إلى الحق وهذا هو مذهب أهل السنة والجماعة أن علياًؓ هو المصيب وإن كان معاويةؓ مجتهدا وهو مأجور إن شاء الله (البداية ج ۷ ص ۲۷۹)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علیؓ کے اصحاب دونوں جماعتوں میں حق کے زیادہ قریب تھے یہی اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے کہ حضرت علیؓ حق پر تھے اگرچہ حضرت معاویہؓ بھی مجتہد ہونے کی وجہ سے انشاء اللہ ماجور ہوں گے

Scanned with CamScanner

حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب مد ظلہم لکھتے ہیں

آنحضرت ﷺ کے ان الفاظ ﴿ أولی الطائفتین بالحق ﴾ سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کا اختلاف کھلا حق و باطل کا اختلاف نہ تھا بلکہ اجتہاد اور رائے کی دونوں جانب گنجائش ہو سکتی ہے البتہ حضرت علیؓ کی جماعت حق سے نسبتاً زیادہ قریب ہو گی اگر آپ ﷺ کی مراد یہ نہ ہوتی تو حضرت علیؓ کی جماعت کو حق سے زیادہ قریب کے بجائے محض برحق جماعت کہا جاتا (حضرت معاویہؓ اور تاریخی حقائق ص ۲۱۵)۔

(۳) سوال...... حضور ﷺ نے حضرت عمار بن یاسرؓ کے بارے میں کہا تھا کہ انہیں ایک باغی گروہ قتل کرے گا اور آپ نے قسم کھا کر فرمایا کہ ان لوگوں کو میری شفاعت نصیب نہ ہو گی ظاہر ہے کہ حضرت عمار اس جنگ میں حضرت علیؓ کے ساتھ تھے اور ان کی طرف سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے تھے کیا اس سے حضرت معاویہؓ کے باغی گروہ ہونے کی تصدیق نہیں ہوتی؟ اور کیا یہ روایت درست ہے؟

☆...... حضرت عمار بن یاسرؓ کی شہادت

جنگ صفین میں فریقین میں سے جو لوگ جان سے گئے ان میں صحابی رسول حضرت عمار بن یاسرؓ بھی تھے آپ اس جنگ میں ایک نامعلوم تیر کا نشانہ بنے اور شہید ہو گئے اور حضور ﷺ کی ایک پیشگوئی اس دن پوری ہوئی جس میں آپ نے فرمایا تھا کہ اے عمارؓ تجھے ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔ دیکھنا یہ ہے کہ یہ کون سا باغی گروہ ہے جنہوں نے حضرت عمار بن یاسرؓ کو

Scanned with CamScanner

شہید کیا اور وہ ان کی شہادت پر خوش تھے ؟ کیا یہ وہ لوگ تھے جو حضرت عثمان سے باغی ہوئے اور پھر بعد میں زبردستی حضرت علی مرتضیٰؓ کے لشکروں میں گھس گئے تھے یا وہ لوگ تھے جو حضرت علیؓ کے خلاف بغاوت میں نکلے اور خوارج کہلائے ؟

مؤرخین کی اس باب میں کوئی دو رائے نہیں ہے کہ حضرت علی مرتضیٰؓ کی صفوں میں بہت سے ایسے لوگ موجود تھے جو زبان سے تو آپ کی ہمدردی کے دعوے کرتے تھے مگر وہ حقیقت میں آپ کے ساتھ نہ تھے حضرت علی مرتضیٰؓ نے بارہا اس بات کی شکایت کی ہے کہ میری صفوں میں ایک بڑی تعداد ان لوگوں کی موجود ہے جنہوں نے مجھے اپنے گھیرے میں لیا ہوا ہے اور وہ میرے قابو میں نہیں ہیں یہ گروہ کھلے عام آپ کے حکم کی بغاوت کرتا تھا اور آپ کو سرعام برا بھلا کہتا تھا آپ نے انہیں سرعام کہا تھا۔ صاحبکم یطیع اللہ وانتم تعصونہ (نہج البلاغۃ)

سب جانتے ہیں کہ جنگ صفین میں یہ گروہ آپ کے لشکر میں موجود تھا مگر ان کا مقصد ہرگز آپ کی حمایت نہ تھا یہ اپنے خاص عزائم کے تحت آپ کے ساتھ آئے تھے اور چاہتے تھے کہ وہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہوں ہو سکتا ہے کہ اس گروہ نے موقع پا کر حضرت عمار بن یاسرؓ کو شہید کر دیا ہو تاکہ اس کا الزام حضرت معاویہؓ پر لایا جا سکے اور آپ کی فوج کو فئۃ باغیۃ بنانے کی راہ ہموار کی جا سکے اور انہیں بدنام کرنے کے لئے اس واقعہ کو بنیاد بنایا جا سکے

ہمارے اس بیان کو اس سے بھی تقویت ملتی ہے جب حضرت عمارؓ کی شہادت کی خبر حضرت عمرو بن العاصؓ کو ملی تو انہوں نے حضرت معاویہؓ سے اس بارے میں بات کی تو حضرت معاویہؓ نے کھلے عام ان کے قتل کی ذمہ داری سے انکار کیا اور کہا

أنحن قتلناه ؟ انما قتله الذين جاء وا به (البدایہ ج ۷ ص ۲۷۱)

کیا ہم نے انہیں قتل کیا؟ یعنی ان کو انہی لوگوں نے قتل کیا جو انہیں اپنے ساتھ لے کر آئے ہیں (کہاں سے؟ حضرت علیؓ کے کیمپ سے)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت معاویہؓ سمجھتے تھے کہ حضرت علیؓ کی صفوں میں ایک باغی گروہ بھی ہے جو اس قسم کی حرکت کر سکتا ہے اور انہی لوگوں نے انہیں قتل کیا ہے اور اب کی میت لے کر شامیوں کو دکھانے آئے ہیں

اور آپ سمجھتے تھے کہ حضرت عمار بن یاسر کو شہید کرنے کا مقصد آپ کو بدنام کرنا ہے تاکہ حضور علیہ وسلم کی حضرت عمارؓ کے متعلق کی گئی پیشگوئی کا مورد انہیں بنادیا جائے محدث مہلب محدث ابن بطال اور محدثین کی ایک جماعت کا موقف یہ ہے کہ حضرت عمارؓ کی شہادت میں ان خوارج کا ہاتھ تھا جن کی طرف حضرت علیؓ نے حضرت عمارؓ کو بھیجا تھا کہ وہ حضرت علی مرتضیٰؓ کی جماعت میں آجائیں اور ان سے باغی ہو کر نہ رہیں

انما يصح هذا فى الخوارج الذى بعث اليهم على عمارا يدعوهم الى الجماعة (عمدۃ القاری ج ۴ ص ۲۰۹)

علامہ بدر الدین عینی (۸۵۵ھ) گو اس سے اتفاق نہیں کرتے ان کا موقف یہ ہے کہ خوارج کا ظہور چونکہ حضرت عمارؓ کی شہادت کے بعد ہوا ہے اس لئے خوارج کو مورد الزام بنانا درست نہیں مگر ہم سمجھتے ہیں کہ خوارج (حضرت عثمان غنیؓ کے خلاف بغاوت میں نکلنے والے لوگوں کو بھی کہا گیا ہے یہ لوگ) پہلے سے حضرت علی مرتضیٰؓ کی صفوں میں گھسے ہوئے تھے گو کہ ان کا خروج اب ایک نئے موڑ پر سامنے آیا اور اب وہ ایک جماعتی سطح پر سامنے آئے اس لئے اس امکان کو رد نہیں کیا جاسکتا کہ حضرت عمارؓ کی شہادت انہی لوگوں کے ہاتھوں ہوئی ہو گو وہ حضرت علی مرتضیٰ کے خلاف بعد میں اٹھے ہوں حضرت الاستاذ

Scanned with CamScanner

علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب مد ظلہ العالی لکھتے ہیں

حضرت علی مرتضیٰؓ سے پہلے یہ حضرت عثمانؓ کے خلاف اٹھے تھے یہ دو یوں کے گوریلے اسلام کی صفوں میں گھسے اور انھوں نے پھر امام برحق خلیفہ راشد حضرت عثمانؓ کے خلاف خروج کیا حافظ ابن کثیر (۷۷۴ھ) ایک بحث میں لکھتے ہیں

وقام فی الناس معاویة وجماعة من الصحابة معه يحرضون الناس على المطالبة بدم عثمان ممن قتله من أولئك الخوارج فيهم عبادة بن الصامت وابو الدرداء وأبو أمامة (البدایہ ج ۷ ص ۲۲۷)

اور لوگوں میں معاویہ اور ان کے ساتھ صحابہ کی ایک جماعت اٹھی اور لوگوں کو ان خوارج سے خون عثمان کا بدلہ لینے کے لئے ابھارا جنہوں نے آپ کو شہید کیا تھا ان میں حضرت عبادہ حضرت ابو الدرداء اور حضرت ابو امامہ بھی تھے

اس سے پتہ چلتا ہے کہ خوارج کی ابتداء حضرت عثمان کے دور خلافت کے آخر میں ہو چکی تھی لیکن امام زماں (یعنی حضرت عثمانؓ) نے صحابہ کو ان سے لڑنے کی اجازت نہ دی تھی پھر یہ لوگ ان دنوں اعمال اسلام میں بھی کہیں ممتاز نہ دیکھے گئے حضرت علیؓ کے آخری دور میں یہ لوگ اعمال اسلام میں بہت شدت کرتے دیکھے گئے اور اب امام زماں (یعنی حضرت علیؓ) نے ان کے خلاف جنگ کا حکم دیا اب یہ شبہ نہ رہا کہ یہ وہی لوگ ہیں جن کے بارے میں حضور ﷺ نے پیش گوئی تھی کہ قرآن ان کے حلق سے نیچے نہ اترا ہوگا (خلفائے راشدین ص ۶۳۵)

Scanned with CamScanner

پھر حضور علیہ وسلم ﷺ نے اپنے ارشاد میں تقتله الفئة الباغية (صحیح بخاری) فرما کر ایک چھوٹے گروہ (فئۃ) کے اس میں ملوث ہونے کی خبر دی ظاہر ہے کہ حضرت معاویہؓ ایک بہت بڑی تعداد میں موجود تھے جبکہ حضرت علی مرتضیٰؓ کے ساتھ آنے والوں میں کئی چھوٹے چھوٹے گروہ اپنے اپنے مختلف عقائد کے ساتھ پائے جاتے تھے (واللہ تعالیٰ اعلم) جبکہ حضرت معاویہؓ اور حضرت عمرو بن العاصؓ تو حضرت عمارؓ کے قاتل کو برا سمجھ رہے تھے حضرت الاستاذ علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب مدظلہ العالی لکھتے ہیں

حضرت عمار کو قتل کرنے والے بیشک طائفہ باغیہ ہوں گے لیکن حضرت امیر معاویہؓ اس کے ماتحت نہیں آتے اس لئے کہ باغی اسے کہتے ہیں جو کسی حکومت کو تسلیم کرنے کے بعد اس کے خلاف ہو جائے اور جو شروع سے ہی مخالف ہو اس پر باغی کا لفظ پورا منطبق نہیں اترتا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امیر معاویہؓ کے لشکر میں کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو پہلے حضرت علیؓ کے ساتھ تھے اور پھر وہ حضرت امیر معاویہ کے لشکر میں شامل ہو گئے ہوں

ہاں یہ صحیح ہے کہ حضرت عمارؓ کے قتل کرنے والے اس حدیث کی رو سے طائفہ باغیہ ہیں لیکن جب تک ان قاتلوں کی نشاندہی نہ ہو جائے ہم اس حدیث کو حضرت معاویہؓ کے پورے لشکر پر منطبق نہیں کر سکتے اور حضرت معاویہؓ تو اپنی وفات کے وقت مسلمانوں کے بالاتفاق حکمران تھے مختلف فیہ شخصیت نہ تھے وہ باغی کیسے ہو سکتے ہیں (عبقات ص ۳۷۹)

حافظ ابن کثیرؒ نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت معاویہؓ اور حضرت عمرو بن العاصؓ کے پاس سے گزرا اور کہا کہ میں نے حضرت عمارؓ کو قتل کیا ہے حضرت عمروؓ نے اس سے کہا کہ

تیرے ہاتھ برباد ہولعا تو نے اپنے رب کو ناراض کیا ہے والله ما ظفرت یداك ولقد
أسخطت ربك (البدايه ج ۷ ص ۲۶۹) اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت عمرو بن العاص
کے نزدیک حضرت عمار بن یاسر کو شہید کرنے والے کبھی لائق تحسین نہ رہے اور آپ نے
تو حضرت عمار بن یاسرؓ کے قاتل کو بددعا دی ہے حافظ ابن تیمیہؒ (۷۲۸ھ) لکھتے ہیں

كل الناس كانوا منكرين لقتل عمارؓ حتى معاويةؓ وعمرو (فتاویٰ ابن
تیمیہ ج ۳۵ ص ۷۷)

اس تفصیل سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حضرت عمار بن یاسرؓ کو کس نے شہید کیا ہے یہ بات شروع سے اب تک مختلف فیہ چلی آرہی ہے اس میں کسی کو قطعی طور پر ملزم ٹھہرانا درست نہیں حدیث میں تو دونوں طرف کے لوگوں کو فئتین عظیمین کہا گیا فئۃ باغیہ کسی چھوٹے گروہ کو ہی کہا جاسکتا ہے

پوری دنیا کی عدالتوں کا یہ متفق علیہ موقف ہے کہ قاتل کی نشاندہی میں جلدی نہ کی جائے اور دور سے دور کے احتمال کو بھی اس میں زیر غور لایا جائے (یہ الگ بات ہے کہ قاتل خود ہی اپنے قتل کا اعتراف کر لے) سو اب حضرت عمارؓ کے قاتل کی بلا دلیل نشاندہی کسی فریق کے کام نہیں آسکتی سوائے اس کے کہ حضرت عمارؓ کو خود ایک برگزیدہ شخصیت مانا جائے اور آپ کو ایک متفق علیہ شہید کا درجہ دیا جائے ہمارے نزدیک وہ شخص نہایت بدترین اور بدبخت ہوگا جو حضرت عمارؓ کے مرتبہ شہادت کا منکر ہو اور حضور ﷺ کے ارشاد میں شک کرے

(۲) اس احتمال کو بھی بالکلیہ رد نہیں کیا جاسکتا کہ حضرت معاویہ کی فوج میں کچھ لوگ ایسے ہوں جنہوں نے حضرت عمار بن یاسرؓ کے خون سے اپنے ہاتھ رنگے ہوں اور ضروری نہیں

Scanned with CamScanner

کہ انہوں نے یہ حرکت حضرت معاویہ کو خوش کرنے کے لئے کی ہو بعض اوقات امیر جماعت کی اجازت کے بغیر بھی کچھ لوگ کوئی ناپسندیدہ حرکت کر بیٹھتے ہیں جس کے اثرات پوری قوم پر پڑتے ہیں

کون نہیں جانتا کہ پاکستان کے سابق صدر جنرل مشرف نے جب کارگل میں جنگی محاذ برپا کیااور اس سے ہندوپاک کے درمیان کشیدگی اپنے انتہا کو پہنچ گئی تھی اور خطرہ تھا کہ کہیں یہ دوملک آپس میں نہ الجھ پڑیں اور اب یہ بات کھل چکی ہے کہ یہ اقدم جنرل مشرف نے اپنی مرضی سے کیا تھا پاکستان کے سابق وزیر اعظم نواز شریف کی اجازت اور مرضی اس میں شامل نہ تھی اور نہ ہی انہیں اس بات کی خبر تھی جو جنرل مشرف کارگل میں کر رہے تھے بہت ممکن ہے کہ حضرت معاویہؓ کے ساتھ جو لوگ آئے تھے ان میں کوئی ایک گروہ ایسا ہو جو خود دل سے حضرت معاویہؓ کے ساتھ نہ ہو اور انہوں نے یہ حرکت کردی ہو تاکہ اس سے حضرت معاویہؓ اور آپ کے ساتھیوں کو حضرت عمارؓ کی شہادت میں ملوث دکھایا جائے

(۳) رہی یہ بات کہ بعض علماء نے حضرت عمار بن یاسرؓ کے واقعہ شہادت میں حضرت معاویہؓ کے گروہ پر باغی کا لفظ بولا ہے تو عرض یہ ہے کہ ساتھ ہی انہوں نے اس بات کی بھی وضاحت کردی ہے کہ یہ صرف بر بنائے تاویل اور صورت ہے حقیقت میں نہیں آپ اجتہادا حضرت علیؓ سے ہٹے ہوئے تھے مقابلا نہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ حضرت علی مرتضیٰؓ کا موقف برحق اور درست تھا جبکہ حضرت معاویہؓ اپنی طلب قصاص کی تحریک کو دور تک لے گئے تھے اور اجتہاد میں خطا کر گئے اور آپ بارے میں معذور سمجھے جائیں گے کیونکہ آپ مجتہد تھے اور مجتہد کو اپنے اجتہاد میں خطا کرنے پر گناہ نہیں ہوتا محدث شہیر امام نووی (۶۷۶ھ) لکھتے ہیں

Scanned with CamScanner

ان علیا کان محقا مصیبا والطائفة الاخری بغاة لکنهم مجتہدون لا اثم علیهم لذلك (نووی شرح مسلم ج ۲ ص ۳۹۵)

حضرت علی مرتضیٰؓ حق اور راہ صواب پر تھے جبکہ دوسری جماعت باغی تھی لیکن یہ سب مجتہد تھے سو اس پر اس کی وجہ سے کوئی گناہ نہ ہوگا۔

امام نوویؒ اس سے پہلے یہ لکھ آئے ہیں

وانهم مجتهدون متاولون لم یقصدوا معصیة ولامحض الدنیا اعتقد کل فریق انه المحق ومخالفه باغ فوجب علیه قتاله لیرجع الی امر الله وکان بعضهم مصیبا وبعضهم مخطئا معذورا فی الخطاء لانه بالاجتهاد والمجتهد اذا اخطا لا اثم علیه وکان علی رضی الله عنه هوالحق المصیب فی ذلك الحروب هذا مذهب اهل السنة وکانت القضایا مشتبة حتی ان جماعة من الصحابة تحیروا فیها فاعتزلوا الطائفتین ولم یقاتلوا (شرح صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۹۰)

یہ سب مجتہد تھے اور تاویل کرنے والے تھے ان کا مقصد اس سے نافرمانی یا دنیا حاصل کرنا نہ تھا بلکہ ہر فریق یہ اعتقاد رکھتا تھا کہ وہ حق پر ہے اور اس کا مخالف باغی ہے اس لئے اس سے لڑنا ضروری ہے تاکہ وہ اللہ کی بات کی طرف لوٹ آئے ان میں سے بعض حق اور درستگی پر تھے اور بعض خطا پر تھے اور وہ اپنی اس خطا میں معذور تھے کیونکہ ان کی یہ خطا اجتہادی تھی اور مجتہد کو جب خطا لاحق ہو تو وہ گنہ گار نہیں ہوتا اہل سنت کا یہی مذہب ہے کہ حضرت علیؓ حق اور صواب پر تھے اور ان جنگوں کے مسائل مشتبہ تھے حتی کہ صحابہ کی ایک جماعت اس

Scanned with CamScanner

میں حیران تھی اور وہ دونوں فریق سے الگ رہی اور انہوں نے کسی کے خلاف جنگ میں حصہ نہیں لیا۔

مفسر شہیر حافظ ابن کثیرؒ (۷۷۴ھ) ہی کو لیجئے وہ صاف لکھتے ہیں

ثم کان ماکان بینه وبین علی بعد قتل عثمان علی سبیل الاجتهاد والرای فجری بینهما قتال عظیم کماقدمنا وکان الحق والصواب مع علی ومعاویة معذور عندجمهور العلماء سلفاوخلفا وقد شهدت الاحادیث الصحیحة بالاسلام للفریقین من الطرفین اهل العراق واهل الشام (البدایہ ج۸ ص۱۲۶)

حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے درمیان حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد جو کچھ ہوا وہ علی سبیل الاجتہاد تھا اور رائے کا اختلاف تھا ان دونوں کے درمیان بڑا قتال ہوا تاہم حق اور صواب حضرت علیؓ کے ساتھ تھا اور اس بارے میں جمہور علماء سلف وخلف کا موقف یہ ہے کہ حضرت معاویہؓ معذور ہیں اور احادیث صحیحہ اس بات کی گواہ ہیں کہ حضور ﷺ نے دونوں فریق کو مسلمان فرمایا ہے

یاد رہے کہ حضرت معاویہؓ کے لئے باغی یا جور کا لفظ فسق یا گمراہی کے معنی میں نہیں ہے اور نہ کسی نے اس لفظ سے آپ کا فاسق گمراہ اور باطل پر ہونا مراد لیا ہے بلکہ اس سے مراد ان کا اپنے اجتہاد میں خطا کر جانا ہے اگر بغاوت یا جور کا لفظ اپنے حقیقی معنی میں ہو تو پھر یہ کہنا کس طرح درست ہو سکتا کہ آپ گنہ گار نہ تھے اسی طرح جن لوگوں نے آپ کی خطا کو خطائے منکر کہا وہ خود منکر اور زیادتی کے مرتکب ہوئے ہیں انہیں اس قسم کے الفاظ سے اجتناب

واجتناب کرنا چاہئیے۔ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ حضرت معاویہؓ کے متعلق اس قسم کے الفاظ کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں

بعض فقہاء کی عبارتوں میں جور کا لفظ حضرت معاویہؓ کے لئے آیا ہے تو اس جور سے مراد یہ ہے کہ حضرت علی مرتضیٰؓ کی خلافت کے زمانہ میں وہ خلافت کے حقدار نہ تھے نہ کہ وہ جور مراد ہے جس کا انجام فسق وضلالت ہے تاکہ اہل سنت کے بیان کے مطابق ہو پھر بھی صاحب استقامت حضرات اس قسم کے الفاظ بولنے سے جن سے ان کے خلاف وہم آئے اجتناب کرتے ہیں اور خطا سے زیادہ کہنا پسند نہیں کرتے اور یہ کس طرح جائز ہو سکتا ہے جبکہ صحیح اور تحقیق سے ثابت ہو چکا کہ حضرت معاویہؓ اللہ کے حقوق اور مسلمانوں کے حقوق میں امام عادل تھے جن لوگوں نے خطا منکر کہا ہے انہوں نے بھی زیادتی کی ہے خطا سے زیادہ کہنا خطا ہے۔ (مکتوبات ج ا ص ۱۴۴۱ مکتوب نمبر ۲۵۱)

فقیہ النفس حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ (۱۳۲۳ھ) فرماتے ہیں کہ

جو کچھ بعض حضرات سے حضرت امیر (علی مرتضیٰ) کے ساتھ حرب یا کچھ اور بشریت سے تقصیر ہوئی وہ خطائے اجتہادی تھا اور جو امر بخطائے اجتہاد سرزد ہوتا ہے بصورت معصیت ہوتا ہے نہ خود معصیت چنانچہ اہل علم وعقل پر واضح ہے (ہدایۃ الشیعۃ ص ۲۲)

پھر یہ بات بھی غور طلب ہے کہ حضرت معاویہؓ کا باغی ہونا کب تک تھا؟ زیادہ سے زیادہ یہی کہا جا سکتا ہے کہ آپ اس دور مقاتلہ میں بربنائے تاویل باغی ہوئے اور ان کے پاس اس کا کچھ عذر بھی موجود تھا تاہم دو چار سال بعد جب ۴۰ ہجری میں دونوں بزرگوں کے درمیان

Scanned with CamScanner

مصالحت ہو گئی تو اب وہ نہ بغاوت رہی نہ آپ باغی رہے اور ایک سال کے بعد تو آپ حضرت امام حسنؓ کے ساتھ صلح کے نتیجے میں تمام مؤمنوں کے متفقہ رہبر اور مسلمانوں کے امیر تھے اور حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ آپ کی بیعت تک کر چکے تھے اور دور دور تک مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور اس سال کا نام ہی عام الجماعۃ رکھ دیا گیا تھا

حافظ ابن کثیر (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں

واجتمعت عليه الكلمة فى سائر الاقاليم والآفاق (البدایہ ج ۸ ص ۱۹)

واستوثقت له الممالك شرقا وغربا وبعدا وقربا وسمى هذا العام عام الجماعة لاجتماع الكلمة فى على أمير واحد بعد الفرقة (ایضا ص ۲۱)

استاذنا المحترم حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب مد ظلہ العالی ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں

اگر حضرت معاویہؓ (حقیقۃً) باغی ہوتے تو حضرت علیؓ کبھی ان لوگوں کی نماز جنازہ نہ پڑھاتے جو صفین میں آپ کے بالمقابل قتل ہوئے حافظ ابن عساکر (۵۷۱ھ) عقبہ بن علقمہ سے نقل کرتے ہیں

شهدت مع على يوم صفين فاتى بخمسة عشرة اسيرا من اصحاب معاوية فكان من مات منهم غسله و كفنه وصلى عليه (تفسیر قرطبی ج ۱۶ ص ۳۲۲)

میں جنگ صفین میں حضرت علیؓ کے ساتھ تھا آپ کے پاس امیر معاویہؓ کی جماعت کے پندرہ قیدی لائے گئے ان میں سے جو بھی فوت ہوا آپ نے اسے

Scanned with CamScanner

غسل دلوایا کفن پہنایا اور اس کی نماز جنازہ پڑھائی

اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ اپنے ساتھ جنگ کرنے والوں کو کافر نہ سمجھتے تھے انہیں مؤمن سمجھتے اور ان کے ساتھ مؤمنین والا برتاؤ ہی کرتے آپ اگر مامور من اللہ ہونے کے مدعی ہوتے یا اپنے لئے کسی آسمانی حق امامت کا دعوی ہوتا تو آپ قطعا اپنے محاربین کو مؤمن نہ کہتے نہ ان کی نماز جنازہ پڑھتے (عبقات ص ۱۴۶)

حضرت علیؓ نے اپنے مقابل آنے والوں کو اپنے بھائی فرمایا ہے ہم یہ بات شیعہ عالم ابو العباس عبداللہ بن جعفر حمیری قمی (۳۰۰ھ) کی کتاب قرب الاسناد ص ۴۵ مطبوعہ تہران سے پہلے نقل کر آئے ہیں ابو البختری کہتے ہیں کہ

سئل علی عن أهل الجمل قال قيل أمشركون هم ؟ قال من الشرك فروا. قيل أمنافقون هم ؟ قال إن المنافقين لا يذكرون الله إلا قليلا قيل فما هم ؟ قال إخواننا بغوا علينا (المصنف لابن ابی شیبہ ج ۷ ص ۵۳۵)

حضرت علی سے اہل جمل کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا وہ مشرک ہیں آپ نے فرمایا شرک سے وہ فرار کئے ہوئے تھے پھر پوچھا گیا کیا وہ منافق تھے فرمایا منافق اللہ کو اتنا یاد نہیں کرتے جتنا یہ کرتے تھے پھر پوچھا گیا کہ ان کا حکم کیا ہوگا آپ نے فرمایا یہ ہمارے بھائی ہیں جنہوں نے (مفسدین کی سازش سے) ہم پر چڑھائی کر دی

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ بات تمام اہل بیت کو معلوم تھی کہ جو لوگ جنگ جمل اور

Scanned with CamScanner

جنگ صفین میں حضرت علی مرتضیٰؓ کے مقابل ہوئے اور اس جنگ میں وہ فوت ہوئے آپ نے ان میں سے کسی کی بھی تکفیر نہ کی تھی اور اگر کسی نے اس قسم کی کوئی بات کہی تو آپ نے نہ صرف یہ کہ اسے اس سے روکا بلکہ خود آپ نے دونوں طرف کے مقتولین کی نماز جنازہ پڑھائی تھی ان کے لئے دعائے رحمت و مغفرت کی تھی اور سب مقتولین پر افسوس اور غم کا اظہار کیا تھا ثابت بن عبید کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقرؒ کو کہتے ہوئے سنا

لم يكفر أهل الجمل (المصنف لابن ابی شیبہ ج ۷ ص ۵۳۵)

اب دیکھئے سیدنا حضرت علی مرتضیٰؓ اور حضرت امام جعفر صادقؒ کس طرح ان دونوں جماعتوں کو مؤمنوں کی جماعت کہتے ہیں

حضرت مکحول کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ کے بعض ساتھیوں نے آپ سے حضرت معاویہؓ کے ان فوجیوں کے بارے میں پوچھا جو صفین میں مارے گئے تھے آپ نے فرمایا وہ سب مؤمن ہیں باوجودیکہ وہ میرے مقابل آئے اور جنگ کی لیکن ان کے بارے میں میرے موقف میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی میں انہیں آج بھی اسی طرح مؤمن سمجھتا ہوں جس طرح کل سمجھتا تھا

هم مؤمنون (منہاج السنۃ ج ۵ ص ۲۴۵) كان أمس مؤمنا وهو اليوم مؤمن (تاریخ ابن عساکر ج ۱ ص ۳۳۰)

شیعہ کا مرکزی محدث ملا محمد بن یعقوب کلینی ﴿باب الذين خرجوا يوم البصرة﴾ کے ذیل میں روایت کرتا ہے کہ امام جعفر صادق سے سورہ حجرات کی آیت ﴿وان طائفتان من المؤمنين اقتتلوا﴾ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس آیت میں ان لوگوں کا ذکر ہے جو بصرہ والے دن باہر نکلے تھے اور یہ وہ لوگ تھے جو حضرت علیؓ

Scanned with CamScanner

کے مقابل آئے تھے

انما جاء تاویل هذه الایة یوم البصرة وهم اهل هذه الایة وهم

الذین بغوا علی امیر المؤمنین علیه السلام (فروع کافی ج ۸ ص ۱۹۰

کتاب الروضة)

شیعہ عالم محمد حسین بخش جاڑا نے انوار النجف فی اسرار المصحف میں بھی یہ

حوالے سے یہ بات لکھی ہے (دیکھئے ج ۱۲ ص ۹۹)

ان سے یہ بات واضح ہے کہ حضرت امام جعفر صادقؒ کے ہاں بھی یہ دونوں جماعتیں مومن

تھیں اور آپ نے یہ بات محض اپنی طرف سے نہیں کہی تھی آپ کا استدلال قرآن کی (

سورۃ الحجرات کی) آیت سے تھا

افسوس کہ اہلحدیث عالم مولانا وحید الزماں حیدر آبادی ایک روایت کے الفاظ کو حضرت

امیر معاویہؓ پر چسپاں کرتے ہوئے لکھتے ہیں

شاید معاویہ مراد ہوں کیونکہ وہ بہت پر خوار تھے کہتے ہیں کہ سو طرح کے

کھانے ان کے دستر خوان پر رکھے جاتے اور وہ کھاتے کھاتے یہ کہتے کہ پیٹ تو

بھرا نہیں لیکن میں چباتے چباتے تھک گیا اور آنحضرت نے ان کی نسبت فرمایا

کہ اللہ اس کا پیٹ نہ بھرے انہوں نے ہی مسلمانوں کو آپس میں لڑایا بڑا بڑا

بہادران اسلام کا خون کرایا جو اگر زندہ رہتے تو تمام کفرستان کو دار الاسلام

کردیتے اسلام کا سارا کام انہوں نے ہی خراب کیا (لغات الحدیث ک ج ۲ ص

۸۸)

موصوف نے یہ نہیں بتایا کہ یہ بات انہوں نے کہاں پڑھی کہ حضرت معاویہؓ چباتے چباتے

Scanned with CamScanner

تھک جاتے تھے ؟ تعصب اور بغض انسان کو کہاں لے جاتا ہے یہ اس کی ایک مثال ہے کاش کہ وہ حضرت امام حسنؓ پر اتنا بڑا الزام لگانے سے کچھ تو حیاء کرتے کہ " اسلام کا سارا کام خراب " کرنے کے لئے انہوں نے حضرت معاویہؓ کو کھلا اور بھر پور موقع دیا اور خلافت ان کے حوالہ کردی۔ (استغفر اللہ العظیم)

موصوف ایک اور جگہ لکھتے ہیں

معاویہ بر سر منبر حضرت علیؓ کو برا کہا کرتے تھے بلکہ دوسرے خطیبوں کو بھی حکم دے رکھا تھا کہ وہ ہر خطبہ میں جناب امیر کو برا کہیں اور ان پر لعنت کرتے رہیں سچی بات یہ ہے کہ معاویہ پر دنیا کی طمع کی غالب ہو گئی تھی...... حضرت علی کیا معاویہ کو تمام خاندان رسالت سے دلی دشمنی تھی معاذ اللہ (ایضاص ۱۴)

لا حول ولا قوة الا بالله العلى العظيم ...... حضرت معاویہؓ کے بارے میں یہ زبان و بیان کیا کسی سنی مسلمان کا ہو سکتا ہے ؟ نہیں ہرگز نہیں ۔ خاندان رسالت سے دشمنی کیا خود رسالت سے دشمنی نہیں ؟ اور کیا رسالت سے دشمنی رکھنا کسی مسلمان کا کام ہو سکتا ہے ؟ آج اگر حضرت عمر بن عبد العزیزؒ (۱۰۱ھ) زندہ ہوتے تو کیا کرتے اسے حضرت ابراہیم بن میسرہ (مات فی خلافة مروان بن محمد) سے سنئے آپ کہتے ہیں

مارأيت عمر بن عبدالعزيز ضرب إنسانا قط ألا أنسانا شتم معاوية فانه ضربه أسواطا (البدایہ ج ۸ ص ۱۳۹)

میں نے حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کو نہیں دیکھا کہ آپ نے کسی کو کوڑے لگوائے ہوں سوائے اس کے جس نے حضرت معاویہؓ کے خلاف بد زبانی اور بد کلامی کی تھی

Scanned with CamScanner

☆......ایک شبہ کا ازالہ

حضرت عمار بن یاسرؓ کے بارے میں یہ بھی مروی ہے کہ

ویح عمار تقتله الفئة الباغية يدعوهم الى الجنة ويدعونهم الى النار
(صحیح بخاری ج ۱ ص ۶۴)

افسوس عمار کو باغی گروہ قتل کرے گا عمار انہیں جنت کی طرف بلا رہے ہوں گے اور وہ عمار کو جہنم کی طرف

شیعہ علماء کہتے ہیں کہ اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ جناب معاویہ لوگوں کو جہنم کی طرف بلانے والے تھے (استغفر اللہ)

☆......الجواب

حضور ﷺ کا یہ ارشاد گرامی کہ حضرت عمارؓ کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا حدیث کی کتابوں میں موجود ہے تاہم مذکورہ روایت کے دوسرے حصہ (يدعوهم الى الجنة ......الخ ......کو حدیث نبوی قرار دینا محدثین کے نزدیک درست نہیں ہے صحیح بخاری کے معروف شارح حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (۸۵۲ھ) نے فتح الباری میں اس پر اشارہ کیا ہے

وأعلم أن هذه الزيادة لم يذكرها الحميدى فى الجمع ...... فدل على أنها فى هذه الرواية مدرجة (فتح الباری ج ۱ ص ۷۱۴)

معلوم ہونا چاہئیے کہ حدیث میں مذکورہ الفاظ کی زیادتی امام حمیدی نے اپنی جمع میں ذکر نہیں کی ...... پس یہ سب چیزیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ روایت میں مذکورہ زیادتی بعد میں ڈالی گئی ہے۔

Scanned with CamScanner

یہ روایت بہت سے محدثین نقل کرتے ہیں مگر سوائے عکرمہ کے دوسرا کوئی (اس روایت میں) مذکورہ زیادتی کو بیان نہیں کرتا اہل سنت کے معروف عالم حضرت مولانا محمد نافع صاحب دامت برکاتھم لکھتے ہیں کہ

یہ کلمات ﴿یدعوهم إلى الجنة ویدعونهم إلى النار﴾ صرف عکرمہ راوی نے نقل کئے ہیں اس روایت کے نقل کرنے والے دوسرے راوی ان کلمات کا ذکر نہیں کرتے یہ الفاظ عکرمہ سے مروی روایات میں ہی پائے جاتے ہیں

بندہ کی ایک خام جستجو کے مطابق یہ روایت قریبا بیس سے زائد مصنفین نے نقل کی ہے اور ان میں سے بعض تصانیف میں روایت ہذا متعدد اسانید کے ساتھ مروی ہے

مندرجہ بالا روایات میں سے قریبا دو تین اسانید جو عکرمہ عن ابن عباس منقول ہیں صرف ان میں یہ کلمات پائے گئے ہیں بندہ کی ناقص تلاش کے مطابق ان کے سوا کسی صحیح مرفوع و متصل روایت میں کلمات ھذا نہیں ہیں جس میں عکرمہ راوی نہ ہو اس لئے یہ واضح کردینے میں کوئی حرج نہیں کہ یہ کلمات عکرمہ کی طرف ادراج فی الروایۃ ہیں اور یہ اضافہ ظن راوی کے درجہ میں ہے اور صرف اس کی طرف سے یہ کلمات اضافہ کئے گئے ہیں یہ مرفوع اور متصل روایت کا حصہ نہیں ہیں

حضرت مولانا محمد نافع صاحب مدظلہ نے عکرمہ کے بارے میں متعدد حوالہ جات سے یہ بات واضح کی ہے کہ

عکرمہ ذاتی طور پر اباضیہ الصفریۃ اور نجدیۃ الحروری کی رائے رکھتا تھا اور یہ لوگ

Scanned with CamScanner

جس طرح حضرت علیؓ کے خلاف تھے اسی طرح حضرت عثمانؓ اور حضرت معاویہؓ کے بھی فکری اور نظری طور پر مخالف تھے ان کو تاریخ میں خوارج کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ان حالات کے اعتبار سے اگر عکرمہ حضرت امیر معاویہؓ کے مقام اور مرتبہ اور ان کی جماعت کے خلاف کوئی بات اپنی طرف سے روایت میں درج کر دے تو یہ ممکن ہے کہ یہ چیز ادراج شمار ہو گی افتراء نہیں اور ہم اسے بھی ایک احتمال کے درجہ میں ذکر کر رہے ہیں

نیز اس مقام میں یہ چیز بھی قابل لحاظ ہے کہ مذکورہ کلمات نقل کرنے میں عکرمہ کا کوئی متابع نہیں پایا گیا اگر ایسا ہوتا تو ہم اسے ادراج نہ کہتے قاعدہ یہ ہے کہ جس راوی کا روایت کے متعلق متابع نہ پایا جائے وہ قابل تسلیم نہیں سمجھی جاتی اور اس پر کامل اعتماد نہیں ہوتا اس بناء پر یہ مدرج کلمات لائق اعتبار نہیں ہیں (سیرت حضرت معاویہ ج ۲ ص ۴۲)

حضرت مولانا موصوف نے ان ۲۲ کتب حدیث و تاریخ کے مقامات نقل کیے ہیں جن میں یہ روایت موجود ہے مگر ان میں مذکورہ الفاظ اس زیادتی کے ساتھ نہیں ملتے۔ (ایضا حاشیہ)

سوال یہ ہے کہ کیا کوئی مسلمان حضرت معاویہؓ کے بارے میں یہ عقیدہ رکھ سکتا ہے کہ آپ معاذ اللہ لوگوں کو جہنم کی طرف بلانے والے تھے جب یہ بات مسلم ہے کہ حضرت معاویہؓ جس بات کو لے کر اٹھے وہ حضرت عثمانؓ کا قتل اور ان کے قاتلین سے قصاص لینے کا مسئلہ تھا اب آپ ہی بتائیں کہ کیا قاتلوں سے قصاص لینے کا مطالبہ کرنا کوئی غلط کام ہے؟ بات یہ ہے کہ آپ کا یہ مطالبہ حق اور جائز تو تھا لیکن اس کا طریقہ کار اور اس کے لئے خلیفہ

Scanned with CamScanner

وقت سے اس طرح قتل وقتال کرنا درست نہ تھا مگر چونکہ آپ نے یہ کام بدنیتی اور ہوا
طلبی سے نہیں کیا تھا اجتہاداً آپ سے خطا ہو گئی تھی اس لئے آپ عند اللہ معذور ہوں گے
جہاں تک روایت میں الفاظ کی زیادتی کا تعلق ہے علماء اسلام نے اس کی بھی وضاحت کردی
ہے عمدۃ المحدثین حضرت مولانا سید انور شاہ صاحب قدس سرہ (۱۳۵۲ھ) فرماتے ہیں
جو جواب مجھے زیادہ پسند ہے وہ یہ ہے کہ فئة باغية تک کلام حضرت معاویہؓ
کے سلسلہ میں ہے صاحب ہدایہ نے بھی کتاب القضاء میں اس کی تصریح کی
ہے کہ امیر معاویہؓ نے حضرت علی مرتضیٰؓ سے بغاوت کی تھی پھر یدعوهم
إلى الجنة سے حضرت عمارؓ کی منقبت اور آپ کی مکی زندگی کا حال بیان ہوا ہے
کہ مکہ میں آپ قریش کو جنت کی طرف بلاتے تھے اور وہ ان کو طرح طرح کا
عذاب دے کر حالت کفر کی طرف لوٹانے کی کوشش کرتے تھے۔

حضرت شاہ صاحبؒ نے فرمایا کہ ایک جواب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کبھی حکم
باعتبار جنس کے ہوتا ہے اگرچہ اس کا تحقق بعض انواع میں نہ ہوتا ہو لہذا معنی یہ
ہوگا کہ اس قسم کی دعوت جو حضرت معاویہؓ اور ان کے ساتھیوں کی طرف
سے دی گئی تھی اگرچہ وہ سبب نار تھی مگر صحابہ کے حق میں سبب نار نہ بن سکی
کیونکہ وہ مجتہد تھے اور ان کی نیت حق اور صواب ہی کی تھی

علامہ تورپشتی نے اپنی کتاب عقائد میں لکھا ہے کہ بہت سی احادیث میں
معاصی پر وعید نار آئی ہے لیکن وہ سبب نار ہو کر بھی ترتب مسبب سے خالی
ہو سکتے ہیں کیونکہ مسببات کا ترتب دوسرے امور ارتفاع موانع و وجود شرائط
وغیرہ پر بھی موقوف ہوتا ہے اور بسا اوقات وہ توقف غیر ظاہر اور چھپا ہوا ہوتا

Scanned with CamScanner

ہے اور شریعت کسی امر حسی پر نار کا حکم کر دیتی ہے واللہ اعلم (انوار الباری ج ۱۴ ص ۳۲۱)

یہ جملہ اگر واقع میں روایت کا جزو ہے تو اس کا محمل اور محل سابقہ ابتلائی آزمائشی دور ہے اور رواۃ نے اپنے تصرف سے کی بناء پر اسے اہل اسلام کے باہم قتال کی طرف لگا دیا جو مقام صفین میں پیش آیا تھا (سیرت معاویہؓ ج ۲ ص ۷۴)

حضرت مولانا تقی عثمانی صاحب مدظلہ فرماتے ہیں

جنت کنایہ ہے حق سے اور نار کنایہ ہے باطل سے کیونکہ حق کا اصل تقاضا یہ ہے کہ وہ جنت تک لے جانے والا ہو اور باطل کا تقاضا یہ ہے کہ وہ نار تک لے جانے والا ہو لیکن حق کا موجب جنت ہونا اور باطل کا موجب نار ہونا یہ اس وقت ہوتا ہے جبکہ کوئی مانع نہ ہو یہی وجہ ہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ من قال لا اله الا الله دخل الجنة ۔۔۔ لا الہ الا اللہ کا تقاضا یہ ہے کہ جنت کا موجب ہو لیکن اس کے جنت کے موجب ہونے کے لئے کیا شرط ہے؟ موانع مرتفع ہوں اور موانع یہ ہیں کہ معاصی کا ارتکاب نہ ہو اگر معاصی کا ارتکاب بھی ہو تو لا الہ الا اللہ موجب جنت ہونے کے باوجود جنت تک نہیں لے جاسکتا جنت میں دخول اولی نہیں ہو سکتا اسی طرح فرمایا الراشی والمرتشی کلاهما فی النار کہ رشوت لینے والا اور دینے والا دونوں نار میں۔ تو اس کا تقاضا یہ ہے کہ دونوں فوراً جہنم میں جائیں لیکن یہ جہنم میں جانا ارتفاع موانع پر موقوف ہے اور مانع کیا ہے؟ کہ توبہ کرلی اور حق حقدار کو دے دیا یا اللہ نے ان کی مغفرت فرمادی ورنہ ہر گناہ موجب نار ہوتا ہے شرط یہ ہے کہ موانع نہ ہوں اسی طرح

یہاں جو حضرات اجتہادی غلطی میں مبتلا تھے تو اس اجتہادی غلطی میں مبتلا ہر باطل موجب نار ہے۔ ہونے کا معنی یہ ہے کہ ان کا موقف حق نہیں تھا باطل تھا تو باطل اپنے باطل ہونے کی حیثیت سے نار تھا اگرچہ ایک مانع کی وجہ سے ان کے حق میں موجب نار نہ ہوا اور وہ مانع ان کا اجتہاد تھا کہ انہوں نے اجتہاد کر کے یہ موقف اختیار کیا تھا اگرچہ باطل تھا اور باطل ہونے کی حیثیت سے موجب نار تھا لیکن چونکہ انہوں نے یہ اجتہاد کی وجہ سے اپنایا تھا اس لئے ان کے حق میں موجب نار نہ ہوا لیکن جو شخص اپنے اجتہاد سے اس کو باطل ہی سمجھتا ہے اس کے حق میں اب بھی موجب نار ہے

حضرت معاویہؓ اور ان کے رفقاء نے جو موقف اختیار کیا تھا وہ باطل ہونے کی وجہ سے اصلا موجب نار تھا بغاوت موجب نار ہے لیکن حضرت معاویہؓ کے حق میں مانع پیش آگیا اور وہ ان کا اجتہاد ہے لہذا ان کے حق میں انشاء اللہ موجب نار نہیں ہو گا لیکن جو لوگ ان کے موقف کے قائل نہیں اور ان کے اجتہاد کے مطابق حضرت معاویہؓ کا اجتہاد درست نہیں جیسا کہ حضرت عمارؓ...... ان کے حق میں وہ کیا موقف ہے ؟ ان کے حق میں وہ موقف نار ہے تو مطلب یہ ہے کہ وہ ان کو بلا رہے تھے ایک ایسے موقف کی طرف جو عمارؓ کے لئے نار ہو تا کہ اگر حضرت عمارؓ اس موقف کو اس حالت میں قبول کر لیتے جبکہ وہ خود اپنے اجتہاد سے اس کے قائل نہیں تھے تو جہنمی ہوتے اور نار میں چلے جاتے یدعوھم الی النار کا یہ معنی ہے...... تو یہ مطلب نکالنا درست نہیں کہ العیاذ

Scanned with CamScanner

باللہ تعالیٰ حضرت معاویہؓ اور ان کے رفقاء جنمی تھے بلکہ مطلب یہ ہے کہ یہ عمل فی نفسہ باطل ہونے کی وجہ سے موجب نار تھا (انعام الباری ج ۳ ص ۱۷۱) اگرچہ ان کے اجتہاد کی وجہ سے وہ ان کے حق میں موجب نار نہ ہوا

جو شیعہ علماء حضرت معاویہؓ کو بار بار برا کہنے سے باز نہیں آتے اور کھلے عام ان پر تبرا کرتے نہیں شرماتے (معاذاللہ) وہ یہ کیوں نہیں بتاتے کہ پھر حضرت امام حسنؓ ایک صلح کے نتیجے میں خلافت سے دستبردار ہو گئے تھے اور حضرت امیر معاویہؓ کے ہاتھ پر انہوں نے اور حضرت امام حسینؓ دونوں نے بیعت کرلی تھی اور حضور ﷺ کی ایک پیشگوئی اس وقت پوری ہوتے سب نے دیکھی تھی آپ ﷺ نے بر سر منبر حضرت امام حسنؓ کے بارے میں فرمایا

إبني هذا سيد لعل الله أن يصلح به بين فئتين من المسلمين (صحيح بخاری ج ۱ ص ۵۳۰)

لعل الله أن يصلح به بين فئتين عظيمتين (ایضاج ۱ ص ۳۷۲)

شیعہ عالم علی بن عیسی اردبیلی (۶۸۷ھ) نے کشف الغمہ میں یہ بات اس طرح نقل کی ہے

ان إبني هذا سيد وان الله لعله أن يصلح به بين فئتين من المسلمين عظيمتين (کشف الغمہ ج ۱ ص ۵۴۶)

یہ کونسی دو بڑی مسلمانوں کی جماعتیں ہیں جن کے درمیان حضرت امام حسنؓ کے ہاتھوں صلح ہوئی؟ ایک امام حسنؓ کی اپنی اور دوسری حضرت معاویہؓ کی۔ حضور ﷺ نے ان دونوں جماعتوں کو مسلمانوں کی دو بڑی جماعتیں فرمایا ہے ان میں سے کسی کو بھی باطل پر نہیں کہا اور نہ ان میں سے ایک کو فئۃ باغیۃ کہا حضرت الاستاذ علامہ خالد محمود صاحب دامت برکاتہم

Scanned with CamScanner

فرماتے ہیں کہ

جنگ صفین (حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے درمیان جنگ) جنت و جہنم کے لئے نہ تھی نہ اس میں کفر و ایمان کے فاصلے قائم تھے حضرت علی مرتضیٰؓ اعلان کر چکے تھے کہ میں اور معاویہؓ عقیدے میں ایک ہیں آپ نے فرمایا الأمر واحد (دیکھئے نہج البلاغۃ) سو حضور اکرم ﷺ کے اس ارشاد میں جنت اور آگ سے مراد وحدت امت اور انتشار کی آگ ہے اور یہ صحیح ہے کہ اس وقت امت کا سکون انتشار میں بدل چکا تھا اور اسی وقت تک یہ انتشار رہا جب تک حضرت حسنؓ نے خلافت حضرت معاویہ کے سپرد نہ کر دی (تجلیات آفتاب ج ا ص ۲۸۲)

حضرت عمار بن یاسرؓ جو اس جنگ کے دوران شہید ہوئے خود آپ کا ان دونوں جماعتوں کے بارے میں کیا موقف تھا ہم پہلے اسے بیان کر آئے ہیں

حضرت امام بخاریؒ (۲۵۶ھ) لکھتے ہیں کہ حضرت عمار بن یاسرؓ کی نگہداشت کرنے والی خاتون کہتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمارؓ سخت بیمار ہوئے تو ہمیں ان کے بارے میں بہت تشویش ہوئی اس وقت حضرت عمارؓ نے ہم سے فرمایا

لا أموت فی مرضی حدثنی حبیبی رسول الله ﷺ إنی لا أموت إلا قتلا بین فئتین مؤمنین (تاریخ صغیر ص ۴۲)

میں اس بیماری میں نہیں مروں گا میرے حبیب ﷺ نے میرے متعلق فرمایا ہے کہ میں مؤمنوں کی دو جماعتوں کے درمیان میں مقتول ہوں گا (یعنی مؤمنوں کی دو بڑی جماعتوں کی لڑائی کے دوران میری موت واقع ہو گی)

Scanned with CamScanner

اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ جس طرح حضرت علی مرتضیٰؓ کی جماعت مؤمن ہے حضرت معاویہؓ کی جماعت بھی مؤمن ہے اگر حضرت معاویہؓ کی جماعت کا ایمان سے کوئی رشتہ نہ ہوتا تو حضور ﷺ اس صاف الفاظ میں آپ کی جماعت کو کبھی مؤمن نہ فرماتے خود حضرت علی مرتضیٰؓ نے بھی اپنے مقابل آنے والی جماعت کو مؤمن ہی کہا ہے۔

حضرت علی مرتضیٰؓ اور حضرت معاویہؓ کے درمیان خون عثمان کے معاملہ پر اختلاف پیدا ہوا اور اس اختلاف نے شدت بھی اختیار کی مگر آپ نے کبھی انہیں اس حدیث کا مصداق نہیں ٹھہرایا اور نہ انہیں ناری کہا۔ جو لوگ یہ حدیث پڑھ پڑھ کر حضرت معاویہ پر دن رات تبرا کرتے نہیں تھکتے آپ ان سے پوچھیں کہ کیا یہ حدیث حضرت علی مرتضیٰؓ کو معلوم نہ تھی ؟ کیا حضرت حسن بن علیؓ اس روایت سے بے خبر اور حضرت امام حسینؓ اس حدیث سے ناواقف تھے ؟ یہ نہیں ہو سکتا کہ یہ حضرات گرامی اس روایت سے لاعلم رہے ہوں اور حضرت عمارؓ کی شہادت سے بھی وہ اس بات کا پتہ نہ لگا سکے ہوں اس لئے یہ مانے بغیر چارہ نہیں کہ حضرت علی مرتضیٰؓ حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ کے جانتے تھے کہ حضرت معاویہؓ مؤمن ہیں اور لسان نبوت نے اس پر گواہی دی ہے

☆......رہی یہ بات کہ حضور ﷺ نے حضرت عمارؓ کے قاتلوں کے بارے میں فرمایا کہ وہ حضور ﷺ کی شفاعت سے محروم ہوں گے تو یہ روایت صحیح نہیں ہے اور روایت میں ان لفاظ کا اضافہ روافض کا ہے حضور ﷺ کی طرف ان الفاظ کی نسبت صحیح نہیں حافظ ابن تیمیہ حنبلیؒ (۷۲۸ھ) لکھتے ہیں

لا أنالهم الله شفاعتي .. فكذب مزيد في الحديث لم يروه أحد من أهل العلم باسناد معروف (منہاج السنۃ ج ۶ ص ۲۵۹)

حدیث میں ان الفاظ کا اضافہ جھوٹ ہی جھوٹ ہے محدثین میں سے کسی نے
معروف اسناد کے ساتھ اسے روایت نہیں کیا ہے
حافظ ابن کثیرؒ اس روایت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں

زاده الروافض فی هذه الحديث بعد قوله الباغية لا أنالها والله شفاعتی یوم القیامة فهو كذب وبهت على رسول الله ﷺ فانه قد تثبت الاحاديث عنه صلوات الله وسلامه بتسمية الفريقين مسلمين (البدایہ ج ۷ ص ۲۷۲)

حضور ﷺ کے ارشاد میں باغیۃ کے بعد رافضی گروپ نے یہ بات اپنی طرف سے بڑھادی ہے کہ خدا کی قسم میری شفاعت اسے نہیں پہنچے گی یہ بات حضور ﷺ پر جھوٹ اور بہتان ہے بلاشبہ حضور ﷺ کی احادیث سے دونوں گروہ کو مسلمان فرمانا ثابت ہو چکا ہے
آپ ایک اور مقام پر لکھتے ہیں

فهذا الحديث من دلائل النبوة إذ قد وقع الامر طبق ما أخبر به عليه الصلاة والسلام وفيه الحكم بإسلام الطائفتين أهل الشام وأهل العراق كمالايزعمه فرقة الرافضة والجهلة الطغام من تكفيرهم أهل الشام وفيه أن أصحاب على أدنى الطائفتين إلى الحق وهذا هو مذهب أهل السنة والجماعة أن عليا هو المصيب وإن كان معاوية مجتهدا وهو ماجور إن شاء الله ولكن على هو الامام فله أجران كما ثبت فی الصحيح البخاری من حديث عمر وبن العاص (البدایہ ج ۷

Scanned with CamScanner

ص ۲۸۰)

یہ حدیث دلائل نبوت میں سے ہے کیونکہ جس طرح حضور ﷺ نے خبر دی تھی وہ اسی طرح وقوع میں آئی اور اس میں اہل شام (حضرت معاویہ کا گروہ) اور اہل عراق (حضرت علی مرتضیٰؓ کی جماعت) دونوں کے مسلمان ہونے کا حکم موجود ہے نہ کہ اس طرح جو رافضی جاہل سرکش فرقہ عقیدہ رکھتا ہے کہ اہل شام کافر تھے اور اس میں یہ بات بھی موجود ہے کہ فریقین میں سے حضرت علیؓ حق کے زیادہ قریب ہیں اور یہی اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے کہ حضرت علیؓ کا موقف درست تھا اگرچہ حضرت معاویہؓ بھی مجتہد تھے اور وہ بھی ماجور ہوں گے انشاء اللہ لیکن حضرت علیؓ امام ہیں انہیں دو اجر ملیں گے

شارح صحیح مسلم حضرت امام نوویؒ (۶۷۶ھ) آپ سے بہت پہلے یہ بات لکھ آئے ہیں

وفيه التصريح بان الطائفتين مؤمنون لايخرجون بالقتال عن الايمان ولايفسقون وهذا مذهبنا ومذهب موافقينا (شرح صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۴۲)

اس میں اس بات کی تصریح ہے کہ دونوں جماعتیں مؤمن ہیں اور اس قتال کی وجہ سے وہ ایمان سے خارج ہوئیں نہ وہ کسی فسق کی زد میں آئیں یہی ہمارا مذہب ہے

امام ابو عبداللہ محمد بن احمد انصاری قرطبیؒ (۶۷۱ھ) لکھتے ہیں

قال الامام أبو المعالي في كتاب الارشاد (فصل) على رضى الله عنه كان إماما حقا في توليته ومقاتلوه بغاة وحسن الظن بهم يقتضى أن

يظن بهم قصد الخير وإن أخطاؤه (التذكرہ ج ۲ ص ۲۲۲)

امام ابو المعالی کتاب الارشاد میں لکھتے ہیں کہ حضرت علیؓ امام تھے اور آپ اپنی خلافت میں برحق تھے اور آپ کے مقابل آنے والے باغی تھے البتہ ان کے ساتھ حسن ظن رکھنے کا تقاضایہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ ان حضرات کا مقصد کسی برائی کا نہ تھا ایک اچھے مقصد کے لئے وہ اٹھے اگر چہ ان سے اس کے طریقہ کار میں (اجتہادی) غلطی ہو گئی۔

سو یہ واقعات اجتہادی نتائج کی بناء پر ظہور پذیر ہوئے اور اس میں دونوں فریق کی نیت ہرگز کسی فساد پر مبنی نہ تھی اور نہ ان میں سے کوئی اسے کفر و اسلام کی لڑائی سمجھتا تھا اور نہ حضرت علیؓ نے کبھی فریق مخالف کو باطل قرار دیا اور نہ حضرت امام حسنؓ نے حضرت معاویہؓ پر اس قسم کے فتوے لگائے (یہ الگ بات ہے کہ دونوں جماعتوں میں شرارتی اور فسادی لوگ موجود تھے جن کا مقصد دونوں جماعتوں میں فساد کرانا تھا) سو مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ ان واقعات کے بیان میں نہایت احتیاط سے زبان کھولیں حضور ﷺ کے کسی بھی صحابی کے بارے میں بدزبانی کرنا جائز نہیں اور اس کا انجام بڑا بھیانک ہے رئیس التابعین سید الامت حضرت سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ

ان رجلا كان يقع في طلحة والزبير وعثمان وعلى رضى الله عنهم فجعل سعد ينهاه ويقول لا تقع في إخواني فأبى فقال فصلى ركعتين ثم قال اللهم إن كان سخطا لك فيما يقول فأرانى فيه اليوم آية واجعله للناس عبرة فخرج الرجل فاذا ببختي يشق الناس فأخذه بالبلاط فوضعه بين كركرته والبلاط فسحقه حتى قتله قال سعيد فانا رأيت الناس يتبعون سعدا ويقولون هنيئا لك يا أبا سحاق أجيبت

دعوتک (البدایہ ج ۷ ص ۲۴۹)

ایک شخص حضرت طلحہ حضرت زبیر حضرت عثمان حضرت علی رضی اللہ عنہم کو برا کہہ رہا تھا حضرت سعد بن ابی وقاص وہاں موجود تھے آپ نے اسے کہا رک جاؤ میرے بھائیوں کو برا نہ کہو اس شخص نے آپ کی بات نہ مانی اور اپنی خباثت میں لگا رہا چنانچہ آپ کھڑے ہوئے اور دو رکعتیں ادا کیں اور دعا مانگی کہ اے اللہ جو کچھ یہ شخص کہہ رہا ہے اگر وہ تیرے غصہ کی بات ہے تو مجھے آج اس کے متعلق کوئی نشانی دکھا اور اسے لوگوں کے لئے نشان عبرت بنا دے میں لوگوں نے دیکھا کہ ایک بختی اونٹ لوگوں کو چیرتا ہوا کہیں سے آیا اور اس نے اس شخص کو پکڑ کر اپنے سینے اور زمین کے درمیان پیس دیا حتی کہ اسے قتل کر دیا حضرت سعید کہتے ہیں کہ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ حضرت سعد کے پیچھے جاتے تھے اور کہتے کہ دیکھا اے ابو اسحاق آپ کو بہت مبارک ہو آپ کی دعا اللہ کے دربار میں سنی گئی۔۔

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہ (۱۲۹۷ھ) فرماتے ہیں کہ ہم کو لازم ہے کہ ان کی عیب چینی نہ کریں اور یوں سمجھیں کہ حضرت امیرؓ اور حضرت معاویہؓ وغیرہ صحابہ میں اگر باہم کچھ مناقشہ ہوا بھی تو وہ ایسا ہی تھا جیسے حضرت موسی علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں اور حضرت موسی اور حضرت خضر علیہما السلام میں جھگڑے اور قصیے ہوئے یہ سب قصے کلام اللہ میں مذکور ہیں انکار کی گنجائش نہیں ورنہ اے حضرات شیعہ خوف کفر ہے (اجوبہ اربعین ص ۱۸۸)

☆.....خوارج کس طرح ظہور میں آئے

آپ یہ بات اوپر پڑھ آئے ہیں کہ حضرت علی مرتضیٰؓ اور حضرت معاویہؓ کے درمیان جنگ صفین تحکیم کی وجہ سے رک گئی تھی اور حضرت ابو موسی اشعریؓ نے اس پر ایک دستاویز تیار کی جس پر دونوں فریق نے دستخط کئے اور طے کیا تھا کہ اب دونوں فریق کی جانیں اور ان کے خاندانوں کی جانیں اور مال محفوظ ہوں گے اور جن لوگوں کو یہ ذمہ داری سونپی گئی ہے وہ جو بھی فیصلہ کریں گے اسے دونوں فریق تسلیم کریں گے

اشعث بن قیس نے جب بنی تمیم کے سامنے یہ تحریر پڑھ کر سنائی تو عروہ بن اذنیہ کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کیا تم اللہ کے دین میں لوگوں کو حکم بناتے ہو أتحكمون في دين الله الرجال (البدایہ ج ۷ ص ۲۷۸) حضرت علی مرتضیٰؓ کی جماعت میں شامل کئی گروہوں نے اس کی تائید کی اور کہا کہ لا حكم الا الله......اللہ کے سوا کوئی حکم نہیں یہ وہ مرحلہ تھا جہاں خوارج پھر سے اٹھے (اس سے پہلے وہ حضرت عثمان کے خلاف خروج کر چکے تھے) ان کا شعار اور کلمہ اب یہ جملہ ہوا ﴿لا حكم الا الله﴾ ان لوگوں کو المحكميه کا نام بھی دیا گیا یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے حضرت علیؓ کے اس فیصلہ پر ان کی تکفیر شروع کر دی ان میں صرف یہ اختلاف رہا کہ آپ کی تحکیم خود شرک ہے یا اس کی کوئی اور وجہ ہے؟ امام اشعری کہتے ہیں

اجمعت الخوارج على إكفار علي بن أبي طالب إذا حكم وهم مختلفون هل كفره شرك أم لا؟ (منہاج ج ۳ ص ۴۶۱)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے جب ان لوگوں سے حضرت علیؓ مرتضیٰ کی مخالفت کی وجہ

Scanned with CamScanner

پوچھی تو انہوں نے کہا

فلما حکم فی دین الله خرج من الایمان فلیتب بعد اقراره بالکفر نعدله (نقلہ المبرد فی الکامل)

جب علیؓ نے اللہ کے دین میں انسانوں کو حکم مان لیا تو ایمان سے ہی نکل گئے ہیں آپ کو اپنے کفر کا اقرار کر کے اس سے توبہ کرنا چاہئیے ہم آپ کی حمایت میں پھر آجائیں گے

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گروہ کے بارے میں پیشگوئی فرمادی تھی اور اپنی امت کو باخبر کر دیا تھا حضرت ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

تمرق مارقة عند فرقة من المسلمين يقتلها أولى الطائفتين بالحق (

صحیح مسلم ج ا ص ۳۴۲)

(ترجمہ) مسلمانوں میں گروہ بندی سے ایک فرقہ پیدا ہو گا (جو اسلام سے نکلا ہوا ہو گا مارقہ کا یہی معنی ہے) اور مسلمانوں کی دو جماعتوں میں سے جو جماعت حق کے زیادہ قریب ہو گی وہ اس فرقہ کا خاتمہ کرے گی

حضرت علی مرتضیٰؓ جب بصرہ سے کوفہ واپس آئے تو یہ سب لوگ آپ کے ساتھ تھے مگر یہاں پہنچتے ہی ان کے بارہ ہزار کے قریب لوگ آپ کو چھوڑ گئے اور انہوں نے نہ صرف یہ کہ آپ کا ساتھ دینے سے انکار کیا بلکہ وہ آپ کے ساتھ ایک جگہ بیٹھنے کے لئے بھی تیار نہ تھے چنانچہ وہ آپ سے الگ ہو کر حرورا نامی مقام پر جا بیٹھے انہوں نے حضرت علیؓ پر مختلف قسم کے الزمات لگائے

وأبوا أن يساكنوا فی بلده ونزلوا بمكان يقال له حروراء وانكروا

علیه أشیاء فی ما یزعمون انه أرتکبها (البدایہ ج ۷ ص ۲۷۸)

پیش نظر رہے کہ اسلام میں سب سے پہلا سیاسی فتنہ خلیفہ سوم سیدنا حضرت عثمان غنیؓ کے خلاف بغاوت تھی اور سب سے پہلا اعتقادی فتنہ سیدنا حضرت علی مرتضیٰؓ کے خلاف ان کے اپنے ساتھیوں کا ؟وج تھا تاریخ میں یہ لوگ اس جہت سے خارجی کہلائے کہ انہوں نے ایک خلیفہ راشد کے خلاف ؟وج کیا ان میں وہ بھی تھے جو حضرت عثمان کے باغی تھے یہ لوگ خلیفہ راشد کے خاف یہ مسئلہ لے کر اٹھے کہ حضرت علی نے اپنے تنازعہ میں انسانوں کو حکم کیوں مانا ؟ اور آپ حضرت ابو موسی اشعری حضرت عمرو بن العاص کو حکم مان کر دائرہ اسلام سے نکل چکے ہیں یہ لوگ جس طرح حضرت علی مرتضیٰ کے خلاف اٹھے وہ حضرت معاویہ کے بھی اسی طرح مخالف تھے حضرت علی کا حضرت معاویہ سے اختلاف سیاسی تھا اور خارجیوں کا ان دونوں سے اختلاف اعتقادی تھا اور یہ لوگ دونوں کو مسلمان ماننے کے لئے تیار نہ تھے صرف یہی نہیں بلکہ خارجی لوگ حضرت حسن حضرت حسین حضرت معاویہ حضرت عمرو بن العاص سب کے خلاف تھے اور حضرت عثمان کے بھی مخالف تھے انہوں نے جس وقت حضرت علیؓ پر قاتلانہ حملے کا منصوبہ تیار کیا تو حضرت معاویہ اور حضرت عمرو بن العاص کو بھی ٹھکانے لگانا بھی اسی منصوبے کا حصہ تھا اور تین خارجی ان تین بزرگوں کو نشانہ بنانے کے لئے نکلے تھے۔

خوارج نے آپ پر جو اعتراضات کئے ان میں سے کچھ یہ تھے

(۱) آپ نے اللہ کے بجائے لوگوں کو حکم بنانے پر اتفاق کیا اور یہ غلط ہے

(۲) آپ نے معاہدہ میں اپنے نام کے ساتھ امیر المؤمنین کا لفظ ہٹادیا اور یہ غلط ہے

(۳) آپ نے جنگ جمل میں لڑائی کرتے ہوئے ان کو قتل کیا جو معصوم الدم والمال تھے

(۴) آپ نے ان کے قیدی اور مالوں کو مال غنیمت میں تقسیم نہیں کیا

حضرت علیؓ نے اس کے جواب میں انہی کے عالموں اور حافظوں کو جمع کیا جب اچھا خاصا مجمع ہو گیا تو آپ نے حضرت عثمانؓ والا مصحف منگوایا اور اسے اپنے آگے رکھا اور اس پہ ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ اے مصحف لوگوں سے بیان کر۔ لوگوں نے کہا کہ آپ اس سے کیا پوچھتے ہیں یہ تو ورق ہیں آپ کیا چاہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ تمہارے لوگوں نے میری جماعت سے خروج کیا ہے اس لئے میرے اور ان کے درمیان اللہ کی کتاب ہے اللہ تعالی نے قرآن میں فرمایا ہے

وإن خفتم شقاق بينهما فابعثوا حكما من أهله وحكما من أهلها ان يريدا إصلاحا يوفق الله بينهما (پ ۵ النساء ۳۵)

(ترجمہ) اور اگر تم ڈرو کہ وہ آپس میں ضد رکھتے ہیں تو کھڑا کرو ایک منصف مرد والوں میں سے اور ایک منصف عورت والوں میں سے اگر یہ دونوں چاہیں گے کہ صلح کرادیں تو اللہ موافقت کردے گا ان دونوں میں۔ (کیا اس میں اختلاف کے وقت حکم بنانے کا حکم نہیں دیا گیا)

پس حضور ﷺ کی امت ایک مرد اور ایک عورت کے مقابلہ میں خون اور حرمت کے لحاظ سے بہت بڑھ کر ہے

(۲) جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ میں نے اپنے نام کے ساتھ امیر المؤمنین کا لفظ ہٹادیا تو حدیبیہ کا واقعہ سب کو معلوم ہے اور قرآن کہتا ہے کہ رسول اللہ کی ذات تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے (میں نے حضور ﷺ کی سنت اور طریقے پر عمل کیا ہے)

پھر آپ نے ان کے تمام سوالات کے جوابات دیئے مگر وہ آپ سے متفق نہ ہوئے تو پھر

Scanned with CamScanner

آپ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو ان کے ساتھ مناظرہ کرنے کے لئے بھیجا کہ وہ ان لوگوں کو مزید دلائل سے مطمئن کریں اور آپ نے انہیں اس بات کی بھی تاکید کی کہ ان کے ساتھ بحث کرنے میں سنت سے استدلال کرنا جب عبداللہ بن عباسؓ وہاں پہنچے تو ان میں سے بعض نے آپ کی بات سننا منظور کیا اور بعض نے آپ کی بات سننے سے انکار کر دیا اور اپنے لوگوں سے کہا کہ انہیں واپس بھیج دیا جائے حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور ان کے درمیان دو تین دن تک بحث ہوتی رہی ان میں سے تقریبا چار ہزار کے قریب افراد آپ کے دلائل سے مطمئن ہو گئے اور انہوں نے اپنے موقف سے رجوع کر لیا اور دوبارہ حضرت علیؓ کے ساتھ آشامل ہوئے جبکہ باقی لوگ اپنے موقف اور ضد پر ہی ڈٹے رہے حضرت علیؓ نے انہیں اپنے موقف پر دوبارہ غور کرنے کا مشورہ دیا اور ان سے کہا کہ بیشک تم واپس نہ آؤ لیکن کسی کی جان سے نہ کھیلنا عہد شکنی کرنا اور نہ ڈاکہ زنی کرنا اگر تم نے ایسا کیا تو پھر جنگ کے لئے تیار رہنا مگر یہ لوگ پھر بھی باز نہ آئے اور لوگوں کی جانوں اور مالوں سے کھیلنے لگے۔

ایک دن حضرت علی مرتضیٰؓ خطبہ دے رہے تھے کہ ایک خارجی شخص کھڑا ہو کر کہنے لگا اے علیؓ تم نے اللہ کے دین میں لوگوں کو شریک کر لیا ہے حالانکہ حکم صرف اللہ کا ہے اس پر اس کے ساتھی ہر طرف سے ﴿لا حکم الا اللہ لا حکم الا اللہ﴾ کا نعرہ لگانے لگے حضرت علیؓ نے جب ان کے نعرے سنے تو فرمایا بیشک یہ کلمہ صحیح ہے مگر ان لوگوں کا ارادہ اس سے باطل کا ہے کلمة حق أرید بها باطل (صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۴۳) معناہ أن الکلمة أصلها صدق قال اللہ تعالی إن الحکم إلا للہ لکنهم أرادوا بها الانکار علی علی رضی اللہ عنه فی تحکیمه (شرح صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۴۳) آپ نے پھر

Scanned with CamScanner

ایک مرتبہ انہیں کچھ نصیحتیں کیں مگر وہ باز نہ آئے اور کوفہ سے باہر نکل گئے اور نہروان میں مقیم ہو گئے

خوارج اصلا حضرت علیؓ کے لشکر میں تھے اور ان میں سے اکثر کا تعلق قبیلہ بنی تمیم سے تھا ان لوگوں نے حضرت علیؓ سے اس بناء پر بغاوت کر دی کہ آپ کتاب اللہ کے بارے میں کسی کو کیوں حکم بنانے پر راضی ہوئے یہ لوگ کہتے تھے کہ تحکیم گناہ ہے کیونکہ اللہ کا حکم تمام معاملات میں عیاں اور واضح ہے جبکہ تحکیم میں یہ مفہوم پایا جاتا ہے کہ دو متحارب فرقوں میں شک کیا جائے کہ کون حق پر ہے ؟ ان کے دلوں کی اس الجھن کو کسی شخص نے اس جملہ میں ڈھال دیا کہ لا حکم الا اللہ کہ فیصلہ کا حق صرف اللہ ہی کو ہے یہ جملہ اس عقیدہ رکھنے والوں کے اندر بجلی بن کر سرایت کر گیا اور گوشہ گوشہ سے اس کی قبولیت کے نعرے لگنے لگے اور اس فرقہ کا یہ شعار بن گیا ان لوگوں کو الشراۃ کے نام سے بھی موسوم کیا گیا یعنی یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی جانیں اللہ کے ہاتھ میں بیچ دی ہیں (الکامل ج ۲ ص ۱۳۶ المرتضیٰ ص ۲۶۳) حافظ ابن حجر عسقلانی (۸۵۲ھ) علی بن حسین کے بارے میں لکھتے ہیں کان یذھب مذھب الشراۃ (لسان المیزان ج ۴ ص ۲۲۶) اس سے اس کا خارجی ہونا بتلایا ہے

☆......حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے حکموں کا فیصلہ اور اس پر اختلاف

دونوں فریق نے جن دو شخصوں کو حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے درمیان ہونے والے معاملہ پر حکم بنایا تھا وہ دونوں رمضان (۳۷ھ) میں دومۃ الجندل نامی جگہ جمع ہوئے (بعض

Scanned with CamScanner

مؤرخین نے اس جگہ کا نام اذرح بتایا ہے) یہاں ان کے درمیان مختلف امور زیر بحث آئے ان دونوں نے مسلمانوں کی بھلائی اور حالات کو دیکھتے ہوئے یہ طے کیا کہ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ دونوں کو پیچھے ہٹادیا جائے اور فیصلہ پھر مسلمانوں پر چھوڑ دیا جائے (البدایہ ج ۷ ص ۲۸۲)

اس کے بعد یہ دونوں حضرات عوام کے مجمع میں آئے حضرت عمرو بن العاصؓ نے حضرت ابو موسیؓ سے کہا کہ آپ یہ فیصلہ سنائیں انہوں نے اللہ کی حمد و ثناء کے بعد بتایا کہ ہم دونوں نے امت کے بارے میں غور کرتے ہوئے یہ طے کیا کہ علیؓ اور معاویہؓ دونوں پیچھے ہٹ جائیں اور معاملہ شوری کے حوالہ کردیں تاکہ امت کا شیرازہ مزید بکھرنے نہ پائے اور میں نے اپنی طرف سے علیؓ اور معاویہؓ دونوں کو معزول کیا۔ حضرت معاویہ کی معزولی کا مطلب یہ تھا کہ انہیں خلیفہ نہ بنایا جائے یہ نہیں کہ انہیں خلافت سے معزول کیا جائے

یہ کہہ کر حضرت ابو موسی اپنی جگہ سے ہٹ گئے ان کے بعد حضرت عمروؓ کھڑے ہوئے اور خطبہ پڑھنے کے بعد کہا کہ

ابو موسیؓ نے آپ کے سامنے جو کچھ کہا ہے آپ نے اسے سن لیا انہوں نے آپ کو یہ بھی بتادیا کہ انہوں نے علیؓ کو معزول کردیا ہے جس طرح انہوں نے حضرت علیؓ کو معزول کیا ہے میں بھی حضرت علی کو معزول کرتا ہوں اور میں حضرت معاویہؓ کو قائم اور خلیفہ بناتا ہوں بلاشبہ وہ حضرت عثمانؓ کے رشتہ دار ہیں اور ان کے قصاص کے طالب ہیں اور ان کے قائم مقام ہونے میں سب سے زیادہ حقدار ہیں حضرت عمروؓ نے حضرت معاویہؓ کی خلافت سے معزولی غالبا اس لئے نہ کی کہ وہ تو خلافت کے دعویدار ہی نہ تھے انہیں آئندہ خلیفہ بنانے کی تجویز یہ صرف ان کی ذاتی رائے تھی اسے وہ دونوں کی متفقہ رائے نہ کہہ رہے تھے

Scanned with CamScanner

اس اعلان سے مجمع پر سناٹا چھا گیا بتایا جاتا ہے کہ یہ سن کر حضرت ابو موسیٰ حضرت عمرو سے ناراض ہوئے مگر حضرت عمرو اپنی بات کو اصولاً صحیح کہتے رہے تاہم صاحب احکام القرآن قاضی ابوبکر بن العربیؒ نے اس بات کا انکار کیا ہے اور بعض مؤرخین نے جو دونوں کے درمیان سخت جملوں کا تبادلہ لکھا ہے علامہ موصوف نے اسے کذب صریح بتایا ہے (العواصم ص ۱۷۷) آپ نے ثقہ روایات کی روشنی میں اتنی ہی بات کو درست قرار دیا کہ پھر اسے مجلس شوری کے فیصلہ پر چھوڑ دیا گیا۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری نے حضرت عمرو سے کہا

أری انه فی النفر الذین توفی رسول الله ﷺ وهو عنهم راض (العواصم من القواصم ص ۱۷۸ تاریخ کبیر ج ۵ ص ۳۹۸ للامام البخاری)

میری رائے ہے کہ یہ معاملہ اس جماعت کے سامنے رکھا جائے جن سے رسول اللہ ﷺ اپنے آخر وقت تک خوش تھے

حافظ ابن کثیرؒ (۷۷۴ ھ) نے ایک تاویل یہ پیش کی ہے کہ

حضرت عمرو کی رائے تھی کہ اگر (حضرت علیؓ کو خلافت سے معزول کرنے کے بعد) لوگوں کو بلا امام کے اسی حالت میں چھوڑ دیا گیا تو وہ ایک بڑے اختلاف و انتشار میں مبتلا ہو جائیں گے انہوں نے اس سے بچنے کی خاطر حضرت معاویہ کا نام پیش کر دیا اور یہ ان کا اجتہاد تھا اور یہ صحیح اور غلط دونوں طرح ہو سکتا ہے (البدایہ ج ۷ ص ۲۸۴)

(نوٹ) قابل غور بات یہ ہے کہ ثالثوں کا تقرر کس عنوان کو طے کرنے کے لئے ہوا تھا؟ یہاں مسئلہ خلافت موضوع نہ تھا کہ کون خلافت کا اہل ہے اور کسے معزول ہونا چاہیے

Scanned with CamScanner

کیونکہ حضرت معاویہؓ مدعی خلافت نہ تھے اور نہ ہی ثالثوں کا تقرر اس موضوع کو طے کرنے کے لئے تھا اصل بات یہ تھی کہ حضرت معاویہؓ حضرت عثمانؓ کے خون کے قصاص کے مدعی تھے حضرت علی مرتضیٰؓ کو اس سے انکار نہ تھا تاہم آپ کا موقف یہ تھا کہ حضرت معاویہؓ اور ان کے ساتھی پہلے ان کی بیعت کریں اور پھر وہ مناسب وقت پر ان سے قصاص لے لیں گے مگر حضرت معاویہؓ کو آپ کا یہ موقف قبول نہ تھا کیونکہ آپ سمجھتے تھے کہ حضرت علی مرتضیٰؓ کی صفوں میں ایسے لوگوں کا غلبہ ہے جو خون عثمان کے ذمہ دار ہیں اور وہ لوگ آپ پر حاوی ہیں وہ کس طرح قصاص کا معاملہ اٹھائیں گے اس طرح حضرت عثمانؓ کا خون ضائع جائے گا اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ قاتلین عثمان پر ہاتھ ڈالنا مشکل سے مشکل تر ہو جائے گا

ثالثوں نے اس بارے میں کیا فیصلہ کیا تھا تاریخ کی کتابیں اس پر خاموش ہیں صرف حضرت عمرو کی رائے تھی کہ نیا خلیفہ حضرت معاویہ کو تجویز کیا جائے (جس پر بعد میں رائے عامہ لی جائے) پتہ نہیں چلتا کہ ثالثوں نے کس کی بات کو اقرب الی الحق اور عقل وانصاف کے زیادہ قریب بتایا تاہم تاریخی کتابوں میں جو بات بتائی جاتی ہے اس میں یہ کہیں نہیں کہ حضرت معاویہؓ کو دعوی قصاص سے دستبردار کیا جائے نیز تاریخی کتابوں میں دونوں طرف کے بزرگوں کی زبان سے جو الفاظ صادر ہوتے دکھلائے گئے ہیں اس سے اس یقین میں اضافہ ہوتا ہے کہ بات کچھ تھی مگر بتائی کچھ اور جا رہی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

خلیفہ ابن خیاط (۲۴۰ھ) کہتے ہیں کہ دونوں طرف کے حضرات چونکہ کسی ایک بات پر اتفاق نہ کر سکے (سوائے اس کے کہ حضرت علی مرتضیٰ کو خلافت سے علیحدہ کیا جائے) اس لئے صلح کی بات آگے نہ بڑھی اور آپس میں ایک اور اختلاف واقع ہو گیا

Scanned with CamScanner

فلم يتفق الحكمان على شيء وافترق الناس (تاریخ خلیفہ بن خیاط ج ا ص ۱۷۲) حافظ ابن کثیرؒ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ کو جب تحکیمات (جو حکم فیصلہ ہوا تھا اس) کی خبر پہونچی تو آپ کو اس سے دکھ ہوا جب معاملہ کی توجیہ نہ ہو پائی تو آپ نے پھر اہل شام کے ساتھ جنگ کا فیصلہ کیا اور لوگوں کو اس کی ترغیب دی ثم ندب الناس إلى الخروج إلى الجهاد فى أهل الشام (البدایہ ج ۷ ص ۲۸۷) آپ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو لکھا کہ وہ اس بارے میں ان کی معاونت کریں پھر آپ نے خوارج کے نام بھی خط لکھا کہ وہ بھی اس سلسلے میں آگے بڑھیں اور اہل شام کے خلاف جنگ میں ان کا ساتھ دیں مگر خوارج نے آپ کا ساتھ دینے کے بجائے آپ کی تنقیص کی اور وہ آپ کا ساتھ دینے پر راضی نہ ہوئے چنانچہ حضرت علیؓ ۶۴ ہزار کا لشکر لے کر کوفہ سے نکلے اور حضرت ابن عباسؓ نے بصرہ سے تین ہزار سے زیادہ افراد آپ کے ساتھ کردئے آپ نے وہاں ایک خطبہ دیا اور لوگوں کو صبر اور استقامت کی ہدایت فرمائی اور شام جانے کے لئے تیاری کرنے لگے۔

جناب مولانا حکیم محمود احمد ظفر صاحب نے مختلف روایات کی چھان پھٹک اور ان پر تنقیدی نگاہ ڈالتے ہوئے جو کچھ اخذ کیا ہے انہوں نے اس کا خلاصہ کچھ اس طرح بیان کیا ہے

(۱) دونوں ثالث اس بات پر متفق تھے کہ حق دونوں جانب ہے اور یہ دونوں حضرات اپنے اپنے موقف میں مخلص ہیں حضرت معاویہ طلب قصاص میں اور حضرت علیؓ طلب بیعت میں اور ان کے مابین جو اختلاف ہے وہ صرف اجتہادی اختلاف ہے اور یہ اختلاف نگاہ شریعت میں ایسا اختلاف ہے کہ جس میں صواب و خطاء دونوں میں ثواب ملتا ہے ہاں جو راہ صواب اختیار کر کے اصل مقصد کو پہنچ گیا اس کو راہ خطا پر گامزن ہونے والے سے دوگنا

ثواب ہے حضور خاتم النبیین ﷺ کے بعد کوئی معصوم نہیں غلطی کا ہر بشر سے امکان ہے ہاں اس میں جو لوگ فتنہ پردازی کی غرض سے شامل ہیں وہ گنہ گار اور واجب القتل ہیں اور انہیں کے قتل کا مطالبہ حضرت معاویہؓ کر رہے تھے حضرت علی مرتضیٰؓ کی خلافت بالفعل صحیح مانی جا رہی تھی اور حضرت معاویہؓ کا قاتلان عثمان سے قصاص کا مطالبہ بھی صحیح تھا فیصلہ یوں ہونا چاہیئے تھا کہ دونوں کو اپنے اپنے موقف سے معزول کیا جائے یعنی حضرت معاویہؓ قصاص کا معاملہ اپنے ہاتھ میں نہ لیں اور سیدنا حضرت علیؓ تلوار روکیں

(۲) اس امر خلافت کا فیصلہ ایسے صحابہ کے اجتماع میں ہو جن سے اللہ کا رسول اس دنیا سے رخصت ہوتے وقت راضی تھا کیونکہ اتنے بڑے قضیے کا فیصلہ ہمارے بس کا روگ نہیں اس کے فیصلے کے لئے سب سے پہلے رائے عامہ کو ہموار کرنا ضروری ہے اور اگر ہم ابھی فیصلہ کر بھی دیں تو ایسے فیصلے کا کوئی فائدہ نہیں جس کو منوانے کے لئے پشت پر طاقت نہ ہو اکابر صحابہ کی ایک جماعت جب اس کا فیصلہ کرے گی تو وہ فیصلہ بہت جلد نافذ ہو گا یہ فیصلہ اس لئے کیا گیا کہ سبائیوں نے امت کے متفق علیہ امام حضرت عثمانؓ کو دن دیہاڑے مدینہ منورہ کی پاک سرزمین میں بغیر کسی قصور کے ظلما شہید کر دیا اور پھر وہی قاتلان عثمان حضرت علیؓ کے لشکر میں آشامل ہوئے ان سے قصاص کس طرح لیا جائے اسی ذیل میں یہ مسئلہ بھی آتا ہے کہ نئی خلافت انہی باغیوں نے اپنے اثرات اور اپنی کوششوں سے قائم کی چنانچہ ابن جریر طبری نے صراحت سے اپنی تاریخ میں ان واقعات کو بیان کیا ہے اور کتب تواریخ میں یہ جملہ بھی آتا ہے اول من بایعه الاشتر۔ سبائیوں کے حضرت علیؓ کو اس طرح ہنگامی طور پر خلیفہ بنا کر پھر ان کی فوج میں داخل ہو جانے سے امت بہت بڑی تفرقہ کا شکار ہو گئی اور حضرت عمرو بن العاصؓ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ حضرت عبداللہ بن عمرؓ

Scanned with CamScanner

حضرت معاویہؓ اور دیگر بڑے بڑے صحابہ نے آپ کی بیعت نہ فرمائی اسی تنازع کے سبب نوبت شمشیر کشی اور قتال تک پہنچ گئی ثالثوں نے تمام واقعات کی مکمل تحقیق اور چھان بین کرنے کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ باغیوں اور قاتلان عثمان کے اثرات اور ان کے شمول سے حضرت علیؓ کا انتخاب غیر آئینی ہے لہذا یہ انتخاب منسوخ ہو کر کل امت کے نمائندہ حضرات اور ارباب حل وعقد کے مشورے سے از سر نو انتخاب ہو اس اجتماع میں جس میں اس امر خلافت کا فیصلہ ہو صرف وہی حضرات صحابہ شامل ہوں جن سے جناب رسالت مآب ﷺ اس دنیا سے رخصت ہوتے وقت راضی تھے یہ ارباب حل وعقد جب کوئی فیصلہ کریں گے تو ان کی پشت پر اس فیصلہ کو منوانے کے لئے رائے عامہ کی بے پناہ طاقت ہوگی (العواصم من القواصم ۱۷۶)

(۳) جب تک ارباب حل وعقد کے باہمی مشورے سے از سر نو انتخاب عمل میں نہیں آتا اس وقت تک دونوں فریق اپنے اپنے زیر اقتدار علاقوں کا نظم ونسق چلاتے رہیں گے اور آپس میں امن وسلامتی سے رہیں (العواصم ص ۱۷۵ تعلیقہ۔)

یہ تھا ان دونوں ثالثوں کا فیصلہ جس کو سبائیوں نے کیا کیا رنگ دے دیا ہے اور ان واقعات کو مسخ کر کے امت کے سامنے رکھ دیا تاکہ صحابہ کے بارہ میں ان کے معتقدات صحیح نہ رہ پائیں (حضرت معاویہؓ کے حالات زندگی ص ۳۲۹)

اس دوران آپ کو خبر ملی کہ وہ خوارج جو پہلے آپ کے ساتھ تھے پھر آپ پر طرح طرح کے الزامات لگا کر آپ سے الگ ہو گئے وہ ملک میں فساد برپا کئے ہوئے ہیں اور وہ قتل وغارت گری سے بھی باز نہیں آرہے ہیں ممنوعات کا ارتکاب کھلے عام ہو رہا ہے اور لوگوں کے لئے آنے جانے کا راستہ بھی انہوں نے بند کر دیا ہے وہ لوگ اپنی ذلیل حرکتوں میں اس

Scanned with CamScanner

حد تک جا چکے کہ انہوں نے حضور کے ایک صحابی حضرت عبداللہ بن خباب اور ان کی اہلیہ
کو بھی قتل کر دیا تو آپ نے ساتھیوں سے مشورہ کیا ان کی رائے تھی کہ پہلے خوارج کے
ساتھ نمٹ لیا جائے ایسا نہ ہو کہ ہم اہل شام کے ساتھ جنگ میں ہوں اور خوارج یہاں آ کر
ان کے گھروں کو اپنے شر کا نشانہ بنالیں حضرت علی مرتضیٰؓ نے ان کو پیغام دیا کہ وہ اپنی
شرارتوں سے باز آجائیں مگر انہوں نے حضرت علیؓ کے قاصد کو بات سننے سے پہلے ہی قتل
کر دیا اور منصوبہ بنایا کہ وہ حضرت علیؓ کے لشکر پر حملہ کریں تاہم حضرت علیؓ کے دوبارہ
سمجھانے پر ایک بڑی تعداد نے آپ کی بات مان لی جبکہ دوسروں نے آپ کی سخت مخالفت
کی اور آپ کی جماعت کو نشانہ بنانے کی کوشش کی حضرت علی مرتضیٰؓ نے ان کی شرارتوں
کا بھرپور جواب دیا ان میں سے اکثر گھوڑوں کے قدموں کے نیچے آکر ہلاک ہوئے تھے ان
میں عبداللہ بن وہب حرقوص بن زہیر شریح بن اوفی اور عبداللہ بن سخبرہ بھی تھے۔(البدایہ
ج ۷ ص ۲۸۹) جبکہ حضرت علیؓ کی فوج کے سات افراد اس معرکہ میں شہید ہوئے تھے
جب آپ ان کے مقتولین کے درمیان سے گزرے تو یہ کہتے جاتے تھے کہ تمہارا برا ہو
جس نے تمہیں دھوکہ دیا ہے اس نے تمہیں نقصان ہی پہنچایا کسی نے آپ سے پوچھا کہ
انہیں کس نے دھوکہ دیا آپ نے فرمایا ان کے نفس اور شیطان نے۔ یہ لوگ خواہشات
کے دھوکہ میں آئے ہوئے تھے۔(طبری ج ۳ ص ۱۷۶)

خوارج بظاہر بڑے نیک پارسا اور متقی نظر آتے تھے مگر حقیقت میں وہ حضور ﷺ کے
طریقہ سے ہٹے ہوئے تھے آنحضرت ﷺ نے ان کے بارے میں پہلے سے خبر دے دی
تھی خود حضرت علی مرتضیٰؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا

یخرج قوم من أمتی یقرؤن القرآن لیس قرائتکم إلی قرائتهم بشئی

ولا صلواتكم إلى صلوتهم بشئی ولاصيامكم إلى صيامهم بشئی يقرؤن القرآن يحسبون أنه لهم وهوعليهم لاتجاوزهم صلوتهم تراقيهم يمرقون من الاسلام كما يمرق السهم من الرمية لو يعلم الجيش الذين يصيبونهم ماقضى لهم على لسان نبيهم لا تكلوا عن العمل (صحیح مسلم ج۱ص ۳۴۳)

میری امت میں سے ایک گروہ ظاہر ہوگا وہ ایسے قرآن پڑھیں گے کہ ان کے سامنے تمہاری تلاوت کی کوئی حیثیت نہ ہوگی نہ ان کی نمازوں کے سامنے تمہاری نمازوں کی کوئی حیثیت ہوگی نہ تم ان کے روزوں کا مقابلہ کر سکوگے وہ یہ سمجھ کر تلاوت کریں گے کہ یہ ان کے لئے نفع بخش ہے مگر وہ ان کے لئے نقصان دہ ہوگی نماز ان کے گلوں سے نیچے نہیں اتر سکے گی اور وہ اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے جو لشکر ان کے خلاف جائے گا وہ اس ثواب کو جان لے جو اللہ نے اپنے نبی کی زبان پر بیان کیا ہے تو وہ سارے اعمال چھوڑ کر اسی پر تکیہ کرلیں گے

حضرت امام بخاریؒ (۲۵۶ھ) ﴿ باب قتال الخوارج والملحدين بعد إقامة الحجة عليهم ﴾ کے تحت حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ انہیں اللہ کی بدترین مخلوق سمجھتے تھے اور آپ فرماتے تھے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو کفار کے متعلق اترنے والی آیات کو مسلمانوں پر چسپاں کرتے تھے

وكان إبن عمر يراهم شرار خلق الله وقال إنهم إنطلقوا إلى آيات نزلت فی الكفار فجعلوها على المؤمنين (صحیح بخاری ج۲ص ۱۰۲۴)

حضرت ابو ہریرہؓ نے بھی انہیں ﴿ أولئك شرار الخلق ﴾ کہا ہے (المصنف لابن ابی شیبہ ج ۷ ص ۵۵۲)

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ السامی (۵۶۱ھ) ان کے تعارف میں لکھتے ہیں انہیں حروریہ بھی کہتے ہیں اس لئے کہ یہ زمین حروراء میں اترے تھے انہیں شراۃ بھی کہتے ہیں کیونکہ ان کا کہنا ہے کہ ہم نے اپنی جانیں اللہ کی راہ میں بیچ دی ہیں انہیں مارقہ کا نام بھی دیا جاتا ہے اس لئے کہ یہ لوگ دین سے نکل گئے...... ان کی کتابیں عبداللہ بن زید اور محمد بن حرب یحی بن کامل اور سعید بن ہارون نے مرتب کی ہیں (غنیۃ الطالبین ص ۱۹۵)

حضور ﷺ نے ان میں سے ایک شخص کی بعض علامتوں کا بھی ذکر کیا تھا وہ شخص ذوالثدیہ تھا حضرت علیؓ نے ان کے مقتولین میں اس کو تلاش کرایا تو وہ کسی کو نظر نہ آیا حضرت علیؓ کی پیشانی پر پسینے کے قطرے نمودار ہو گئے اور زبان سے یہ کلمات ادا ہوئے کہ نہ میں نے جھوٹ بولا ہے نہ ہی مجھے جھٹلایا گیا ہے آپ نے دوبارہ اسے تلاش کرنے کا حکم دیا اس دفعہ وہ ایک جگہ اوندھے منہ پڑا ہوا پایا گیا حضرت علیؓ یہ دیکھ کر کہنے لگے ......صدق الله وبلغ رسوله (صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۴۳) اللہ نے سچ فرمایا ہے اور اس کے رسول نے پیغام پہنچا دیا ہے اور پھر آپ نے سجدہ شکر ادا کیا فأتي به عليّ فخر ساجدا (المصنف لعبد الرزاق ج ۳ ص ۳۵۸) فخررنا سجودا وخر عليّ ساجدا (مسند احمد ج ۱ ص ۷ ۲۳) اور آپ نے کہا کہ میں نے اس شخص کے بارے میں یہ بات خود حضور ﷺ سے سنی ہے۔ خدا کی قسم نہ تو میں نے جھوٹ بولا تھا اور نہ میں جھٹلایا جا سکا (طبری ج ۳ ص ۶۷۰) حافظ ابن کثیر نے البدایہ میں اس روایت کو اور بھی متعدد طرق سے نقل کیا ہے

اور صرف یہی نہیں کہ آپ ﷺ نے خوارج کی مذمت فرمائی آپ ﷺ نے ان سے مقابلہ کرنے والوں کی تعریف بھی فرمائی ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اس فضیلت کے مصداق حضرت علی مرتضیٰؓ اور آپ کی جماعت ہے۔حضرت ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ ہم ایک روز حضور ﷺ کے انتظار میں تھے کہ آپ تشریف لائے اور ہم چلے حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ بھی ہمارے ساتھ تھے اس دوران آپ کی جوتی ٹوٹ گئی حضرت علی مرتضیٰؓ نے وہ جوتی اٹھائی اور اسے سینے لگے حضور ﷺ حضرت علیؓ کا انتظار کرنے لگے اور ہم بھی کھڑے ہو گئے پھر آپ نے فرمایا

إن منكم من يقاتل على تاويل القرآن كما قاتلت على تنزيله (رواہ احمد والطحاوی والحاکم فی المستدرک ج ۳ ص ۱۳۲)

بلاشبہ تم میں ایک آدمی ہے جو تاویل قرآن پر اسی طرح قتال کرے گا جس طرح میں نے اس کی تنزیل پر کیا ہے

پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ شخص وہ ہے جو اس وقت جوتا سینے والا ہے راوی کہتے ہیں کہ جب ہم آپ کو یہ بشارت سنانے کے لئے آئے تو ہمیں معلوم ہو گیا کہ آپ نے بھی یہ بات سن لی ہے۔

اللہ تعالی نے حضرت علی مرتضیٰؓ کے ہاتھوں خوارج کو ان کے عبرتناک انجام سے دوچار کیا اور مسلمانوں کو ان کی ریشہ دوانیوں اور فتنے سے محفوظ کیا اگر یہ فتنہ حضرت علی مرتضیٰؓ کے بعد کے کسی دور میں پیدا ہوتا تو اس وقت وہ مسلمان کہلانے والوں میں ایک کثیر تعداد کا گروہ ہوتا اس کا حضرت علیؓ کے دور میں ظہور ہونا اور پھر حضرت علیؓ کا اسے پوری قوت سے کچلنا اسے اصولی طور پر ختم کر گیا تاہم مختلف ادوار میں ان کے ہم خیال کہیں کہیں نظر

آتے ہیں تاہم ان میں اب اتنی جرات نہیں کہ وہ کھل کر حضرت علی مرتضیٰؓ پر کفر و شرک کے فتوے لگاتے ہوں

☆..... حضرت علی مرتضیٰؓ کا اہل شام کی طرف خروج

حضرت علی مرتضیٰ جب نہروان سے واپس تشریف لائے تو آپ نے لوگوں کو جمع کر کے ایک خطبہ ارشاد فرمایا اور کہا کہ اللہ نے تمہیں فتح سے ہمکنار کیا ہے اس لئے اب اہل شام کی طرف چلنے میں تاخیر نہ کرو آپ کی جماعت نے کہا کہ ہمارے پاس اب تیر نہیں رہے تلوار کند ہو چکی ہیں نیزے جواب دے چکے ہیں بہتر ہے کہ ہم پہلے گھر جائیں تاکہ تیاری کر کے اہل شام کا مقابلہ کریں (ابن اثیر ج ۳ ص ۱۷۶) حضرت علیؓ نے جب لوگوں میں یہ سرد مہری دیکھی تو آپ نے انہیں جہاد کی ترغیب دی انہیں آیات پڑھ کر سنائیں انہیں ملامت کی اور انجام کار سے ڈرایا مگر وہ نہ مانے اور اپنے اپنے شہر واپس چلے گئے حضرت علی مرتضیٰؓ مجبور ہو کر واپس کوفہ لوٹ آئے آپ کو اپنی جماعت کے اس رویہ پر دکھ تھا کہ انہوں نے آپ کی بات نہ مانی اور اہل شام خلاف مقابلہ کے لئے آگے نہ بڑھے

حضرت معاویہؓ نے حضرت عمرو بن العاصؓ کو مصر بھیجا کہ وہ اس علاقہ کا کنٹرول حاصل کریں اور آپ نے انہیں تقوی خوف خدا نرمی معاف کرنے اور صلح صفائی کے ساتھ رہنے کی نصیحتیں کیں (البدایہ ج ۷ ص ۳۱۳) مصر محمد بن ابی بکر کے پاس تھا حضرت عمروؓ نے محمد بن ابی بکر کو خط لکھا کہ چونکہ لوگ اب آپ کے حامی نہیں رہے اس لئے بہتر ہے کہ آپ اس سے الگ ہو جائیں اور انہیں حضرت معاویہؓ کا خط بھی بھیج دیا جس میں آپ نے

Scanned with CamScanner

انہیں مصر چھوڑنے کا حکم دیا تھا آپ نے لکھا کہ اس علاقے کے لوگ اب ہمارے ساتھ ہیں ہیں آپ سے غافل نہیں ہوں مجھے پتہ ہے کہ آپ کی موجودگی میں حضرت عثمان غنی کس طرح ظلم کا شکار ہوئے تھے۔ محمد بن ابی بکر نے یہ دونوں خط حضرت علی مرتضیٰ کو بھیج دئے اور آپ سے فوج اور مال کے ذریعہ مدد مانگی حضرت علیؓ نے انہیں اطمینان دلایا کہ وہ افراد اور مال بھیج رہے ہیں اس پر محمد بن ابی بکر نے لوگوں کو جمع کر کے اہل شام کے خلاف جنگ کی ترغیب دی اور وہ دوہزار سواروں کو لے کر نکلے اور اپنے آگے کنانہ بن بشر کو بھیجا مگر وہ شامی فوج کے مقابلہ میں مارے گئے جبکہ محمد بن ابی بکرؓ بھی اپنے ساتھیوں سے بچھڑ گیا اور اس نے ایک ویران جگہ جا کر پناہ لے لی حضرت عمروؓ کی فوج کے سالار معاویہ بن خدیج کسی نہ کسی طرح اسے تلاش کرتے وہاں پہنچ گئے اور پھر وہ آپ کے ہاتھوں مارا گیا اور اس طرح مصر ان کے ساتھ سے نکل گیا حضرت علی مرتضیٰؓ کو جب ان دونوں باتوں کی خبر ملی تو آپ کو بڑا دکھ اور افسوس ہوا

حضرت علیؓ نے اپنے لوگوں کو پھر ایک مرتبہ اہل شام کے خلاف مقابلہ کے لئے ایک مقام پر جمع ہونے کی تاکید کی آپ وہاں پہنچے مگر آپ کا کوئی فوجی وہاں موجود نہ تھا جس پر آپ کو بہت دکھ ہوا آپ واپس آئے اور لوگوں کو جمع کر کے ایک خطبہ دیا آپ کا یہ خطبہ بتاتا ہے کہ آپ اپنے فوجیوں اور نعرہ لگانے والوں سے کس قدر افسردہ اور مایوس تھے آپ نے کہا

الحمد لله على ماقضى من أمر وقدر من فعل وابتلانى بكم وبمن لا يطيع اذا أمرت ولايجيب اذا دعوت أو ليس عجبا أن معاوية يدعوا الجفاة الطغام فيتبعونه بغير عطاء ولامعونة ويجيبونه فى السنة مرتين والثلاث إلى أى وجه شاء وأنا أدعوكم وأنتم أولوا النهى وبقية الناس

على المعونة وطائفة من العطاء فتفرقون عنى وتعصونى وتختلفون علیّ (البدایہ ج ۷ ص ۳۱۶)

تمام تعریف اس اللہ کی ہے جس نے جس بات کا چاہا فیصلہ کر دیا اور جس فعل کو چاہا مقدر کر دیا اور مجھے تمہارے ذریعہ اور اس شخص کے ذریعے آزمایا جب میں تم کو بلاتا ہوں تو تم بات نہیں مانتے اور جواب نہیں دیتے اور کس قدر تعجب کی بات ہے کہ حضرت معاویہ اجڈ قسم کے لوگوں کو بلاتے ہیں تو وہ کسی لالچ کے بغیر ان کی بات مانتے ہیں اور سال میں دو تین بار جب وہ چاہیں بلاتے ہیں تو وہ جواب دیتے ہیں اور میں تمہیں بلاتا ہوں تو ساتھ ہی کچھ تمہاری امداد بھی کرتا ہوں حالانکہ تم عقل مند لوگ ہو پھر بھی تم میرے پاس نہیں آتے میری نافرمانی کرتے ہو اور میرے بارے میں اختلاف کرتے ہو۔

شیعہ عالم ملا باقر مجلسی نے حضرت علیؓ کا ایک اور بیان نقل کیا ہے اسے دیکھئے آپ کو اندازہ ہو گا کہ آپ اپنی فوج سے کس قدر نالاں تھے آپ نے کہا

اگر گرم موسم میں تم کو کہتا ہوں کہ جنگ کے لئے نکلو تو کہہ اٹھتے ہو بڑی گرمی ہے ہم کو مہلت دیجئے کہ گرمی کم ہو جائے جب تم گرمی سے بھاگتے ہو تو تلوار سے زیادہ بھاگو گے اے لوگو جو لڑکوں اور عورتوں کی طرح عقل رکھتے ہو کاش میں تم کو کبھی نہ دیکھتا اور نہ تم کو پہچانتا میرے دل کو پیپ اور میرے سینہ کو تم نے غصہ سے بھر دیا ہے اور تم نے سخت نافرمانی ہے اور میری رائے کو تم نے ضائع کر دیا ہے (حلية المتقين باب ۱۴ ص ۴۶۲ لکھنو)

آپ اپنی فوج سے اس قدر تنگ اور بددل تھے کہ آپ نے انہیں بددعا دیتے ہوئے کہا

Scanned with CamScanner

قاتلکم الله لقد ملاتم قلبی قیحا وشحنتم صدری غیظا (نہج البلاغہ ص ۷۰)
اللہ کی مار ہو تم پر تم نے میرے دل کو پیپ اور میرے سینہ کو غصہ سے بھر دیا

شیعہ عالم قاضی نور اللہ شوستری مرعشیؒ (۱۰۱۹ھ) نے مجالس المؤمنین میں بھی حضرت علی مرتضیٰؓ کی اس شکایت کا ذکر کرتے ہوئے یہ بھی لکھا ہے کہ ان دنوں حضرت علیؓ کی خلافت تو برائے نام تھی

حاصل کلام آنکه آنحضرت ما در آن ایام نام خلافت بیش نه بوده هموار افتد تمکن وتقاعد انصار وتخاذل اعوام شکایت می نمودند (مجالس المؤمنین ص ۲۴ مجلس اول)

پھر آپ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے نام ایک خط لکھا جس میں اہل عراق کی نافرمانی کی شکایت کی حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے آپ کو تسلی دی اور ان کے نامناسب اور بے وفا رویئے پر آپ کو صبر و تحمل کرنے کی تلقین کی

آپ نے اہل شام کے خلاف عراقیوں کو متوجہ کیا اور ان کی بزدلی پر انہیں عتاب بھی کیا مگر وہ آپ کے ساتھ جانے کے لئے تیار نہ ہوئے اس پر آپ نے ایک خطبہ دیا اور فرمایا

یا أهل الكوفة كلما سمعتم بمنسر من مناسر أهل الشام انجحر كل منكم فی بيته وغلق عليه بابه انحجار الضب فی جحره والضبع فی وجاره المغرور والله من غررتموه ولمن فارقكم فازبالسهم الاصيب لأحرار عند النداء ولا اخوان ثقة عند النجاة إنالله وإنا اليه راجعون ماذا منيت به منكم عمر لاتبصرون وبكم لاتنطقون وصم لا تسمعون انا لله وانا اليه راجعون (البدایہ ج ۷ ص ۳۲۰)

اے کوفہ والو جب جب تم نے شامی فوج کے بارے میں سنا تو تم میں سے ہر کوئی

اپنے گھر میں جا بیٹھا اور اس نے اپنا دروازہ بند کر لیا جس طرح گوہ اپنے بل میں گھس جاتی ہے اور بجو اپنے بھٹ میں چلا جاتا ہے خدا کی قسم دھوکہ خوردہ ہے جسے تم دھوکہ دو اور جو تم سے علیحدہ ہو جائے وہ تیر کو صحیح نشانہ پر لگا دیتا ہے تم بلانے کے موقع پر شریف نہیں ہو اور نہ نجات کے وقت قابل اعتبار لوگ ہو میں تمہاری وجہ سے آزمائش میں آگیا ہوں تم نہ دیکھنے والے اندھے نہ بولنے والے گونگے نہ سننے والے بہرے ہو۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

کچھ اسی طرح کے واقعات دوسرے مقامات پر بھی پیش آئے جن میں کچھ لوگوں نے آپ کا ساتھ دیا تھا جبکہ کچھ مقامات پر انہوں نے پست ہمتی اور بزدلی کا مظاہرہ کیا اس درمیان ایران کے لوگوں نے خراج دینے اور اطاعت کرنے سے انکار کر دیا اور تمرد کا راستہ اپنایا تو آپ نے سہل بن حنیفؓ کی جگہ زیادہ بن ابیہ کو بھیجا چنانچہ آپ کے اچھے رویہ سے وہ نافرمانی سے باز آئے اور آپ کی اطاعت کی وہ آپ کے عدل وانصاف سے بڑے متاثر تھے

اس دوران یہ بات بھی پیش آئی کہ حضرت علیؓ نے حج کے لئے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو مقرر کیا جبکہ حضرت معاویہؓ نے یزید بن شجرۃ الرھادی کو بھیجا اختلاف کے پیش نظر دونوں نے شیبہ بن عثمان کو امیر حج بنانے پر اتفاق ہوا اور آپ نے حج کی ذمہ داری ادا کی اور آپ ہی نمازیں پڑھاتے تھے

حضرت علی مرتضیٰؓ کی خلافت کو چار سال ہو گئے تھے اور یہ تمام عرصہ انتشار و خلفشار میں گزرا آپ کو بے شمار اندرونی مسائل کا سامنا کرنا پڑا ایک طرف آپ کے سیاسی مخالفین تھے اور ان کی طرف سے پیدا ہونے والی مشکلات بھی کچھ کم نہ تھی تو دوسری طرف آپ کے اپنے لوگ تھے جو بار بار آپ کی اطاعت سے انحراف کرتے آپ پر الزامات کی بوچھاڑ کرتے

Scanned with CamScanner

اور وقت پر بزدلی اور کمزوری دکھاتے اور آپ کو اکیلا چھوڑ دیتے تھے
ادھر حضرت معاویہؓ بھی اپنے قصاص خون عثمان کے موقف پر ڈٹے رہے اور آپ پیچھے ہٹنے کے لئے تیار نہ تھے آپ کی فوج نہ صرف یہ کہ آپ کے ساتھ تھی بلکہ وہ آپ کی ہر بات مانتی اور ہر میدان میں وہ ثابت قدمی کا مظاہرہ کرتی تھی حضرت علی مرتضیٰؓ نے اس پر ان کی تعریف بھی کی ہے حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد مسلمان ہمہ وقت حالت جنگ میں تھے اور ہر طرف مسلمانوں کا خون بہہ رہا تھا جو لوگ اس سازش میں شریک تھے ان میں سے اکثر مارے گئے اور قاتلین عثمانؓ بھی اپنے انجام کو پہنچ چکے تھے تاہم ابھی منافقین کا ایک گروہ موجود تھا جو مسلمانوں کو لڑائے رکھنے کے لئے سرگرم رہتا تھا حضرت معاویہؓ اور حضرت علی مرتضیٰؓ نے جب محسوس کیا کہ ان حالات میں جنگ کا خاتمہ ضروری ہو گیا ہے تو دونوں بزرگوں نے اس بارے میں تحریری مذاکرات کئے اور طے پایا کہ اب یہ سلسلہ ختم ہو جانا چاہیئے چنانچہ اس بات پر صلح ہو گئی کہ حضرت علی مرتضیٰؓ اہل عراق کے خلیفہ ہوں گے اور شام کی نگرانی حضرت معاویہؓ کریں گے اور کوئی ایک دوسرے کی عملداری میں نہ فوج کے ساتھ آئے گا نہ قتل وغارتگری کا بازار گرم کرے گا

جرت بين علي ومعاوية المهادنة بعد مكاتبات على وضع الحرب بينهماو أن يكون ملك العراق لعليّ ولمعاوية الشّام ولايدخل أحدهما على صاحبه في عمله بجيش ولاغارة ولاغزوة (البدایہ ج ۷ ص ۳۲۳)

حضرت معاویہؓ نے اس سلسلہ میں ایک خط تحریر کیا جسے حضرت علیؓ نے تسلیم کیا

أما بعد فان الامة قد قتل بعضها بعضا يعنى فلك العراق ولى الشام

Scanned with CamScanner

فاقر بذلك علیؓ رضی الله عنه وامسك كل واحد منهما عن قتال الآخر وبعث الجيوش الی بلاده واستقر الامر علی ذلك (ایضا)

اما بعد عرض یہ ہے کہ یہ امت ایک دوسرے کے قتل میں مصروف رہتی ہے (اب اس کو روکنے کا راستہ یہ ہے کہ) عراق آپ کی عملداری میں رہے اور شام میری عملداری میں رہے حضرت علیؓ نے اسے مان لیا اور اس پر دونوں فوجوں کے درمیان قتل و قتال کا سلسلہ بند ہو گیا اور دونوں فوجیں اپنے اپنے علاقے میں روانہ ہو گئیں اور معاملہ ٹھیک ہو گیا

اس طرح حضرت معاویہؓ کا لشکر شام اور اس کے گرد و نواح کی دیکھ بھال کا ذمہ دار رہا اور حضرت علی مرتضیٰؓ عراق اور اس کے ارد گرد کا انتظام کرتے تھے (طبری ج ۳ ص ۲۸ے)

ملک شام کے ایک پرانے ثقہ عالم ابو محمد سعید بن عبدالعزیز تنوخی (۱۶۸ھ) کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ عراق اور اس کے گرد و نواح میں امیر المؤمنین کے لقب سے پکارے جاتے تھے جبکہ حضرت معاویہؓ شام میں صرف امیر کے لقب سے بلائے جاتے تھے (طبری ج ۴ ص ۲۲) یہ اس لئے کہ امیر سے مراد امیر علاقہ ہوتا ہے لیکن امیر المؤمنین جمیع دوائر مؤمنین کو شامل ہے حضرت علی مرتضیٰؓ اس لئے امیر المؤمنین کہلاتے تھے کہ آپ نے تحکیم پر حضرت ابو موسی اشعریؓ کے فیصلے کو تسلیم نہ کیا تھا۔

تاہم حضرت علی مرتضیٰ اپنے لوگوں کے ہاتھوں پریشان تھے آپ کے قریبی ساتھی اور نام نہاد معتقدین اور فوج کی اکثریت آپ کے خلاف ہو گئی اور وہ آپ کے ساتھ تعاون کرنے سے کترانے لگے ادھر اہل عراق آپ کی مخالفت کرنے لگے بیشک حضرت معاویہؓ نے بھی آپ سے جنگ نہ کی لیکن جوں جوں اہل شام مضبوط ہوتے گئے اہل عراق کے دل کمزور

ہونے لگے حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں

علی ابن أبی طالب خیر أهل الارض فی ذلك الزمان أعبدهم وأزهدهم وأعلمهم وأخشاهم لله عز وجل ومع ذلك خذلوه وتخلوا عنه حتی کره الحیاة وتمنی الموت وذلك لکثرة الفتن وظهور المحن

حضرت علی مرتضیٰؓ بیشک اس زمانے میں اہل زمین کے بہترین شخص تھے اور آپ ان سب سے بڑے عابد زاہد عالم اور متقی تھے اس کے باوجود آپ کی جماعت نے آپ کو اکیلا چھوڑ دیا اور آپ سے علیحدہ ہو گئے حتی کہ آپ نے اپنی زندگی کو ناپسند کیا اور موت چاہی اور یہ خواہش آپ نے کثرت فتن اور آزمائشوں کے ظہور کے باعث کی تھی۔ (البدایہ ج ۷ ص ۳۲۴)

حضرت علی مرتضیٰؓ اپنے لوگوں کی بار بار زیادتیوں اور نافرمانیوں اور انتہائی ناروا رویوں سے بہت دلبرداشتہ ہو چکے تھے اور اکثر فرماتے کہ کہاں ہے اس امت کا وہ بدترین شخص جو میری داڑھی کو اس کے (اپنے سر کی طرف اشارہ کر کے کہتے تھے) خون سے رنگ دے گا

ایک مرتبہ آپ نے فرمایا

اے اللہ میں ان لوگوں سے اکتا گیا ہوں اور یہ مجھ سے اکتا گئے ہیں میں ان سے تنگ آگیا ہوں یہ مجھ سے تنگ آگئے ہیں اس لئے میری جان ان سے چھڑا دے اور ان کی جان مجھ سے چھڑا دے ان کے بدبخت شخص (یعنی میرے قاتل) کو کون روک رہا ہے کہ وہ اسے یعنی میری داڑھی کو خون سے رنگین کر دے یہ

کہہ کر آپ نے اپنا ہاتھ اپنی داڑھی پر رکھا (المصنف لعبد الرزاق ج ۱۱ ص ۳۱۵)

آپ کی اس دعا پر چند دن بھی نہ گزرے تھے کہ ابن ملجم خارجی نے نماز صبح کے وقت زہریلی

Scanned with CamScanner

تلوار سے آپ پر قاتلانہ حملہ کیا تھا ایک مرتبہ آپ نے اس طرح دعا فرمائی

اللهم إني قد مللتهم وقد ملوني وأبغضتهم فابغضوني وحملوني على غير طبيعتي وخلقي وأخلاق لم يكن تعريف لي اللهم فابدلني بهم خيرا منهم وأبدلهم بي شرا مني أللهم أمت قلوبهم موت الملح في الماء (البدایہ ج ۸ ص ۱۲ سیر اعلام النبلاء ج ۲ ص ۶۵۹)

اے اللہ میں نے انہیں زچ کر دیا اور انہوں نے مجھے زچ کیا اور میں نے ان سے نفرت کی انہوں نے مجھ سے نفرت کی ہے اور انہوں نے مجھے میری طبیعت اور خلق کے خلاف ابھارا اور ان عادتوں پر آمادہ کیا جو میرے اندر نہ تھیں اے اللہ مجھے ان کے بدلے میں اچھے آدمی دے اور انہیں میرے بدلے میں مجھ سے برا آدمی دے اے اللہ ان کے دلوں کو یوں موت دے جیسے پانی میں نمک کی موت واقع ہو جاتی ہے

ملا باقر مجلسی لکھتا ہے کہ حضرت علی مرتضیٰؓ نے کہا

خداوندا مجھے ان سے راحت عطا فرما اور ان کو اس شخص کے ہاتھ میں مبتلا کر کہ یہ بعد میں مجھے یاد کریں (جلاء العیون ص ۲۲۹ باب ۳ فصل ۲)

شیعہ عالم محمد بن خاوند شاہ لکھتے ہیں کہ

امیر المؤمنین کی یہ دعا آخر قبول ہو کر رہی اور اسی رات حجاج بن یوسف پیدا ہوا

وازو بکوفیاں رسید آنچہ رسید (روضۃ الصفاء ص ۵۲۴)

بلآخر وہ وقت بھی آگیا جب حضور علیہ السلام کی آپ کے بارے میں دی ہوئی شہادت کی پیشگوئی پوری ہوئی اور آپ شہادت کی موت پا کر اللہ کے حضور حاضر ہو گئے۔

Scanned with CamScanner

حضرت علی مرتضیٰ کا دور خلافت کس طرح گزرا

حضرت علی مرتضیٰ کا دور خلافت زیادہ تر اندرونی انتشار اور آپس کے خلفشار کی نذر رہا ہے حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد حالات جس تیزی سے ابھرے اس نے یہ موقع ہی نہ دیا کہ مسلمان اکٹھے ہو کر اسلامی مملکت کا دائرہ اور وسیع کریں اور ان ممالک کے انتظامی امور پر زیادہ سے زیادہ توجہ دیں حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے دور میں فتح ہونے والے بہت سے علاقوں میں انتشار کی سازشیں ہوئیں اور پھر جو علاقے انتشار کی لپٹ میں آکر حضرت علیؓ کے ہاتھ سے نکلے جارہے تھے حضرت علی مرتضیٰؓ نے ان علاقوں کو دوبارہ حاصل کیا حضرت معاویہؓ اور حضرت عمرو بن العاصؓ نے اس بارے میں آپ سے کوئی تعرض نہیں کیا حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں

فلما كان من أمره وأمر أمير المؤمنين على ما كان لم يقع في تلك الايام فتح بالكلية لا على يديه ولا على يدى على (البدایہ ج ۸ ص ۱۱۹)

جب آپ کا اور امیر المؤمنین حضرت علیؓ کے درمیان معاملہ اس طرح رہا جو رہا تو ان دنوں میں کلیۃ کوئی فتح نہ ہوئی نہ آپ (حضرت معاویہ) کے ہاتھ پر اور نہ ہی حضرت علی مرتضیٰؓ کے ہاتھوں پر۔

ظہران یونیورسٹی کے ڈاکٹر محمد رواس قلعہ جی لکھتے ہیں

حضرت علیؓ کے دور میں ان کے ہاتھوں نئے علاقوں کی فتوحات نہیں ہوئیں اور حضرت عمرؓ نے اراضی کے انتظامات کے لئے جو قوانین وضع کئے تھے ان پر

Scanned with CamScanner

حضرت علیؓ کے دور میں عمل ہوتا رہا (المحلی ج ۷ ص ۳۴۲ فقہ حضرت علی ص ۸۷)

حافظ ابن تیمیہؒ اس سے پہلے یہ بات اس طرح لکھ آئے ہیں

وعلی رضی الله مع أنه من الخلفاء الراشدين ومن سادات السابقين الاولين فلم يظهر فی خلافته دين الاسلام بل وقعت الفتنة وطمع فيهم عدوهم من الكفار والنصارى والمجوس بالشام والمشرق وأما بعد علی فلم يعرف أهل علم ودين ولا أهل يد وسيف نصر الله بهم الاسلام إلا أهل السنة (منہاج ج ۴ ص ۱۱۸)

ومن المعلوم أن الخلفاء الثلاثة اتفقت عليهم المسلمون وكان السيف فی زمانهم مسلولا على الكفار مكفوفا عن أهل الاسلام وأما علیؓ فلم يتفق المسلمون على مبايعته بل وقعت الفتنة تلك المدة وكان السيف فی تلك المدة مكفوفا عن الكفار مسلولا على أهل الاسلام (منہاج ج ۴ ص ۱۶۱)

حضرت علی مرتضٰی نے اپنے جن عمال کو مختلف مقامات پر مقرر کیا تھا وہاں کے لوگ ان سے مطمئن نہ ہوئے انہوں نے آپ کو اس صورت حال سے مطلع کیا حضرت علی مرتضٰیؓ نے اپنے عمال کے نام خطوط لکھے ان میں سے بعض خطوط نہج البلاغۃ میں موجود ہیں جن میں آپ نے اپنے عمال اور گورنروں کی حرکتوں پر سخت ناراضگی کا ذکر کیا ہے اور ان پر بے اطمینانی کا اظہار کیا آپ کے پاس جو لوگ موجود تھے ان میں سے بھی زیادہ تر لوگوں کو آپ نہیں الٹا کے اپنے مفادات عزیز تھے آپ جب اپنوں کی بے وفائی دیکھتے تو یہ سوچ کر تڑپ

جانتے تھے کہ ان سے آئندہ کس بات کی توقع رکھی جا سکتی ہے اس کے برعکس جب آپ حضرت معاویہؓ کے لوگوں پر نظر ڈالتے تو آپ کو رشک آتا کہ ان کے پیروکار کس اخلاص اور تندہی کے ساتھ ان کی بات مانتے اور ان پر نچھاور ہو رہے ہیں آپ نے زندگی کے آخری جمعہ میں خطاب کرتے ہوئے سب کے سامنے اس حقیقت کو بیان کیا تھا

وإني والله لأحسب ان هؤلاء القوم سيظهرون عليكم وما يظهرون عليكم إلابعصيانكم إمامكم وطاعتهم إمامهم وخيانتكم وأمانتهم وإفسادكم في أرضكم وإصلاحهم قد بعثت فلانا فخان وغدر وبعثت فلانا فخان وغدروبعث المال إلى معاوية لو ائتمنت أحدكم على قدح لأخذعلاقته أللهم سئمتهم وسئموني وكرهتهم وكرهوني أللهم فارحهم مني وأرحني منهم (البدایہ ج ۷ ص ۳۲۶)

خدا کی قسم میں سمجھتا ہوں کہ یہ لوگ اب تم پر غالب آکر رہیں گے کیونکہ تم نے اپنے امام نافرمانی کی ہے اور وہ اپنے امام کے اطاعت گزار ہیں تم خیانت پسند ہو اور وہ امانت دار ہیں تم نے زمین میں فساد پھیلایا اور وہ اصلاح کرتے ہیں میں نے فلاں شخص کو ایک جگہ بھیجا اس نے وہاں بد عہدی اور خیانت کی اور فلاں جگہ میں نے فلاں کو بھیجا تو اس نے وہاں بد عہدی اور خیانت کی بلکہ اس نے وہ مال حضرت معاویہؓ کو بھیج دیا میں تم میں سے کسی کے پاس ایک برتن بھی رکھواؤں تو وہ اسے ہڑپ کرنے کی فکر کرے گا اے اللہ میں ان سے تنگ آگیا اور یہ مجھ سے۔ میں انہیں ناپسند کرتا ہوں اور یہ مجھے۔ اے اللہ ان کو مجھ سے سکون دے اور مجھے ان سے۔

ایک مرتبہ آپ نے فرمایا
إستنفرتكم للجهاد فلم تنفروا واسمعتكم فلم تسمعوا ودعوتكم سرًا وجهرا فلم تستجيبوا ونصحت لكم فلم تقبلوا أشهود كغياب وعبيد كارباب؟اتلوا عليكم الحكم فتنفرون منها وأعظكم بالموعظة البالغة فتنفرون عنها واحثكم على جهاد أهل البغى فما آتى على آخر القول حتى أراكم متفرقين أبادى سبا ترجعون إلى مجالسكم وتتخادعون عن مواعظكم أقومكم غدوة وترجعون إلى عشية كظهر الحنية عجز المقوم وأعضل المقوم أيهاالشاهدة أبدانهم الغائبة عقولهم المختلفة أهوائهم المبتلى بهم أمراؤهم صاحبكم يطيع الله وأنتم تعصونه وصاحب أهل الشام يعصى الله وهم يطيعونه لوددت والله أن معاوية صارفنى بكم صرف الدينار بالدرهم فاخذ منى عشرا منكم وأعطانى رجلا منهم (نہج البلاغۃ ص ۲۸۷ خطبہ ۹۵)

میں نے تمہیں جہاد کے بلایا لیکن تم اپنے گھروں سے نہ نکلے میں نے تمہیں (کار آمد باتوں کو) سنانا چاہا مگر تم نے ایک نہ سنی اور میں نے پوشیدہ بھی اور علانیہ بھی تمہیں جہاد کے لئے پکارا اور للکارا لیکن تم نے میری ایک نہ مانی اور میں نے تمہیں سمجھایا مگر تم نے میری نصیحتیں قبول نہ کیں کیا تم موجود ہوتے ہوئے بھی غائب رہتے ہو حلقہ بگوش ہوتے ہوئے گویا خود مالک ہو میں تمہارے سامنے حکمت اور دانائی کی باتیں بیان کرتا ہوں اور تم ان سے بھڑکتے ہو تمہیں بلند پایہ نصیحتیں کرتا ہوں اور تم پراگندہ خاطر ہو جاتے ہو میں ان باغیوں سے

جہاد کرنے کے لئے تمہیں آمادہ کرتا ہوں ابھی میری بات ختم بھی نہیں ہوتی کہ میں دیکھتا ہوں کہ تم اولاد قوم سبا کی طرح تتر بتر ہو گئے اپنی نشست گاہوں کی طرف واپس چلے جاتے ہو اور ان نصیحتوں سے غافل ہو کر ایک دوسرے کے چکمے میں آجاتے ہو صبح کو میں تمہیں سیدھا کرتا ہوں اور شام کو جب آتے ہو تو ویسے کے ویسے کمان کی پشت کی طرح ٹیڑھے۔ سیدھا کرنے والا عاجز آگیا اور جسے سیدھا کیا جارہا ہے وہ لاعلاج ثابت ہوا اے وہ لوگو جن کے بدن تو سامنے کھلے ہوئے ہیں اور عقلیں غائب اور خواہشیں جدا جدا ہیں ان پر حکومت کرنے والے ان کے ہاتھوں آزمائش میں پڑے ہوئے ہیں تمہارا حاکم اللہ کی اطاعت کرتا ہے اور تم اس کی نافرمانی کرتے ہو اور اہل شام کا حاکم اللہ کی نافرمانی کرتا ہے مگر وہ اس کی اطاعت کرتے ہیں خدا کی قسم کاش معاویہ تم میں سے دس مجھ سے لے لے اور بدلے میں اپنا ایک آدمی مجھے دے دے جس طرح اشرفیاں روپیہ سے بدلی جاتی ہیں

شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ (۷۲۸ھ) لکھتے ہیں

وعلی کان عاجزا من قهر الظلمة من العسكرين ولم تكن أعوانه يوافقونه علی مايامر به وأعوان معاوية يوافقونه (منہاج ج ۲ ص ۲۰۲)

حضرت علی اپنے فوجی ظالموں کی زیادتیوں سے عاجز تھے اور ان کے ساتھی ان کے احکام نہیں مانتے تھے خلاف حضرت معاویہ کے مددگاروں کے کہ وہ ان کی بات مانتے تھے

Scanned with CamScanner

☆......سیدنا حضرت علی مرتضیٰ مقام شہادت پر......☆

حضور ﷺ نے حضرت علی مرتضیٰؓ کے بارے میں پیشگوئی کی تھی کہ وہ طبعی موت نہ مریں گے بلکہ آپ کو قاتلانہ حملے میں شہادت کی موت ملے گی اور آپ کا خون آپ کے سر کے بالوں اور داڑھی کو سرخ کردے گا بدری صحابی حضرت فضالۃ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت علیؓ بہت بیمار ہوئے تو ہم آپ کی عیادت کو آئے اور بیماری کو دیکھتے ہوئے پوچھا کہ اگر خدانخواستہ آپ کو موت آجائے تو کیا کریں کیا یہاں کے بدو آپ کو یہاں دفن کردیں یا آپ کو مدینہ لے جائیں حضرت علی مرتضیٰؓ نے ان سے کہا کہ

ان رسول الله ﷺ عهد الي أن لا أموت حتى أومر ثم تخضب هذه يعني لحيته من دم هذه يعني هامته (مسند احمد ج ۱ ص ۱۶۴ معرفۃ الصحابۃ ج ۱ ص ۱۰۲ البدایہ ص ۳۲۵)

رسول اللہ ﷺ نے مجھے وصیت کی ہے کہ میں امیر بنے بغیر فوت نہ ہوں گا اور یہ بھی بتایا ہے کہ میری یہ داڑھی میرے سر کے خون سے رنگین ہو جائے گی

ایک مرتبہ آپ ﷺ نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ بتاؤ پچھلے زمانہ کا بدترین شخص کون ہے حضرت علیؓ نے کہا کہ وہ شخص جس نے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں تھے آپ ﷺ نے پھر پوچھا

من أشقى الاخرين قال الله ورسوله أعلم قال قاتلك (رواہ الخطیب البدایہ ج ۷ ص ۳۲۶ اسد الغابۃ ج ۴ ص ۱۱۰)

Scanned with CamScanner

آخری دور کا بدترین کون شخص ہے آپ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول
جانتے ہیں آپ نے فرمایا وہ تیرا قاتل ہوگا

اس میں یہ بات لپٹی ہوئی ہے کہ حضرت علی مرتضیٰؓ پر قاتلانہ حملہ ہوگا اور وہ قاتل اس دور
آخر کا سب سے بدترین شخص ہوگا

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جس بات کی پیشگوئی فرمائی تھی ٹھیک اسی طور پر آپ کی شہادت کا واقعہ
پیش آیا تھا اور ایک خارجی نے آپ کے خون سے اپنے ہاتھ رنگین کئے حضرت علی مرتضیٰؓ
کے مخلص ساتھی خارجیوں کی جانب سے مطمئن نہ تھے وہ جانتے تھے کہ خوارج اپنے
لوگوں کا آپ سے بدلہ لینے کے لئے بے چین ہیں اس لئے حضرت علیؓ کی حفاظت میں وہ
کسی طرح کی کوتاہی نہ کرتے تھے حتی کہ آپ رات کو سوتے تو وہاں کچھ محافظ رہتے تھے
تقریباً دس حضرات نے یہ ذمہ داری لی تھی اور وہ ہتھیار بند ہو کر آپ کی حفاظت کے لئے
آئے تو آپ نے ان میں سے ایک سے پوچھا کہ تم کیوں آئے ہو انہوں نے کہا کہ ہم آپ کی
حفاظت کے لئے آئے ہیں آپ نے جواب دیا کس سے؟ آسمان والوں سے؟ پھر فرمایا

انه لایکون فی الارض شئی حتی یقضی فی السماء وان علیّ من الله
جنة حصینة وفی روایة وأن الرجل جنة محصونة وإنه لیس من الناس
أحد إلا وقد وکل به ملك فلا تریده دابة ولا شیء إلا قال اتقه اتقه
فاذا جاء القدر خلا عنه وفی روایة ملکان یدفعان عنه فاذا جاء
القدر خلیاعنه وانه لایجد عبد حلاوة الایمان حتی یعلم ان ما اصابه
لم یکن لیخطئه وما أخطاه لم یکن لیصیبه (البدایہ ج ۸ ص ۱۲)

جب تک آسمان میں کسی چیز کا فیصلہ نہیں ہوتا زمین پر کچھ بھی نہیں ہوتا بلاشبہ

مجھ پر اللہ کی طرف سے ایک محفوظ ڈھال ہے اور ایک روایت میں ہے بلاشبہ آدمی کے لئے ایک محفوظ ڈھال ہے اور ہر شخص کے ساتھ ایک فرشتہ مقرر ہے اور جب کوئی جانور یا کوئی چیز اس کا ارادہ کرتی ہے تو وہ کہتا ہے کہ اس سے بچو اس سے بچو اور جب فیصلہ آجاتا ہے تو وہ اسے چھوڑ دیتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ دو فرشتے اس کا دفاع کرتے ہیں اور جب فیصلہ آجاتا ہے تو وہ دونوں اسے چھوڑ دیتے ہیں اور کوئی بندہ اس وقت تک ایمان کی حلاوت سے آشنا نہیں ہوتا جب تک وہ یہ معلوم نہ کرے کہ جو تکلیف اسے پہنچی ہے وہ اس سے چوکنے والی نہ تھی اور جو اس سے چوک ہو گئی ہے وہ اسے نہیں پہنچ سکتی۔

آپ کی شہادت کا واقعہ اس طرح ظہور میں آیا کہ

تین خارجی عبدالرحمٰن بن عمرو المعروف بہ ابن ملجم خارجی (۲) البرک بن عبداللہ تمیمی (۳) عمرو بن بکیر تمیمی تینوں ایک جگہ اکٹھے ہوئے اور انہوں نے حضرت علیؓ کے ہاتھوں نہروان میں قتل ہونے والے خارجیوں پر افسوس کیا ان کے لئے دعا کی اور کہا کہ جب ہمارے سب لوگ مارے گئے تو ہم زندہ رہ کر کیا کریں گے۔ چنانچہ ابن ملجم نے کہا کہ میں علی کو قتل کرنے کی ذمہ داری اپنے سر لیتا ہوں۔ البرک بولا کہ معاویہ کو قتل کرنا میرے ذمہ ہوگا اور عمرو بن بکیر نے کہا کہ فکر نہ کرو میں عمرو بن العاصؓ سے اس زمین کو پاک کرنے کی ذمہ داری لیتا ہوں ان تینوں نے اپنے عہد پر قسم اٹھائی اور کہا کہ جب تک ہم یہ کام نہ کرلیں وہاں تک چین سے نہ بیٹھیں گے اور طے کیا یہ کام ۱۷ رمضان میں ہو جانا چاہیے چنانچہ انہوں نے اپنی تلواریں زہر آلود کیں وقد سم سیفه (سیر اعلام النبلاء ج ۲ ص ۶۳۶) اور ان سب نے اپنی اپنی منزل پر روانہ ہونے سے پہلے پوری طرح اس بات کا اطمینان کر لیا کہ ان

Scanned with CamScanner

ی تلواریں زہر آلود ہو چکی ہیں اور یہ اپنے نشانہ سے خطا نہیں کرے گی

بد الرحمٰن ابن ملجم تیاری کے بعد کوفہ پہنچ گیا اور بالکل خاموشی کے ساتھ اپنے منصوبہ پر

لگ رہا کسی کو کانوں کان خبر نہ ہونے دی کہ وہ یہاں کیا کرنے آیا ہے ایک رات وہ کسی جگہ بیٹھا

ہوا تھا کہ وہاں کچھ لوگ نہروان میں مارے جانے والے خارجیوں کے بارے میں گفتگو

کر رہے تھے کہ اچانک ایک نہایت حسین و جمیل عورت ان کے پاس آئی یہ بڑی نیک اور

عبادت گزار عورت کے طور پر معروف تھی اور عبادت کے لئے اس نے ایک خاص جگہ

مقرر کر رکھی تھی اس عورت کے باپ اور بھائی کو حضرت علیؓ نے نہروان میں قتل کیا تھا

ابن ملجم کی جب اس عورت پر نظر پڑی تو وہ اسے اچھی لگی اور اسے نکاح کا پیغام بھیج دیا اس

نے شرط پر ابن ملجم کے ساتھ نکاح کی حامی بھری کہ وہ اسے تین ہزار درہم ایک خادم

اور ایک خادمہ دے گا اور یہ کہ وہ حضرت علیؓ کو قتل کرے گا چنانچہ ابن ملجم اس پر راضی

ہو گیا اور کہا کہ میں اسی کام کے لئے یہاں آیا ہوا ہوں چنانچہ اس نے اس کے ساتھ شادی

کر لی اور وہ اس کی شرط پورا کرنے میں اس کی مددگار بن گئی اور وردان نامی ایک شخص کو ابن

ملجم کے تعاون پر راضی کیا خود ابن ملجم نے حرورہ قبیلہ کے ایک شخص شبیب بن نجدۃ کو

اس کام کے لئے تیار کیا جب اس نے اس سے طریقہ کار معلوم کیا تو ابن ملجم نے اسے بتایا کہ

وہ مسجد میں چھپ جائے گا اور صبح کی نماز میں حضرت علیؓ پر حملہ کر کے انہیں قتل کر دے

گا اگر وہ قتل ہو گئے تو ہمارا مقصد پورا ہو گیا اور اگر ہم قتل ہو گئے تو جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ

تو دنیا سے بہتر ہے اور اگر ہم بچ گئے تو دل میں لگی انتقام کی آگ تو ٹھنڈی ہو جائے گی کہ ہم

نے اپنے بھائیوں کا بدلہ لے لیا ہے۔ مگر شبیب بن نجدۃ اس کام پر آمادہ نہ ہوا اور کہا کہ میرا

دل اس بات کو نہیں مانتا جب ابن ملجم نے اسے اہل نہروان یاد دلائے کہ ہم تو حضرت علیؓ

کو ان کے بدلے اور قصاص میں قتل کریں گے تو وہ اس پر پھر راضی ہو گیا اور کہا کہ میں اپنے دو دوستوں کے ساتھ یہ وعدہ کر کے آیا ہوں کہ ۱۷ رمضان میں یہ کام کرنا ہے چنانچہ تاریخ مقررہ پر ابن ملجم اس کا ساتھی وردان اور شبیب اپنی تلواریں لے کر مسجد میں آئے اور اس دروازے کے پیچھے چھپ گئے جہاں سے حضرت علیؓ عموماً آیا کرتے تھے اور لوگوں کو نماز کے لئے آواز دیتے تھے جب حضرت علی مرتضیٰؓ صبح کے وقت دروازے سے نکلے تو شبیب نے اچانک آپ پر حملہ کر دیا اس کی تلوار آپ کے کندھے پر لگی جبکہ ابن ملجم نے اپنی زہریلی تلوار آپ کے سر پر اس زور سے ماری کہ آپ کا سر پھٹ گیا اور خون بہہ کر آپ کی داڑھی کو سرخ کر گیا ابن ملجم کی زبان پر اس وقت یہ الفاظ تھے

لاحکم إلا لله ليس لك ياعلي ولا لأصحابك(البدایہ ج ۷ ص ۳۲۷)

حکم تو بس اللہ ہی کا ہے اے علی تیرا اور تیرے ساتھیوں کا نہیں

حضرت علی مرتضیٰؓ اس اچانک حملہ سے گر پڑے اور آپ کے منہ سے یہ جملہ نکلا رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا(مقتل امیر المؤمنین ص ۴۰ لابن ابی الدنیا۔ اسد الغابۃ ج ۴ ص ۱۱۴) اور آپ نے آواز دی کہ انہیں پکڑو لوگ فوراً آگئے وردان بھاگنے لگا تو اسے وہیں ایک شخص نے اپنی تلوار سے قتل کر دیا شبیب کو فرار ہونے کا موقع مل گیا جبکہ ابن ملجم کو لوگوں نے گرفتار کر لیا ابن ملجم نے کہا کہ حضرت علی زندہ نہیں بچیں گے لوگوں نے پوچھا کہ وہ کیوں ؟ اس نے کہا کہ میری تلوار زہر آلود تھی كان سيفي مسموما(منہاج السنۃ ج ۵ ص ۲۴۵) ابن ملجم کہتا تھا کہ میں نے دو ماہ تک اس تلوار کو زہر آلود کیا تھا لقد سقيته السم شهرين ولو قسمتها بين العرب لأفنتهم (مقتل امیر المؤمنین ص ۲۸ لابن ابی الدنیا)

Scanned with CamScanner

حضرت علیؓ نے اپنے بھانجے جعدہ بن ہبیرہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا نماز کے بعد لوگ آپ کو گھر لائے حضرت علیؓ کے سر سے بہتے ہوئے خون کو روکنے کی کوشش کی اور علاج معالجہ کی فکر کی گئی آپ کی صاحبزادی حضرت ام کلثومؓ کو پتہ چلا تو دوڑتی ہوئی آئی جب انہیں اس کی تفصیل معلوم ہوئی تو کہا کہ معلوم نہیں نماز صبح میں ہی ایسا کیوں ہوتا ہے میرے شوہر عمر فاروقؓ پر بھی نماز صبح میں قاتلانہ حملہ ہوا اور میرے والد پر بھی نماز صبح میں قاتلانہ حملہ ہوا

مالي ولصلاة الصبح قتل زوجي عمرؓ صلاة الغداة وقتل ابيؓ صلاة الغداة (مقتل امیر المؤمنین ص ۳۰ لابن ابی الدنیا۔ سیر اعلام النبلاء ج ۲ ص ۶۳۵)

شیعہ عالم علامہ علی بن عیسی اردبیلی (۶۸۷ھ) لکھتے ہیں

فنادت أم كلثوم بنت عليّ أى عدوا لله أنه لاباس على أمير المؤمنين والله مخزيك (کشف الغمہ ص ۱۲۹)

حضرت علی کی صاحبزادی ام کلثوم پکار کر کہنے لگیں کہ اے اللہ کے دشمن امیر المؤمنین کو تو کوئی ڈر نہیں لیکن اللہ تجھے ضرور ذلیل کرے گا

پھر لوگوں نے ابن ملجم کو رسیوں سے باندھ کر آپ کے سامنے کھڑا کیا تو آپ نے اس سے پوچھا اے دشمن خدا کیا میں نے تمہارے ساتھ اچھا برتاؤ نہ کیا تھا؟ اس نے کہا کہ ہاں کیا تھا آپ نے پوچھا کہ تو نے یہ کام کیوں کیا؟ اس نے کہا کہ میں نے کئی کئی دنوں تک اپنی تلوار تیز اور زہریلی کی اور اللہ سے دعا کی کہ وہ اس سے اس کی مخلوق کے بدترین آدمی کو قتل کرے گا (العیاذ باللہ تعالی) حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تو بھی مقتول ہوگا اور میں تجھے اللہ کی مخلوق میں بدترین دیکھ رہا ہوں (طبری ج ۳ ص ۲۳۳)

آپ نے لوگوں سے کہا کہ اسے گرفتار رکھو میں اگر زندہ بچ گیا تو میں خود اس سے نمٹ لوں

Scanned with CamScanner

گا چاہے معاف کر دوں چاہے مار ڈالوں اور اگر فوت ہو جاؤں تو تم اسے بھی ایک ہی وار سے قتل کرنا (ریاض ج ۳ ص ۲۳۸) اور اس کے ساتھ زیادتی نہ کرنا اللہ حد سے بڑھ جانے والوں کو پسند نہیں کرتا (طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۳۵)۔

حضرت حسنؓ کہتے ہیں کہ قاتلانہ حملہ سے کچھ پہلے جب آپ سو کر اٹھے تو مجھ سے کہا کہ رات میں نے حضور ﷺ کو خواب میں دیکھا ہے اور میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ امت نے مجھے بہت پریشان کیا ہے اور یہ بہت ٹیڑھی راہ چلی ہے اور میرے ساتھ بہت جھگڑا کیا ہے آپ نے فرمایا کہ اللہ سے دعا کرو آپ جب سو کر اٹھے تو نماز پڑھی اور دعا فرمائی۔

اَللّٰھم أبدلنی بھم من ھو خیر منھم وأبدلھم بی من ھو شر منھم (طبقات ابن سعد ۳ ص ۲۶۔ ریاض ج ۳ ص ۲۳۴ مقتل امیر المؤمنین ص ۲۷)

اے اللہ مجھے ان لوگوں سے نکال کر اچھے لوگوں میں شامل کر دے اور میرے بجائے ان پر ایسا شخص مسلط کر دے جو ان سے بھی گیا گزرا ہو

حضرت علی مرتضیٰؓ کو حضور ﷺ کی پیشگوئی یاد تھی کہ ایک شخص آپ کے سر پر مارے گا جس سے آپ کی داڑھی خون سے تر ہو جائے گی آپ نے اس پیشگوئی کو اپنی آنکھوں دیکھ لیا تھا اور آپ کو یقین تھا کہ اب میں زیادہ دیر تک زندگ نہیں رہوں گا اور لوگوں کو بھی اندازہ ہو گیا تھا کہ اب آپ زیادہ دیر زندہ نہ رہ سکیں گے اور طبیب نے بھی آپ کی حالت سے آپ کے سفر آخرت کا اندازہ کر لیا تھا اور آپ سے کہہ دیا کہ ﴿ فانك میت ﴾ عنقریب آپ موت سے ہمکنار ہونے والے ہیں (الاستیعاب ج ۳ ص ۱۱۱۸ مقتل امیر المؤمنین ص ۴۵) جندب بن عبد اللہ نے آپ سے پوچھا کہ اگر خدانخواستہ آپ کو کچھ ہو گیا تو ہم کیا کریں؟ کیا ہم آپ کے بیٹے حضرت حسنؓ کی بیعت کر لیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا

Scanned with CamScanner

لا آمركم ولا أنهاكم وأنتم أبصر (طبری ج ۶ ص ۹۲ البدایہ ج ۷ ص ۳۲۸ مقتل امیر المؤمنین ص ۴۹ لابن ابی الدنیا)

نہ میں تمہیں اس کا حکم دیتا ہوں اور نہ ہی میں تمہیں اس سے روکتا ہوں تم خود سمجھ دار لوگ ہو

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے اس کے جواب میں فرمایا

لکن أترككم إلى ما تركم إليه رسول الله ﷺ (طبقات ج ۳ ص ۲۵)

میں تمہیں اسی حال میں چھوڑ کر جانا چاہتا ہوں جس حال میں رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو چھوڑا تھا

لوگوں نے کہا کہ اگر آپ سے اللہ نے اس بارے میں پوچھ لیا کہ تم نے لوگوں کو بغیر کسی حاکم کے چھوڑا تھا تو آپ کیا کہیں گے؟ حضرت علیؓ نے کہا کہ میں کہوں گا

اللهم استخلفتني فيهم مابدا لك ثم قبضتني وتركتك فيهم فإن شئت أصلحتهم وإن شئت أفسدتهم (البدایہ ج ۷ ص ۳۲۴ مقتل امیر المؤمنین ص ۶۰)

اے اللہ تو نے مجھے اپنی مرضی کے مطابق ان میں خلیفہ بنایا پھر آپ نے مجھے موت دی اور میں نے آپ کو ان میں چھوڑا ہے اب آپ خواہ ان کی اصلاح کریں خواہ برباد کریں۔

صعصعہ بن صوحان کہتے ہیں کہ جب ہم نے آپ سے یہ بات پوچھی تو ارشاد فرمایا کہ

إن يعلم الله فيكم خيرا يول عليكم خياركم قال عليّ فعلم الله فينا خيرا فولى علينا أبابكر (متدرک حاکم ج ۳ ص ۱۵۶)

اگر اللہ تعالی تمہارے ساتھ خیر چاہیں تو تم پر کسی بہتر شخص کو امیر بنائے گا

جس طرح اس نے ہمارے ساتھ خیر کا ارداہ فرمایا اور حضرت ابو بکر کو ہمارا امیر بنادیا تھا

شیعہ عالم ابو جعفر محمد بن حسن طوسی (۴۶۰ھ) بھی یہ بات تسلیم کرتا ہے کہ حضور ﷺ نے آخر تک کسی کی خلافت کی وصیت نہ کی تھی اور یہ بات خود حضرت علیؓ نے کہی ہے

عن أمیرالمؤمنین علیه السلام لما قیل له ألا توصی فقال ما أوصی رسول الله فأوصی ولکن أراد الله بالناس خیرا استجمعهم علی خیرهم کما جمعهم بعد نبیهم علی خیرهم (تلخیص الشافی ج۲ ص ۲۳۷)

حضرت علیؓ کے بارے میں مروی ہے کہ جب آپ سے کہا گیا کہ آپ اپنے بعد کسی کی وصیت کیوں نہیں کرتے تو آپ نے کہا کہ حضور ﷺ نے وصیت نہیں کی تھی تو میں کیوں کروں ہاں اگر اللہ تعالی لوگوں کے ساتھ خیر کا ارادہ فرمائیں تو وہ ان کو ان میں سے بہترین شخص پر جمع کردے گا جس طرح اس نے حضور ﷺ کے بعد انہیں بہتر شخص پر جمع کردیا

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی مرتضیٰؓ کے حاشیہ خیال میں بھی وصایت امامت کا کوئی تصور نہ تھا اگر آپ کا یہ عقیدہ ہوتا کہ آپ کے بعد امام حسنؓ منصوص من اللہ اور مرتبہ امامت پر فائز ہیں اور آپ کے بعد اب وہ خدا کے منتخب نمائندے ہیں تو آپ کبھی یہ نہ کہتے کہ تم جس طرح پسند کرو اس طرح کرنا میری طرف سے اس پر کوئی پابندی نہیں ہے کہ تم نے میرے بعد حضرت حسنؓ کو ہی امام بنانا ہے

حضرت علی مرتضیٰؓ کے اس جواب سے (جسے شیعہ عالم نے بھی نقل کیا ہے) یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنے بعد کسی کی خلافت وامامت کے بارے میں کوئی

وصیت نہ فرمائی تھی حضرت علیؓ نے کھل کر بتادیا کہ اگر حضور ﷺ نے کسی کے بارے میں (خواہ وہ میرے متعلق ہی کیوں نہ ہو) وصیت کی ہوتی تو میں بھی ایسا ضرور کرتا مگر جب حضور ﷺ نے ایسا نہیں کیا تو میں بھی آپ کے طریقہ پر رہنا پسند کرتا ہوں اور کسی کے بارے میں وصیت امامت و خلافت کرنے سے اجتناب کرنا بہتر سمجھتا ہوں اور یہ تم لوگوں پر چھوڑتا ہوں کہ تم جسے پسند کرو اسے اپنے لئے منتخب کرلو۔ حضرت امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقیؒ (۴۵۸ھ) لکھتے ہیں

حضرت علیؓ کے اس قول میں اس بات کی دلیل ہے کہ حضور ﷺ کی طرف سے ان کے بعد کسی کو امام و خلیفہ بنانے کا صاف اور واضح حکم کسی متعین شخص کے بارے میں نہیں تھا ساتھ ساتھ اس کا عدم ظہور عدم شہرت (بھی اس بات کی دلیل ہے) اگر موجود ہوتا تو مشہور بھی ہوتا اور ظاہر ہوتا مثل قبلہ کے اور نماز کی ہدایات کے مثل اور ان کے علاوہ دیگر احکامات کی طرح جن کی ضرورت عام ہے لہذا واجب ہے اس کا تقرر اہل بصیرت پر۔ جب کسی کے بارے میں واضح نص اور حکم موجود نہیں تھا تو صحابہ کرامؓ نے اس بات سے استدلال کیا تھا کہ نبی کریم ﷺ نے ابو بکر صدیق کو اپنی بیماری کے ایام میں مسلمانوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا اور مسلمانوں کی امامت کرنے کا حکم دیا تھا لہذا صحابہ نے دیکھا کہ ابو بکر صدیقؓ کے اندر امامت و خلافت کی شرائط بھی موجود ہیں اور وہ اس بارے میں ہر اعتبار سے درست ہیں یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ کے صحابہ کی جماعت میں سے اس ذمہ داری کے لئے حضرت ابو بکر صدیق کا ہی انتخاب کیا تھا (ترجمہ شعب الایمان ج۶ ص ۲۱)

Scanned with CamScanner

ان حقائق کے ہوتے ہوئے اب بھی کوئی یہی کہتا رہے کہ حضرت علیؓ وصی تھے اور ان سے خلافت کا حق غصب کیا گیا تو ہم اسے اس کی جہالت یا پھر حضرت علی مرتضیٰ کے ساتھ اس کی عداوت کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں

جب حضرت علی مرتضیٰؓ کو بتایا گیا کہ عبدالرحمٰن بن ملجم گرفتار کر لیا گیا ہے تو آپ نے ساتھیوں سے فرمایا کہ اسے کھلاؤ پلاؤ اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو اگر میں زندہ رہا تو میں خود اس سے نمٹ لوں گا چاہوں تو معاف کر دوں چاہوں تو سزا دوں اور اگر میں فوت ہو گیا تو تم اسے قصاص میں قتل کرنا اس کا مثلہ نہ کرنا

فقال علی أطعموه وأسقوه وأحسنو أساره فان عشت فأنا ولّی دمی أعفو أن شئت وإن شئت استقدمت وإن مت فقتلتموه فلا تمثلوا رواه الشافعي والبيهقي (آثار الصحابہ ج ۲ ص ۶۸)فإن أمت من جراحتی هذه فهو فی أيديكم نفس بنفس فاقتلوه وإن أعش وأبرأ أرا فيه رأيي (مقتل امیر المؤمنین ص ۳۸) أرى أن تحسنوا ضيافته حتى تنظروا على ای حال أكون فان أهلك فلا تلبثوه بعدی ساعة (ایضا ص ۴۱)

☆......حضرت علی مرتضیٰؓ کی وصیت

حضرت علی مرتضیٰؓ کو جب اندازہ ہو گیا کہ ان کا وقت موعود قریب آچکا ہے تو آپ نے اپنے سب صاحبزادوں کو بلایا انہیں تقوی اختیار کرنے نماز پڑھنے زکوۃ دینے۔ غصہ پر قابو پانے۔ صلہ رحمی کرنے نیکی کا حکم دینے اور بری باتوں سے بچنے اور فواحش سے اجتناب

Scanned with CamScanner

کرنے یتیموں پر رحم کرنے پریشان حال لوگوں کی مدد کرنے مظلوموں کی حمایت کرنے اور آخرت کی تیاری کرنے کی وصیت فرمائی آپ نے حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو وصیت کی کہ اپنے بھائی محمد بن حنفیہؒ کا خاص خیال رکھنا اور انہیں وصیت کی وہ حضرات حسنین کریمینؓ کی عزت کریں اور ان سے مشورہ کئے بغیر کسی بات کا فیصلہ نہ کریں (طبری ج ۳ ص ۵۳۷) پھر آپ نے ایک وصیت نامہ لکھوایا جس میں مذکورہ باتوں کے علاوہ اور بھی اہم نصیحتیں فرمائیں آپ کا وصیت نامہ ملاحظہ کیجئے۔

☆......حضرت علی مرتضیٰؓ کا وصیت نامہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ وصیت علی بن ابی طالب نے کی ہے وہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ وحدہ لاشریک ہے اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں اس نے انہیں ہدایت اور دین برحق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ وہ اسے تمام دینوں پر غالب کردے خواہ مشرکین ناپسند ہی کریں بلاشبہ میری نماز میری قربانیاں میرا جینا مرنا اللہ رب العالمین کے لئے ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور یہی مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں اول المسلمین ہوں اے حسن اور اے میرے تمام بیٹو۔ اور جس تک میری یہ وصیت پہنچے وہ سنیں کہ میں تمہیں اللہ کا تقوی اختیار کرنے کی وصیت کرتا ہوں جو تمہارا رب ہے اور تم اللہ کی اطاعت ہی کی حالت میں مرنا اور سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی تھام لو اور منتشر نہ ہو جاؤ میں نے حضرت ابو القاسم ﷺ کو فرماتے سنا

Scanned with CamScanner

ہے کہ بلاشبہ تعلقات کی اصلاح عام نماز روزہ سے افضل ہے اپنے قرابت داروں کا خیال رکھو اللہ تم پر حساب کو آسان کر دے گا اور یتیموں کے بارے میں اللہ سے ڈرو بلاشبہ وہ تمہارے نبی کی وصیت ہیں آپ ہمیشہ ان کے بارے میں وصیت فرماتے رہتے تھے حتی کہ ہم نے خیال کیا کہ آپ عنقریب انہیں وراثت میں شامل کر دیں گے اور قرآن کے بارے میں اللہ سے ڈرو اور کوئی دوسرا اس پر عمل میں تم سے سبقت نہ کرے اور نماز کے بارہ میں اللہ سے ڈرو بلاشبہ وہ تمہارے دین کا ستون ہے اور اپنے رب کے گھر کے بارے میں اللہ سے ڈرو جب تک تم زندہ ہو وہ تم سے خالی نہ ہو اور اگر اسے خالی چھوڑ دیا گیا تو پھر تم ایک دوسرے کو نہ دیکھو گے اور رمضان کے بارے میں اللہ سے ڈرو بلاشبہ اس کے روزے دوزخ کے مقابلہ میں ڈھال ہیں اور اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ راہ خدا میں جہاد کرنے کے بارے میں بھی اللہ سے ڈرو اور زکوۃ کے بارے میں اللہ سے ڈرو بلاشبہ وہ اللہ کے غصہ کو ٹھنڈا کرتی ہے اور اپنے نبی کے بارے میں اللہ سے ڈرو اور آپس میں ظلم نہ کرو اور اپنے نبی ﷺ کے صحابہ کے بارے میں بھی اللہ سے ڈرو بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے متعلق وصیت فرمائی ہے اور فقراء اور مساکین کے بارے میں بھی اللہ سے ڈرو اور انہیں اپنی معاش میں شریک کرو اور غلاموں کے بارے میں اللہ سے ڈرو بلاشبہ اللہ کے رسول ﷺ نے جو آخری بات کہی تھی وہ یہ تھی کہ میں تم کو دو کمزوروں یعنی تمہاری گھر والیوں اور تمہارے غلاموں کے بارے میں وصیت کرتا ہوں تم لوگ نماز کا خیال رکھو اور اللہ کے بارے میں کسی ملامت گر کی ملامت سے

Scanned with CamScanner

خوف زدہ نہ ہو جانا جو تمہارا قصد کرے گا اور جو تمہارے خلاف بغاوت کرے گا
تمہیں اس کے مقابلہ میں کفایت کرے گا اور جیسا کہ اللہ نے تمہیں حکم دیا
ہے لوگوں سے اچھی باتیں کرو اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ترک نہ کرو
ورنہ وہ تمہارے برے آدمیوں کو حکومت دے دے گا پھر تم دعا کرو گے اور وہ
قبول نہ ہو گی اور تم پر ایک دوسرے کے ساتھ تعلق رکھنا اور ایک دوسرے پر
خرچ کرنا لازم ہے اور ایک دوسرے کے ساتھ تعلقات قطع کرنے سے بچو تم
نیکی اور تقوی کے کاموں میں ایک دوسرے کا تعاون کرو اور گناہ اور ظلم کے
کاموں میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو اور اللہ سے ڈرو بلاشبہ اللہ سخت عذاب
دینے والا ہے اے میرے گھر والو میں تمہیں اللہ کے سپرد کرتا ہوں اور تمہیں
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہتا ہوں (مقتل امیر المؤمنین ص ۴۷ لابن ابی
الدنیا ۔البدایہ ج ۷ ص ۳۲۹ طبری ج ۳ ص ۲۳۶)

آپ نے بطور وصیت ارشاد فرمایا

وصیتی لکم أن لا تشركوا بالله شيئا ومحمد ﷺ فلا تضيعوا
سنته أقيموا هذين العمودين وأوقدوا هذين المصباحين وخلاكم
ذم (نہج البلاغۃ ص ۶۶۸ وصیت ن ۲۳)

تمہیں میری وصیت ہے کہ کسی کو اللہ کا شریک نہ ٹھہرانا اور محمد ﷺ کی سنت
کو ضائع اور برباد نہ کرنا ان دونوں ستونوں کو قائم کیے رہنا اور ان دونوں چراغوں
کو روشن رکھنا بس پھر برائیوں نے تمہارا پیچھا چھوڑ دیا

حضرت علی علیہ السلام نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا

اے فرزند جب میں دنیا سے رخصت ہو جاؤں اور میرے اصحاب تم سے موافق رہیں اس وقت خانہ نشین رہنا گناہوں پر رونا اور دنیا کو مقصود بزرگ نہ قرار دینا اے فرزند میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ نماز وقت فضیلت بجالانا اور زکوۃ وقت پر مستحقین کو پہچانا اور جو تم پر مشتبہ ہو اس کے بارے میں خاموش رہنا اور کاموں میں میانہ روی اختیار کرنا اور حالت خوشنودی و غضب میں عدالت کرنا اپنے ہمسایہ لوگوں سے نیکی کرنا مہمان کو گرامی رکھنا ارباب بلاء و مشقت پر رحم کرنا اپنے بیگانوں پر نوازش کرنا مسکینوں کو دوست رکھنا اور ان سے ہم نشین رہنا خدا اور خلق سے عاجزی کرنا کہ یہ بہترین عبادت ہے اپنی آرزوں کو کوتاہ کرنا اور ہمیشہ یاد مرگ میں رہنا دنیا کو ترک اور خواہش دنیا کو دل سے باہر کرنا اس لئے کہ تم موت کے گرویدہ اور نشانہ تیرہائے بلا اور گرائے ہوئے بیماریوں کے ہو (جلاء العیون ج ا ص ۲۹۶)

حضرت علی مرتضیٰؓ نے وصیت فرمانے کے بعد سب کو سلام کیا (تہذیب الاسماء ج ا ص ۳۴۹) اور پھر ہر قسم کے دنیوی امور سے اپنے آپ کو علیحدہ کر لیا اور آپ صرف اللہ کی یاد میں منہمک ہو گئے آپ کی زبان پر سوائے کلمہ شریف کے اور کچھ نہ تھا آپ ہمہ وقت اسی کا ورد کرتے رہے یہاں تک کہ آپ کی آخری سانس جس کلمہ پر گئی وہ یہی کلمہ طیبہ لاالہ الا اللہ تھا۔ ثم لم یتکلم الا ب لاالہ الا اللہ حتی قبضہ اللہ رحمۃ اللہ ورضوانہ علیہ (طبری ج ۶ ص ۶۴ اسد الغابہ ج ۴ ص ۱۱۵ مقتل امیر المؤمنین ص ۷۴ لابن ابی الدنیا)

حضرت علی مرتضیٰؓ نے جب لوگوں سے کہا کہ اب میں تم سے جدا ہو رہا ہوں تو آپ کی صاحبزادی حضرت ام کلثوم رو پڑی آپ نے فرمایا بیٹی نہ روؤ میں جو کچھ دیکھ رہا ہوں اس کا

نہیں پتہ نہیں لوگوں نے پوچھا کہ آپ کیا دیکھ رہے ہیں آپ نے فرمایا کہ میں فرشتوں کا لشکر دیکھ رہا ہوں اور انبیاء اور حضور ﷺ کو دیکھ رہا ہوں اور آپ فرمارہے ہیں کہ اے علی مبارک ہو تو جس جانب آرہا ہے وہ اس سے لاکھوں درجہ بہتر ہے جس میں تو اس وقت ہے (اسد الغابۃ ج ۴ ص ۱۱۴)

علامہ ابن اثیر ام کلثوم کے بارے میں لکھتے ہیں آپ حضرت عمر فاروق کی اہلیہ مکرمہ ہیں

هذه أم كلثوم هي ابنة علي زوج عمر بن الخطاب (ایضا)

حضرت علیؓ کا ۲۱ رمضان ۴۰ھ جمعہ کے دن سحری کے وقت انتقال ہوا اس وقت آپ کی عمر مبارک ۶۳ سال کی تھی آپ کی مدت خلافت چار سال نو ماہ رہی۔ جونہی یہ خبر عام ہوئی لوگوں میں کہرام مچ گیا آپ کی شہادت پر ہر شخص غمزدہ تھا اور لوگ آپ کے مقام و مرتبہ کو بیان کرتے ہوئے آپ کو زبردست خراج عقیدت پیش کرتے رہے

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کو جب آپ کی شہادت کی خبر ملی تو آپ کو اس خبر سے بڑا دکھ پہنچا شدت گریہ سے آپ کی زبان بند تھی بار بار پیروں میں الجھتی اور لڑکھڑا جاتی تھیں آپ حجرہ مقدسہ میں داخل ہوئیں اور دروازہ پکڑ کر کھڑی ہو گئیں اور آپ نے انتہائی رنج و غم کی کیفیت کی حالت میں کہا

اے نبی ہدایت تجھ پر سلام اے ابو القاسم آپ پر سلام یا رسول اللہ ﷺ آپ پر اور آپ کے دونوں ساتھیوں پر سلام میں آپ کے محبوب ترین عزیز کی موت کی خبر آپ کو سنانے آئی ہوں میں آپ کے عزیز ترین کی یاد تازہ کرنے آئی ہوں بخدا آپ کا چنا ہوا حبیب اور عزیز شہید کر دیا گیا جس کی اہلیہ افضل ترین خاتون تھی واللہ وہ قتل ہو گیا وہ جو ایمان لایا اور ایمان کے عہد میں پورا اترا میں

رونے والی غم زدہ ہوں میں اس پر آنسو بہانے والی اور دل جلانے والی ہوں اگر آپ کی قبر کھل جاتی تو آپ بھی یہی کہتے کہ میرا عزیز ترین ہو گیا ہے (انسانیت موت کے دروازے پر ص ۸۷ بحوالہ عقد الفرید ج ۲)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے اس وقت یہ بھی فرمایا

اب عرب جو چاہیں کریں کوئی انہیں روکنے والا باقی نہیں رہا (ایضاص ۸۷)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو جب آپ کی وفات کی خبر ملی تو آپ کو بہت افسوس ہوا آپ نے کہا حضرت علیؓ بلند وبالا درجات میں پہنچ گئے قد مضی فی الدرجات العلی (مقتل امیر المؤمنین ص ۸۹)

حضرت معاویہؓ کو جب آپ کے انتقال کی خبر ملی تو آپ کو بہت رنج ہوا آپ خبر سنتے ہی رو پڑے آپ کی اہلیہ نے کہا کہ آپ رو رہے ہیں حالانکہ آپ ان کے ساتھ لڑے بھی تھے حضرت معاویہؓ نے فرمایا کہ افسوس تجھے کیا معلوم کہ لوگوں نے کس قدر علم و فضل اور فقہ کا امام کو کھودیا ہے ویحك انك لاتدرين مافقد الناس من فضل والفقه والعلم (البدایہ ج ۸ ص ۱۲۹۔ اخبار مکہ ج ۳ ص ۴۵ للفاکھی)

امیر المؤمنین حضرت علی مرتضیٰؓ بطریق شہادت اپنے خالق حقیقی کے پاس پہنچ گئے حسب وصیت حضرت امام حسنؓ حضرت امام حسینؓ حضرت عبداللہ بن جعفرؓ نے آپ کو غسل دیا کہا جاتا ہے کہ حضور ﷺ کو غسل دیتے وقت جو کافور استعمال کیا گیا تھا اس میں سے کچھ باقی بچ گیا تھا اور وہ آپ کے ہاں موجود تھا حضرت علیؓ کی وصیت کے مطابق وہ آپ کے لئے استعمال کیا گیا (تہذیب الاسماء ج ۱ ص ۳۴۹) اور حضرت امام حسنؓ نے چار تکبیروں کے ساتھ آپ کی نماز جنازہ پڑھائی (ایضاص ۱۱۵ مقتل امیر المؤمنین ص ۷۱ لابن ابی الدنیا مستدرک

Scanned with CamScanner

ج ۲ ص ۱۵۴) اور مشہور قول کے مطابق آپ کو دار الامارت میں دفن کیا گیا

حضرت علی مرتضیٰؓ کی قبر کہاں ہے؟

جو لوگ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ کی قبر نجف میں ہے حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ اس پر کوئی دلیل نہیں ہے اور نہ اس کی اصل کہیں موجود ہے خطیب بغدادی کہتے ہیں کہ اگر شیعہ کو پتہ چل جائے کہ نجف میں وہ جس قبر کی حضرت علیؓ کی قبر سمجھ کر تعظیم کرتے ہیں وہ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کی قبر ہے تو وہ وہاں کبھی نہ جائیں بلکہ پتھر ماریں (سیر اعلام النبلاء ج ۳ ص ۲۶۷ البدایہ ج ۷ ص ۳۳۰) شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ حنبلیؒ (۷۲۸ ھ) لکھتے ہیں

أما المشهد الذی بالنجف فأهل المعرفة متفقون أنه لیس بقبر علیؓ بل قیل انه قبر المغیرة بن شعبة ولم یکن أحد یذکر أن هذا قبر علیؓ ولا یقصده أحدا أکثر من ثلاث مائة سنة مع کثرة المسلمین من أهل البیت والشیعة وغیرهم (الفتاوی ج ۴ ص ۵۰۲)

حضرت امام باقرؒ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ کی تدفین رات کے وقت عمل میں آئی تھی حضرت ابو بکر بن عیاشؒ کہتے ہیں کہ آپ کے مقام دفن کو اس خوف سے کہ خوارج آپ کے جسد مبارک کی بے حرمتی نہ کریں پوشیدہ رکھا گیا تھا (سیر اعلام النبلاء ج ۲ ص ۶۳۶ البدایہ ج ۷ ص ۳۳۱ حسن العزیز ج ۲ ص ۲۷۳) محمد بن سائب کہتے ہیں

أخرج به لیلا ...... خافوا أن تنبشه الخوارج أو غیرهم (مقتل امیر المؤمنین ص ۲۷ لابن ابی الدنیا) وقد غبی دفنه (ایضا)

حافظ ابن تیمیہؒ (۷۲۸ ھ) لکھتے ہیں

Scanned with CamScanner

والمعروف عند أهل العلم أنه دفن بقصر الامارة بالكوفة وانه أخفى قبره لئلا ينبشه الخوارج الذين كانوا يكفرونه ويستحلون قتله فان الذی قتله واحد من الخوارج وهو عبدالرحمن ابن ملجم (فتاوی ج ۴ ص ۵۰۰)

امام جعفر صادقؒ کا بیان ہے کہ آپ کے جنازہ میں صرف چار نفوس تھے حضرت حسنؓ حضرت حسینؓ اور دو اور نامعلوم شخص۔ شیعہ کے مرکزی محدث ملا محمد یعقوب کلینی (۳۲۹ھ) کہتے ہیں کہ امام جعفر نے فرمایا

لما قبض أمير المؤمنين أخرجه الحسن والحسين ورجلا آخران حتى إذا خرجوامن الكوفة تركوهاعن ايمانهم ثم أخذوا فی الجبانة حتى مروا به الى الغرى فدفنوه وسوّوا قبره فانصرفوا (اصول کافی مع الشافی ج ۳ ص ۳۸)

جب امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کا انتقال ہوا تو امام حسن امام حسین اور دو اور شخص جنازہ لے کر نکلے تو چلتے ہوئے کوفہ کو دائیں طرف چھوڑا پھر بلند زمین کی طرف آئے اور مقام غری تک پہنچے آپ کو یہاں دفن کیا اور قبر کو برابر کیا پھر واپس چلے گئے

محمد بن سائب نے بھی چار نام بتائے ہیں حضرت حسن حضرت حسین حضرت محمد بن حنفیہ اور حضرت عبداللہ بن جعفر اور کہا کہ ان کے ساتھ گھر والوں میں سے چند گنتی کے لوگ شامل تھے

وعدد من أهل بيتهم (دیکھئے مقتل امیر المؤمنین ص ۲۷ لابن ابی الدنیا)

Scanned with CamScanner

حضرت عثمان غنیؓ کی تدفین بھی رات کو ہوئی تھی اور اس اندیشہ کے پیش نظر کہ کہیں سبائی آپ کی قبر کی بے حرمتی نہ کریں آپ کا مقام تدفین بھی پوشیدہ رکھا گیا تھا

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ کی ایک وصیت کے مطابق آپ کی میت کو اونٹنی پر رکھ کر ہنکادیا گیا تھا اور پھر معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کہاں گئی اور آپ کہاں مدفون ہوئے یہ صحیح نہیں آپ نے ایسی کوئی وصیت نہیں کی تھی اور نہ کسی نے آپ کی میت کو سواری پر رکھ کر دوڑادیا تھا حافظ ابن تیمیہؒ (۷۲۸ھ) لکھتے ہیں

أماماذكر من توصية أمير المؤمنين علي ابن ابي طالب رضي الله عنه اذا مات أركب فوق دابته وتسيب ويدفن حيث تبرك وأنه فعل ذلك به فهذا كذب مختلق باتفاق أهل العلم لم يوص عليّ بشئي من ذلك ولافعل به شئي من ذلك ولم يذكر هذا أحد من المعروفين بالعلم والعدل وانما يقول ذلك من ينقل عن بعض الكذابين (فتاویٰ ج ۴ ص ۴۹۹)

☆......حضرت علی مرتضیٰؓ کے قاتل کو سزائے موت

حضرت علی مرتضیٰؓ کی تدفین کے بعد آپ کی وصیت کے مطابق آپ کا قاتل عبدالرحمٰن ابن ملجم سزا کے لئے لایا گیا حضرت حسنؓ حضرت حسینؓ اور دیگر حضرات وہاں موجود تھے اس نے حضرت حسنؓ سے کہا کہ میں نے مقام حطیم کے پاس اللہ سے وعدہ کیا تھا کہ میں حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کو قتل کروں گا یا خود مر جاؤں گا میں نے حضرت علیؓ کو تو قتل کر دیا ہے اب آپ مجھے چھوڑیں تو میں معاویہؓ کو قتل کر آؤں اگر میں مارا گیا تو آپ کا کام

آسان ہو جائے گا اگر وہ مارے گئے تو میری تمنا پوری ہو جائے گی اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ لوٹ کر آپ کے پاس آجاؤں گا اور آپ کی بیعت کر لوں گا حضرت امام حسنؓ نے اس کے جواب میں فرمایا

کلا واللہ حتی تعاین النار (طبری ج ۲ ص ۶۴)

ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا اب تو بس دوزخ ہی دیکھے گا

چنانچہ پھر اسے قصاص میں قتل کر دیا گیا بعد ازاں لوگوں نے اسے ایک چٹائی میں لپیٹ کر جلا دیا یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت علیؓ نے بھی اس کے لئے یہ سزا تجویز کی تھی

ویروی أن علیا رضی اللہ عنہ أمرھم أن یحرق بعد القتل (سیر اعلام النبلاء ج ۲ ص ۶۳۶) أقتلوہ ثم احرقوہ (مقتل امیر المؤمنین ص ۴۳)

آپ نے اسے قتل کے بعد جلانے کا حکم اس لئے دیا کہ خود حضور ﷺ نے ایک شخص کے بارے میں جس نے آپ کے قتل کا ارادہ کیا تھا یہ حکم دیا تھا

قال علی افعلوا بہ کما أراد رسول اللہ أن یفعل برجل أراد قتلہ فقال أقتلوہ ثم حرقوہ (مسند احمد ج ا ص ۱۴۹)

ایک دوسری روایت سے پتہ چلتا ہے کہ ابن ملجم کو سزائے موت دینے سے پہلے جب اس کی زبان کاٹنے لگے تو اس نے کہا اسے نہ کاٹو میں ڈرتا ہوں کہ اس پر ایسی گھڑی گزرے جس میں اللہ کو یاد نہ کروں مگر اس کی بات نہ مانی گئی اور پھر اسے قتل کر دیا گیا (طبقات ج ۳ ص ۲۹ البدایہ ج ۸ ص ۱۳)

ہشیم مولی فضل کے بیان سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت حسنؓ کے روکنے کے باوجود حضرت حسینؓ اور حضرت محمد بن حنفیہؒ نے اس کے زبان کاٹی اور اس کو آگ میں جلایا۔

Scanned with CamScanner

قام إليه حسين و محمد قطعاه وحرقاه ونهاهم الحسن (ریاض ج ۲ ص ۲۳۸)

ابن ملجم کے وہ ساتھی جس نے حضرت معاویہؓ کو قتل کرنے کی ذمہ داری لی تھی اس نے بھی اسی دن آپ پر حملہ کیا تھا مگر اس کا نشانہ خطا کر گیا اور اس کی زہریلی تلوار آپ کی ران پر لگی جس سے آپ زخمی ہو گئے مگر حملہ آور پکڑا گیا اس نے کہا کہ آج میرے ایک اور دوست نے حضرت علیؓ کو قتل کر دیا ہو گا حضرت معاویہؓ نے فرمایا کہ کاش تیرا بھائی ان پر قدرت نہ پا سکے (طبری ج ۳ ص ۲۳۷) پھر اس حملہ آور کو بھی سزا دے دی گئی۔ شیعہ حضرت معاویہؓ سے کس قدر بغض رکھتے ہیں اور کس طرح جھوٹ پر جھوٹ بول کر اپنے علماء اور جہلاء کو گمراہ کرتے ہیں اس کی ایک مثال دیکھئے نجم الحسن کراروی صاحب لکھتے ہیں

امیر المؤمنین کے قتل کے انتظامات ابن ملجم کے ذریعہ سے امیر معاویہ نے کئے تھے (چودہ ستارے ص ۱۷۲)

ابن ملجم کے ایک اور ساتھی نے حضرت عمرو بن العاصؓ کو قتل کرنے کی ذمہ داری لی تھی اس نے اپنا نشانہ صحیح لگایا مگر اتفاق سے اس دن حضرت عمروؓ کے بجائے آپ کے نائب خارجہ بن ابی الحبیبہؓ نماز صبح کے لئے آرہے تھے عمرو بن بکیر سمجھا کہ یہ آنے والے حضرت عمرو بن العاصؓ ہیں اس نے حملہ کر دیا اور حضرت خارجہؓ شہید ہو گئے لوگوں نے آپ کے قاتل پکڑ لیا بعد ازاں اسے سزائے موت دی گئی۔

حضرت علی مرتضیٰؓ کی شہادت کے بعد لوگوں نے حضرت امام حسنؓ کے ہاتھ پر بیعت کی اور آپ کو اپنا خلیفہ منتخب کیا حضرت حسنؓ نے انہیں اتحاد و اتفاق کے ساتھ رہنے کی تاکید فرمائی اور انہیں افتراق وانتشار سے گریز کی نصیحت فرمائی

بعد وفاة علی بویع لابنه الحسن رضی الله عنهما فتممت بایامه

خلافة النبوة ثلاثون سنة وظهر تصديق الخبر النبوی (شذرات الذھب ج ۱ ص ۵۲)

حضور علیہ السلام نے پیشگوئی فرمائی کہ خلافت نبوت تیس سال رہے گی حضرت علی مرتضیٰ کی شہادت پر یہ تیس سال پورے ہو گئے اور حضور علیہ السلام کے چاروں خلفاء کرام حضور خاتم النبیین علیہ السلام کے دین کی سربلندی میں مصروف رہتے ہوئے سفر آخرت پر چل دیے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

حضرت علی مرتضیٰؓ کی تکفین وتدفین کے بعد جب لوگ حضرت امام حسنؓ کی خدمت میں تعزیت کے لئے جمع ہوئے تو آپ نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا جس میں آپ نے اپنے والد محترم کی شاندار مگر درویشانہ زندگی پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ کل تم سے ایک بے مثل شخصیت جدا ہو گئی ہے حضور علیہ السلام نے انہیں بہت سی لڑائیوں میں ان کے ہاتھ میں میں جھنڈا دے کر بھیجا تھا اور آپ ہمیشہ فتح یاب ہو کر لوٹا کرتے تھے ان کے دائیں بائیں حضرت جبرئیل ومیکائیل ہوتے تھے انہوں نے اپنے پیچھے سوائے سات سو درہم کے اور کچھ بھی نہیں چھوڑا اور یہ سات سو درہم بھی گھر والوں کے لئے ایک خادم خریدنے کے لئے تھے (طبقات ج ۳ ص ۲۸)

☆...... حضرت علی مرتضیٰؓ کے دنیا میں واپس آنے کا شیعی عقیدہ

حضرت علی مرتضیٰ بطریق شہادت آخرت کے سفر پر جا چکے ان کے دوبارہ دنیا میں آنے اور دشمنوں کو قبروں سے نکال کر ان پر سزائیں جاری کرنے کا عقیدہ کسی مسلمان کا نہیں ہو سکتا افسوس کہ شیعہ علماء اس بد عقیدگی کے مرض میں مبتلا ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ دنیا

Scanned with CamScanner

کے خاتمہ سے پہلے واپس آئیں گے ایک مرتبہ حضرت امام حسن ؓ سے کسی نے کہا شیعہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ قیامت سے پہلے واپس بھیجے جائیں گے آپ نے فرمایا کہ یہ جھوٹ بولتے ہیں یہ لوگ ہرگز ہمارے آدمی نہیں ہیں اگر ہم آپ کے واپس آنے کا عقیدہ رکھتے تو نہ ان کی ازواج کی شادی ہوتی اور نہ ہم ان کا ترکہ تقسیم کرتے یہ لوگ تو آپ کے دشمن ہیں جو آپ کے نام پر اس قسم کے عقائد پھیلا رہے ہیں

ان هذه الشيعة يزعمون أن عليا مبعوث قبل يوم القيامة قال كذبوا والله ماهؤلاء بشيعته لو علمنا أنه مبعوث مازوجنا نسائه ولا اقسمنا ماله (مستدرک حاکم ج ۳ ص ۱۵۶۔ سیر اعلام النبلاء ج ۲ ص ۲۶۳)

ان أناسا من شيعة أبي الحسن على السلام يزعمون أنه دابة الارض وأنه سيبعث يوم القيامة فقال كذبوا ليس أولئك شيعته أولئك اعداؤه لو علمنا ذلك ماقسمنا ميراثه ولا انكحنا نساؤه (طبقات ج ۳ ص ۲۸) كذب أولئك الكذابون لو علمنا ذاك ما تزوج نساؤه ولا قسمنا ميراثه (مسند احمد ج ۱ ص ۲۳۹)

حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ (۵۶۱ھ) فرقہ سبائیہ کے عقائد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

حضرت علی مرے نہیں قیامت سے پہلے واپس آئیں گے (غنیۃ الطالبین ص ۱۳۷)

حضرت امام نوویؒ (۶۷۶ھ) شیعہ کے ایمان بالرجعت کے بارے میں لکھتے ہیں

وتعتقده بزعمها الباطل ان عليا رضى الله عنه فى السحاب (نووی شرح صحیح مسلم ج)

روافض اپنے زعم باطل میں اعتقاد رکھتے ہیں کہ حضرت علی کہیں بادلوں میں

چھپے ہوئے ہیں

علامہ ابن خلدونؒ (۸۰۸ھ) لکھتے ہیں

بعض شیعہ کے نزدیک حضرت علی اب تک حیات ہیں اور بادلوں میں رعد ان کی آواز ہے اور ان کی آواز میں کڑک ہے۔ (مقدمہ ابن خلدون ج ا ص ۴۶۷)

پیش نظر رہے رجعت پر ایمان لانا اثنا عشریوں کے ہاں ضروریات مذہب شیعہ میں سے ہے اہل سنت کے ہاں اصول دین تین ہیں (۱) التوحید (۲) الرسالۃ (۳) الآخرۃ۔ شیعوں نے ان تینوں کے ساتھ تین اضافے کئے ہیں توحید کے ساتھ وہ عدل لائے رسالت کے ساتھ انہوں نے عقیدہ امامت وضع کیا اور آخرت کے ساتھ انہوں نے رجعت کی آمیزش کی

معروف شیعہ عالم اور دانشور ڈاکٹر موسی الموسوی لکھتے ہیں

شیعہ مذہب میں رجعت کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت علیؓ سے لے کر گیارھویں امام حسن عسکری تک تمام ائمہ شیعہ اس دنیا میں دوبارہ آئیں گے ......ائمہ میں سے ہر ایک اپنی امامت کی ترتیب کے مطابق زمین پر حکومت کرے گا پھر دوبارہ فوت ہوگا تاکہ اس کے بعد اس کا جانشین منصب حکومت پر فائز ہو سکے (اصلاح شیعہ ص ۲۴۳)

☆......ایک سوال اور اس کا جواب

یہ بتائیں کہ شیعہ علماء کس لئے یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت علی اور دیگر ائمہ قیامت سے

Scanned with CamScanner

پہلے واپس اس دنیا میں آئیں گے ؟

☆......الجواب

شیعہ عالم ملا نعمت اللہ جزائری (۱۱۱۲ھ) اس کی وجہ یہ لکھتے ہیں

لان الغرض الاصلی من تلك الدولة الاخذ الحقوق الماخبة وقصاص الظالمين على ما وقع منهم لان عليا قد ملك سلطانا لم يتمكن فيه من عزل الشريح القاضی ولا عزل من نصبه المتخلفون الثلاثة ولا قدر على محو بدعة ابتدعوها بل يكن ان يقال ان نسبة تلك الدولة المستقلة الى امير المؤمنين علی والحسين واكثر من نسبة الى المهدی (انوار نعمانیہ ص ۱۶۵)

رجعت کی اصل غرض یہ ہے کہ اہل بیت کے جو حقوق غصب ہوئے ہیں ان کو حاصل کیا جائے اور ظالموں سے بدلہ لیا جائے جو ان لوگوں نے ائمہ اور شیعہ پر کئے ہیں چونکہ حضرت علی کو برائے نام حکومت ملی تھی اور ان میں اتنی قدرت بھی نہ تھی کہ قاضی شریح کو معزول کر سکیں نیز خلفائے ثلاثہ نے جن لوگوں کو عہدے دئے تھے آپ ان کو بھی وہاں سے نہ نکال پائے تھے اور ان بدعات کو بھی نہ مٹا پائے جو ان لوگوں نے نکالیں سو رجعت کے بعد حضرت علی اور حضرت حسین کی مستقل حکومت ہوگی اور امام مہدی کے مقابلہ میں ان کے پاس زیادہ ہوگی

(نوٹ) امام حسنؓ کی مستقل حکومت کا ذکر شاید اس لئے نہیں کہ وہ صلح کو زیادہ پسند کرتے ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ حکومت کرنے اور دشمنوں کو سزا دینے کے بجائے کہیں حکومت ہی ان کے حوالہ نہ کر دیں یوں بھی شیعہ حضرت امام حسنؓ سے ناراض ہیں کہ انھوں نے

Scanned with CamScanner

منصب امامت کا کوئی لحاظ نہیں رکھا تھا اور خلافت حضرت معاویہؓ کو حوالہ کر کے مدینہ منورہ میں گوشہ نشین ہو گئے تھے یہ آپ کا وہ جرم عظیم ہے جسے شیعہ علماء آسانی سے معاف کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں

ملاباقر مجلسی (۱۱۱۱ھ) ان سے پہلے یہ لکھ آئے ہیں

ودر رجعت ایشاں را بر دشمناں ایشاں غالب خواہم کرد کہ انتقام خود را از ایشاں بکشند...... وتمکن واقتدار ایشاں را در زمین کہ باطل را بر اندازند وحق را ظاہر گردانند............ الخ (حق الیقین ص ۲۶۱)

انکے (یعنی مہدی کے) دوبارہ آنے پر انہیں ان کے دشمنوں پر غلبہ دیں گے تاکہ وہ ان سے انتقام لے سکیں انہیں زمین پر اقتدار اور قدرت دیں گے تاکہ باطل کو بھگا کر حق کو ظاہر کریں

شیعہ عالم ملاباقر مجلسی اور صاحب بصائر نے اپنا یہ عقیدہ بغیر کسی لاگ لپٹ کے اگل دیا ہے کہ امام صاحبان جب دوبارہ دنیا میں آئیں گے تو وہ کن ظالموں سے بدلہ لیں گے اور وہ ان سب کے ساتھ کس طرح کا سلوک کریں گے شیخ محمد بن حسن الصفار (۲۹۰ھ) لکھتے ہیں

لو قد قام قائمنا لقد رد الیه الحمیرا حتی یجلدها الحد حتی ینتقم لابنة محمد (بصائر الدرجات ص ۲۱۳)

جب امام مہدی ظاہر ہوں گے تو عائشہ کو ان کے حوالہ کیا جائے گا یہاں تک کہ وہ ان پر حد جاری کریں گے اور حضرت فاطمہ پر ہونے والے ظلم کا بدلہ ان سے لیں گے

ایران کے سابق لیڈر علامہ خمینی کا ممدوح ملاباقر مجلسی (۱۱۱۱ھ) لکھتا ہے

Scanned with CamScanner

چوں قائم ما ظاہر شود عائشہ را زندہ کند تابر او حد بزند و انتقام فاطمہ را بکشد (حق الیقین ص ۲۱۹)

جب امام قائم (یعنی مہدی) ظاہر ہوں گے تو عائشہ کو زندہ کریں گے تاکہ ان پر حد لگائی جائے اور ان سے فاطمہ کے ساتھ ہونے والے ظلم کا بدلہ لیں گے

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے بارے میں ان کا یہ موقف کہ ان پر معاذاللہ حد (زنا) ماری جائے گی یہ ان تین وجوہ میں سے ہے جس کے قائلین پر بالاتفاق کفر کا فتوی ہے جو علماء انہیں علی الاطلاق کافر نہیں کہتے وہ اتنا ضرور مانتے ہیں کہ جو شخص اس الزام بد سے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ کی برات اور پاکیزگی کا قائل نہ ہو وہ بالاتفاق کفر کی زد میں ہے اسے ہم کسی قیمت پر مسلمانوں میں نہیں بٹھا سکتے

ملا نعمت اللہ جزائری (۱۱۱۲ھ) کا بیان دیکھئے اور غور کیجئے کہ شیعہ علماء کے دلوں میں حضرات شیخین کریمین کے بارے میں کس قدر نفرت اور کینہ بھرا ہوا ہے

فیأمر بعد ثلاثة ایام ویحفر قبورهما ویخرجهما فیخرجان طریان کصورتهما فی الدنیا فیکشف عنهما اکفانهما ویأمر برفعهما علی دوحة یابسة نخرة فیصلبهما ...... ثم یامر بهما فیقتلان فی کل یوم ولیلة الف قتلة ویردان الی اشد العذاب ویأمر نارا تخرج من الارض تحرقهما والشجرة ثم یأمر ریحا فتنسفهما فی الیم لنسفا (انوار نعمانیہ ص ۱۵۲)

امام مہدی اپنے ظاہر ہونے کے تین دن بعد حکم دیں گے کہ ابوبکر و عمر کی قبریں کھود کر ان کو باہر نکالو جب وہ دونوں باہر لائے جائیں گے تو ان کے بدن

بالکل تروتازہ ہوں گے جیسے دنیا میں تازہ تھے پھر ان کے کفن اتارے جائیں گے پھر انہیں ایک خشک درخت پر لٹکایا جائے گا پھر حکم دیا جائے گا کہ انہیں روزانہ ہزار مرتبہ تہہ تیغ کیا جائے بعد ازاں انہیں سخت تکلیف پہنچائی جائے گی پھر آگ کو حکم دے گا وہ زمین سے نکلے گی اور انہیں جلائے گی پھر ہوا کو حکم دیا جائے گا تو وہ ان کی راکھ کو اڑا کر سمندر میں پھینک دے گی

استغفر اللہ العظیم ...... اسلام کا دامن اس قسم کے شیعی عقائد سے پاک و منزہ ہے اور جو لوگ اس قسم کے عقائد رکھتے ہیں اور اس کا کھلا پرچار کرتے ہیں آپ ہی بتائیں کیا ہم اسے صف اسلام میں بٹھا سکتے ہیں اور اس پر ان کا یہ دعوی کہ شیعہ سنی بھائی ہیں اور ان کے درمیان اختلاف محض فروعی ہے جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے اس قسم کے عقائد سے افتراق وانتشار کی خطرناک آگ تو لگ سکتی ہے اخوت و بھائی چارگی نہیں اور جو لوگ ان عقائد کے ساتھ اخوت کی باتیں کرتے ہیں اگر وہ جھوٹ نہیں بولتے تو ان کے پرلے درجے کے جاہل اور بے وقوف ہونے میں کوئی شک نہیں ہے سید ابو الحسن موسوی اصفہانی کے پوتے ڈاکٹر موسی الموسوی شیعہ کے عقیدہ رجعت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں

ان کا کہنا ہے کہ دوبارہ آمد صرف ائمہ شیعہ تک ہی محدود نہیں بلکہ دوسرے افراد بھی دوبارہ آئیں گے اس ضمن میں وہ اصحاب رسول میں سے غیر معمولی جماعت کا نام لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ لوگ ائمہ کے دشمن تھے اور یہی لوگ ان کے حق حکومت و خلافت میں سد راہ بنے تھے ان سب کو دوبارہ زمین پر بھیجا جائے گا تاکہ ائمہ ان سے اسی دنیا میں انتقام لے سکیں

مجھے تو کبھی کبھی یہ خیال آتا ہے کہ نظریہ رجعت کو ثابت کرنے کے لئے

Scanned with CamScanner

روایات گھڑنے والوں اور اس کی پشت پناہی کرنے کا مقصد ائمہ کی دوبارہ آمد سے زیادہ ان کے مزعومہ دشمنوں کی دوبارہ آمد کا نظریہ ثابت کرنا تھا تا کہ ان سے انتقام لیا جاسکے اس لئے کہ یہ نظریہ شیعہ اور دیگر اسلامی فرقوں کے درمیان تفرقہ ڈالنے کا موجب ہوگا جن کے بعد ان کے آپس میں مل بیٹھنے کا امکان ہی نہیں رہے گا...... یہ نظریہ بہت سے فرق کے باوجود نظریہ تناسخ سے بہت مشابہت رکھتا ہے...... اس قسم کی خرافات کے ذریعہ مسلمانوں کی صفوں میں مکمل دشمنی اور انتشار پیدا کرنا ہے اس قسم کی ہر بات زمانہ ماضی میں بھی اور اب بھی فتنہ کی آگ کو بھڑکاتی اور وحدت امت کو نقصان پہنچاتی اور باہمی الفت و قربت کے ہر موقع اور ہر مظہر کو ختم کر دیتی ہے (اصلاح شیعہ ص ۲۴۴۔ ۲۴۶ ترجمہ)

سو اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ حضرت علیؓ کے اس دنیا میں دوبارہ آنے کا عقیدہ من گھڑت ہے حضرت امام حسنؓ اس عقیدہ کو جھوٹ کہتے ہیں کاش کہ شیعہ علماء حضرت امام حسنؓ پر زبان دراز کرنے کے بجائے اپنے اس من گھڑت عقیدے سے توبہ کرلیں دعا ہے اللہ تعالی مسلمانوں کو اس قسم کے لغو عقائد سے محفوظ رکھے آمین۔

مرتضی کز تیغ او حق روشن است بوتراب از فتح اقلیم تن است	وہ مرتضیٰؓ کہ جس کی تلوار سے حق روشن ہو گیا یہ ملک تن کی فتح (یعنی اپنے اخلاص وللّٰہیت) کی وجہ سے بوتراب کہلائے
مرد کشور گیر از کراری است گوہرش را آبرو خودداری است	مرد فاتح کے لئے کراری لازم ہے (زور سے حملہ کرنے والا اور بار بار حملہ کرنے والا) یہ حضرت علیؓ کا لقب ہے ایسے مرد فاتح کی ذات کی آبرو خودداری ہے

Scanned with CamScanner

☆…… حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علی مرتضیٰؓ کی جانشینی ……☆
ایک اہم سوال اور اس کا جواب

راقم الحروف کی کتاب ﴿فتح الرحمن بسیرۃ سیدنا عثمان بن عفانؓ﴾ کے مطالعہ سے لندن کے ایک طالب علم جناب انیق احمد خان کا یہ سوال موصول ہوا کہ مجھے اس بات کا جواب مطلوب ہے کہ سیدنا حضرت عثمان غنیؓ کو جب اس بات کا پورا یقین تھا کہ وہ شہید ہوں گے تو انھوں نے اپنے اس دور ابتلاء میں کوئی اپنا جانشین سیرت شیخین کی پابندی کرتے ہوئے کیوں نہ نامزد کردیا؟

آج جب راقم الحروف حضرت علی مرتضیٰؓ پر لکھی یہ کتاب حوالہ پریس کررہاہے تو اچانک ذہن میں جناب انیق احمد کا وہ سوال تازہ ہو گیا تو خیال گذرا کہ شاید کوئی صاحب یہی سوال حضرت علی کے بارے میں بھی کریں کہ انھوں نے حضرت امام حسنؓ کو کیوں اپنا جانشین نامزد نہ کیا جب کہ انہیں یہ تجویز دی بھی گئی تھی پھر بھی آپ نے انہیں نامزد نہیں کیا؟

حسن اتفاق سے ان دونوں سوالوں کا جواب استاذ المحترم مفکر اسلام حضرت علامہ خالد محمود صاحب مدظلہ العالی کے قلم کا لکھا ہوا مجھے اپنے کاغذات میں مل گیا آپ کے یہ جوابات تقریباً پندرہ سال قبل آپ نے اپنی کتاب ﴿**عبقات من باب الاستفسارات**﴾ کے لئے تحریر کئے تھے اس میں ان دو سوالوں کے تسلی بخش جوابات موجود ہیں ملاحظہ کیجئے

☆……**الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفی ……اما بعد**

سیرت شیخین پر چلنے کا عہد موقوف ہے عقیدت شیخین پر۔ حضرت عثمان غنیؓ شیخین کریمین کے اس درجہ عقیدت مند تھے کہ آپ ان کے کسی فیصلے کے خلاف کوئی قدم

Scanned with CamScanner

اٹھانا چاہتے تھے سیدنا حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے آخری وقت میں جن چھ حضرات کی کمیٹی بنائی تھی ان میں مختلف مراحل سے گزرنے کے بعد صرف دو بزرگ ہی رہ گئے تھے جن میں سے کوئی ایک تیسرا خلیفہ راشد ہو سکے (۱) حضرت عثمانؓ اور (۲) حضرت علیؓ۔ اب حضرت عمرؓ کی نظر میں کون چوتھا خلیفہ راشد ہو سکتا تھا ظاہر ہے کہ وہ صرف حضرت علیؓ ہی ہو سکتے تھے حضرت علیؓ کی یہ پوزیشن اتنی واضح تھی کہ اب اس باب میں حضرت عثمانؓ کوئی اور نام تجویز نہ کر سکتے تھے وہ حضرت عمرؓ کی رائے سے سر مو بھی تجاوز کے لئے تیار نہ تھے اس لئے انہوں نے اپنے آخری دنوں میں اپنا کوئی جانشین تجویز نہ کیا

ثانیا...... حضرت عثمان غنیؓ نے حضرت علیؓ کا نام اس لئے تجویز نہ کیا کہ آپ پر جن لوگوں نے بلوہ کیا تھا وہ کہیں حضرت علیؓ کو بھی ساتھ ہی شہید نہ کر دیں یہ لوگ حضرت عثمانؓ کے اس قدر خلاف ہو چکے تھے کہ آپ کے نامزد کردہ کو وہ کسی طرح بھی زمام امور سلطنت دینے کے لئے تیار نہ ہو سکتے تھے

پھر اس بات کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ احادیث کی روشنی میں آئندہ مسلمانوں میں آپس میں خونریزی ہونے کے خطرات تھے اور حضرت عثمانؓ نہ چاہتے تھے کہ حضرت علیؓ ان پریشانیوں میں گھریں اور حضرت حسنؓ کی رائے بھی یہی تھی کہ بلوے کے ان دنوں میں حالات کی نزاکت کے پیش نظر حضرت علیؓ مدینہ منورہ سے باہر چلے جائیں اور وہ اس خطرناک صورت حال سے دوچار نہ ہوں

حضرت علی مرتضیٰؓ نے حضرت حسنؓ کی یہ بات اس لئے نہ مانی کہ وہ اپنے بہادری کے جذبے میں اسے ایک راہ فرار سمجھتے تھے اور ان کا خیال تھا کہ وہ حالات پر قابو پالیں گے اہل سنت تو پھر بھی کہتے ہیں کہ انہوں نے کسی درجے میں حالات پر قابو پالیا تھا لیکن اثنا عشری

شیعہ تو ان کی اس خلافت کو ہر پہلو سے ایک ناکام خلافت کہتے ہیں ان کے عصر حاضر کے ایک مجتہد مفتی جعفر حسین نہج البلاغۃ کے خطبہ نمبر ۹۵ کی شرح میں لکھتے ہیں

عوام جو سیلاب کے بہاؤ اور ہوا کا رخ دیکھ کر دوسروں کی بیعت کرتے رہے تھے اب آپ کے ہاتھوں پر بیعت کے لئے ٹوٹ پڑے لیکن یہ بیعت اس حیثیت سے نہ تھی کہ وہ آپ کی خلافت کو منجانب اللہ اور آپ کو امام مفترض الطاعۃ سمجھ رہے ہوں بلکہ انہی کے قرارداده اصول کے ماتحت جسے جمہوری اور شورائی (خلافت) قسم کے ناموں سے یاد کیا جاتا تھا البتہ (چھوٹا) گروہ ایسا تھا جو آپ کی خلافت کو نص سمجھتے ہوئے ایک دینی فریضہ کی حیثیت سے بیعت کر رہا تھا ورنہ اکثریت تو آپ کو دوسرے خلفاء کی طرح ایک فرمانروا اور بلحاظ فضیلت چوتھے درجہ پر یا خلفائے ثلاثہ کے بعد عام صحابہ کی سطح پر سمجھتی تھی اور چونکہ رعیت فوج اور عہدیدار سابقہ حکمرانوں کے عقائد و اعمال سے متاثر اور ان کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے اس لئے سرکشی اور نافرمانی پر اتر آئے تھے (ترجمہ نہج البلاغۃ ج اص ۲۸۹ امامیہ کتب خانہ لاہور)

مفتی جعفر حسین آگے اپنی حمایت میں نہج البلاغۃ کی شرح ابن ابی الحدید سے یہ عبارت پیش کرتا ہے اور آپ کی خلافت بلا فصل کا انکار کرتا ہے جہاں خلیفہ کی کوئی اپنی بات چل نہ سکے اسے خلافت بلا فصل کہنا واقعی ایک بڑی مشکل بات ہے مفتی جعفر حسین نے ابن ابی الحدید کی اس عبارت کا سہارا لیا ہے

ومن تامل أحواله عليه السلام فى خلافته علم انه كان المحجور عليه لا يتمكن من بلوغ ما فى نفسه وذلك لان العارفين بحقيقة حاله كانوا قليلين وكان السواد الاعظم لا يعتقدون فيه الامر الذى يجب اعتقاده

Scanned with CamScanner

فیہ (ایضاص ۲۸۹)

(ترجمہ) جو شخص امیر المؤمنین کے زمانہ خلافت کے واقعات کو گہری نظر سے دیکھے گا وہ اس امر کو جان لے گا کہ امیر المؤمنین مجبور اور بے بس بنا دیے گئے تھے کیونکہ آپ کی حقیقی منزلت پہچاننے والے بہت کم تھے اور سواد اعظم آپ کے بارے میں وہ اعتقاد نہ رکھتا تھا جو اعتقاد آپ کے متعلق رکھنا واجب اور ضروری تھا

اس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ شیعہ حضرت علیؓ کو اس درجہ کا خلیفہ بھی نہیں مانتے جس درجے میں اہل سنت انہیں امیر المؤمنین تسلیم کرتے ہیں اور آپ کی تعظیم بجالاتے ہیں

شیعہ مجتہد جعفر حسین تو یہاں تک لکھتے ہیں کہ اگر حضرت معاویہ حضرت عثمان کی شہادت کے وقت مدینہ منورہ میں ہوتے تو لوگ معاویہ کو خلیفہ بناتے حضرت علیؓ کو نہیں

مفتی جعفر حسین کی غلط بات دیکھئے

معاویہ مرکز سے دور اپنی راجدھانی میں بیٹھا ہوا تھا ان حالات میں امیر المؤمنین کے سوا کوئی ایسا نہ تھا جس کی طرف نظریں اٹھتیں چنانچہ نگاہیں آپ کے گرد طواف کرنے لگیں (ایضاص ۲۸۸)

اہل سنت والجماعت کبھی اس بات کو تسلیم نہیں کرتے کہ اگر حضرت معاویہؓ ان دنوں مرکز میں مقیم ہوتے تو مسلمانوں کی اکثریت حضرت علیؓ کی بجائے حضرت معاویہؓ کو زیادہ خلافت کے لائق سمجھتے مفتی جعفر حسین جو حضرت علیؓ کو اس درجہ کمزور بتلا رہے ہیں ہم ان سے قطعاً اتفاق نہیں کرتے ہم سمجھتے ہیں کہ اگر حضرت معاویہؓ اس وقت مرکز میں ہوتے تو وہ خود حضرت علیؓ کا نام خلافت کے لئے تجویز کرتے اور حضرت علی مرتضیٰؓ بھی اتنے سمجھ دار سیاست دان کو اپنے ساتھ لے کر حضرت عثمان کے قاتلوں کو ان کے

Scanned with CamScanner

کے فر کردار تک پہنچا دیئے

مفتی جعفر حسین نے اپنے اس بیان میں حضرت علی مرتضیٰؓ کو کمزور ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اس سے تو ہم اختلاف کرتے ہیں لیکن انہوں نے یہ جو کھل کر کہا ہے کہ عوام رعیت فوج اور عہدیدار سب کے سب حضرت ابو بکر صدیقؓ حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمانؓ کے عقائد واعمال سے متاثر تھے (دیکھئے ص ۲۸۹ سطر ۳) یہ خلفائے ثلاثہ کے عدل وانصاف کی ایک بہت قوی شہادت ہے ؎ مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

پھر مفتی جعفر حسین نے یہاں صریح لفظوں میں اہل السنۃ کو سواد اعظم تسلیم کیا ہے اب اس کی روشنی میں حضرت علی مرتضیٰؓ کے خطبہ نمبر ۱۲۵ کو سمجھنا بہت آسان ہو جاتا ہے

سیهلك فی صنفان محب مفرط یذهب به الحب الی غیر الحق ومبغض مفرط یذهب به البغض الی غیر الحق وخیر الناس فی مالا النمط الاوسط فالزموه والزموا السواد الاعظم فان ید الله علی الجماعة (نہج البلاغۃ ج ا ص ۳۵۳)

یہ وہ پس منظر ہے جس کی وجہ سے حضرت علیؓ نے امیر المؤمنین حضرت عثمانؓ کے باغیوں کا ساتھ نہ دیا اپنے ایام ابتلاء میں آپ کا حضرت علیؓ کو اپنا جانشین نہ بتلانا صرف ان کے تحفظ کے لئے تھا ورنہ یہ باغی لوگ تو کئی دفعہ حضرت علیؓ کو شہید کرنے کے بھی کئی منصوبے بنا چکے تھے ان حالات میں حضرت عثمانؓ کا کسی کو اپنا جانشین تجویز نہ کرنا سیرت شیخین سے کسی انحراف کی وجہ سے نہ تھا۔

سوال (۲)..... حضرت علی مرتضیٰؓ نے حضرت معاویہ کو خط لکھتے ہوئے لکھا تھا کہ میری بیعت انہی شرطوں پر کی گئی ہے جن پر پہلے تین خلفاء کی بیعت کی گئی تھی ظاہر ہے کہ

Scanned with CamScanner

حضرت عثمانؓ کی شرائط بیعت میں ایک یہ بھی تھی کہ آپ سیرت شیخینؓ کی پابندی کریں گے اب ظاہر ہے کہ یہ شرط اب آپ نے (حضرت علیؓ نے) بھی اپنی بیعت کے وقت تسلیم کی ہو گی اب آپ کے بارے میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب آپ کو معلوم تھا کہ آپ شہادت سے اپنے سفر آخرت پر جائیں گے تو آپ نے اپنے بعد کے لئے حضرت حسنؓ کو کیوں نامزد نہ کیا؟

الجواب ...... نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ......اما بعد

علم الٰہی میں تھا کہ حضرت حسنؓ کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں کو پھر سے ایک کریں گے اور یہ اسی طرح ہو گا کہ حضرت حسنؓ خلافت سے دستبردار ہوں گے تو اگر حضرت حسنؓ حضرت علیؓ کے نامزد جانشین ہوتے تو آپ اس خلافت کو ترک نہ کرپاتے آپ اپنی خلافت تجویز کرنے والوں سے اس کے چھوڑنے کا مشورہ کر سکتے تھے لیکن حضرت علیؓ کے نامزد کرنے پر شاید وہ اسے اپنے والد کی مخالفت سمجھتے اور اس طرح یہ عالمی صلح وجود میں نہ آتی

پھر یہ بات بھی ہے کہ حضرت علی مرتضیٰؓ اپنے عقد خلافت کے وقت تمام عالم اسلام کے سربراہ تھے اور اپنی پوری جامعیت کے ساتھ مسلمانوں کے امیر المؤمنین تھے حضرت معاویہؓ کا ان سے یہ مطالبہ کہ قاتلان عثمان سے قصاص لیا جائے یہ بھی اسی بات کا پتہ دیتا ہے کہ آپ کو حضرت علیؓ کی خلافت سے انکار نہ تھا کیونکہ رعیت پر احکام شرع جاری کرنا یہ ذمہ داری حکام کی ہے اگر کوئی کسی کو حاکم وقت ہی نہ مانے تو کیا وہ اس سے اجرائے حدود کا تقاضا کر سکتا ہے؟ نہیں ۔ حضرت معاویہؓ حضرت علی مرتضیٰؓ سے اپنا وہ حق لے رہے تھے جو عامۃ المسلمین کو اپنے اولی الامر سے حاصل ہے

Scanned with CamScanner

تاہم حضرت علی مرتضیٰؓ کا انہیں شام کی امارت سے معزول کرنا اور ان کا حضرت علیؓ کے حملے کو روکنا حضرت معاویہؓ کی امارت کے لئے موجب تشویش ضرور تھا اس کا حضرت معاویہؓ نے یہ حل نکالا کہ وہ حضرت علیؓ کو اس موقف پر لے آئے کہ وہ حضرت معاویہؓ کے زیرانتظام علاقوں پر فوج کشی نہ کریں اور حضرت معاویہؓ حضرت علیؓ کے کسی علاقے پر حملہ نہ کریں اس سے حالات نے یہ صورت اختیار کی کہ حضرت معاویہؓ کسی پہلو سے حضرت علیؓ کے باغی نہیں رہے ان کا اپنے زیرانتظام علاقوں پر قبضہ اب امیر المؤمنین حضرت علی مرتضیٰؓ کی رضامندی سے قرار پایا اس صورت حال میں حضرت علیؓ اپنی شہادت کے وقت بھی تمام قلمرو اسلامی کے آئینی سربراہ تسلیم کئے گئے اور اہل شام میں بھی اب ان کا کوئی باغی گروہ نہ تھا اب ان پر حضرت معاویہؓ کی حکومت حضرت امیر المؤمنینؓ کے فیصلے سے تھی

اب اگر وہ حضرت حسنؓ کو اپنا سیاسی جانشین نامزد کرتے تو وہ صرف ان علاقوں کی سربراہی ہوتی جو بالفعل ان کے زیرانتظام تھے ظاہر ہے کہ یہ عمل ان کے تمام قلمرو اسلامی کے آئینی سربراہ ہونے سے نہ لگا کھاتا تھا اس لئے آپ نے عافیت اسی میں سمجھی کہ کسی کو اپنا سیاسی جانشین مقرر نہ کریں

حضرت حسنؓ پر جب یہ نکتہ کھلا تو آپ نے پوری قلمرو اسلامی کو ایک کرنے کا فیصلہ کیا اور یہ حضور خاتم النبیین ﷺ کی اس پیشگوئی کے عین مطابق تھا جو آپ نے حضرت حسنؓ کے بارے میں کی تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے مسلمانوں کی دو عظیم جماعتوں کو آپس میں جوڑ دے گا اس کی تصدیق پھر پوری امت نے دیکھی کہ حضرت حسنؓ نے اپنی عنان حکومت بھی حضرت معاویہؓ کے سپرد کر دی اور حضرت معاویہؓ کے دیئے ہدایا اور وظائف

Scanned with CamScanner

کھلے عام قبول کئے

یہ تدبیر کہ حضرت علیؓ پوری قلمرو اسلامی کے سربراہ ہوں اور اہل شام بھی کسی آئینی پہلو سے باغی نہ رہیں پہلے حضرت معاویہؓ کے ذہن میں آئی پھر حضرت علیؓ نے بھی اسے مان لیا اور انجام کار حضرت علیؓ اس طرح دنیا سے گئے کہ وہ پوری قلمرو اسلامی کے آئینی سربراہ تھے حافظ ابن کثیر (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں کہ حضرت معاویہؓ نے ان الفاظ نے ان الفاظ میں اپنی قرارداد پیش کی تھی

ان الامة قد قتل بعضها بعضا فلك العراق ولي الشام (البدایہ ج ۷ ص ۳۲۳)

اس پر راوی کہتا ہے

فاقر بذلك علی رضی الله عنه وأمسك كل واحد منهما عن قتال الاخر وبعث الجيوش الى بلاده واستقر الامر على ذلك(ایضا)

ان اختلافات کی آخر منزل یہ باہمی اقرار ہے نہایت افسوس کی بات ہے کہ ناعاقبت اندیش لوگ ان دو بزرگوں کی لڑائیوں کا تو ہر جگہ ڈھنڈورا پیٹتے ہیں اور پھر سر پیٹتے ہیں لیکن اس مھادنت سے وہ واقف نہیں جس نے انجام کار پھر دونوں میں کسی پیرایہ میں مصالحت کرادی

یہ وہ پس منظر ہے جس کے پیش نظر حضرت علی مرتضیٰؓ نے حضرت حسنؓ کو اپنا جانشین نامزد نہ کیا بایں ہمہ آپ اپنے پورے دور خلافت میں سیرت شیخین سے کبھی بے پرواہ نہ رہے شیعہ عالم قاضی نور اللہ شوستری (۱۰۱۹ھ) اسے اپنے دائرہ کے لوگوں میں ان الفاظ میں ذکر کرتا ہے

Scanned with CamScanner

حضرت امیر در ایام خلافت خود دید کہ اکثر مردم حسن سیرت ابوبکر و عمر را معتقد اند وایشاں را بر حق مے دانند قدرت بر آں نداشت کہ کارے کند کہ دلالت بر فساد خلافت ایشاں داشتہ باشد...... اکثر اہل آں زماں را اعتقاد آں بود کہ امامت حضرت امیر مبنی بر امامت ایشاں است وفساد امامت ایشاں را دلیل فساد امامت او مے دانند (مجالس المؤمنین (ج ا ص ۵۴)

حضرت علی نے اپنے دور خلافت میں دیکھا کہ لوگ بڑی کثرت سے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے حسن سیرت کے معتقد ہیں اور انہیں خلفائے حق مانتے ہیں سو آپ اس پر قادر نہ تھے کہ کوئی ایسا کام کریں جس سے پتہ چلے کہ ان کی خلافت بر حق نہ تھی اس زمانے کے اکثر لوگ یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ حضرت علی کی خلافت انہی کی خلافت پر مبنی ہے اور اگر ابوبکر وعمر کی خلافت کو غلط سمجھا جائے تو اس سے حضرت علی کی خلافت بھی غلط سمجھی جائے گی

حضرت علی مرتضیٰؓ کی خلافت اس دنیا میں جہاں بھی رہی وہ چوتھی خلافت راشدہ کے ہی عنوان سے رہی اس روئے کائنات پر حضرت علی مرتضیٰؓ کے لئے عملا خلیفہ بلا فصل ہونے کا کوئی ایک دن بھی نہیں سنا گیا شیعہ بھی اب تک صرف مسجدوں میں اس کا اعلان کرتے ہیں کسی انتظامیہ میں وہ بھی آپ کو خلیفہ بلا فصل نہیں کہتے شیعہ مساجد کے سوا پوری کائنات میں حضرت علی مرتضیٰؓ کا بطور خلیفہ جب بھی کہیں نام آیا وہ چوتھے خلیفہ کے طور پر آیا پورے روئے زمین پر اس دور میں کہیں آپ کو خلیفہ بلا فصل نہیں دیکھا گیا۔

واللہ أعلم وعلمہ أتم وأحکم۔

Scanned with CamScanner

OTHER PUBLICATIONS

ناشر

ادارہ اشاعت الاسلام

IDARA ISHA'AT-UL-ISLAM

No: 26 Blackburn Street, Manchester.
M16 9LJ (U,K) Tel: 0161 232 9851

Scanned with CamScanner